www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ
# المرشد
لاہور

الله
رسول
محمد

ستمبر
2001ء

قد افلح من تزکی وذکر اسم ربه فصلی

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

## ظالمانہ نظام میں
## جکڑا ہوا پاکستان

ظالمانہ نظام میں ردوبدل کی بجائے اسلام کا آفاقی نظام نافذ کیا جائے' امیر محمد اکرم اعوان

www.naqshbandiaowaisiah.com


# ماہنامہ المرشد لاہور

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ناظم اعلیٰ: کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین نشرواشاعت: چودھری غلام سرور

ستمبر 2001ء (جمادی الثانی 1422ھ)

جلد نمبر 23 ✻ شمارہ نمبر 2

مدیر ——— چودھری محمد اسلم

مجلس ادارت

الطاف قادر گھمن، اعجاز احمد اعجاز، سرفراز حسین

سرکولیشن منیجر: رانا جاوید احمد

کمپیوٹرڈیزائننگ کمپوزنگ: عبدالحمید

قیمت فی شمارہ 25 روپے

CPL No. 3


## اس شمارے میں


| | | |
|---|---|---|
| 1- اداریہ | محمد اسلم | 2 |
| 2- جہاد اور کفر | امیر محمد اکرم اعوان | 4 |
| 3- متفرق راستے | امیر محمد اکرم اعوان | 10 |
| 4- سودی نظام کے خلاف تحریک | امیر محمد اکرم اعوان | 16 |
| 5- سود اور عدالتی فیصلہ | امیر محمد اکرم اعوان | 24 |
| 6- الاخوان کی تنظیم نو اور ایک اہم سوال | امیر محمد اکرم اعوان | 29 |
| 7- امیر محمد اکرم اعوان کے بیانات اخبارات کی روشنی میں | تراشے | 37 |
| 8- علاج نبوی اور جدید سائنس | ڈاکٹر خالد غزنوی | 39 |
| 9- راہ تقلید | سیف الرحمٰن سیف | 48 |
| 10- قرآن کریم کے اسماء و موضوعات کی عددی ہم آہنگی | محمد شفیع اویسی | 50 |
| 11- من الظلمت الی النور | نذر احمد مخدوم | 55 |
| 12- موت کا سفر | راجہ انور | 59 |
| 13- قرآن پاک کا ایک زندہ معجزہ | ڈاکٹر عبدالغنی فاروق | 61 |
| 14- مراسلات | | 64 |



| بدل اشتراک | سالانہ | تاحیات |
|---|---|---|
| پاکستان | 200 روپے | 3000 روپے |
| بھارت/سری لنکا/بنگلہ دیش | 700 روپے | 8000 روپے |
| مشرق وسطیٰ کے ممالک | 100 ریال | 750 ریال |
| برطانیہ۔یورپ | 30 اسٹرلنگ پاؤنڈ | 150 اسٹرلنگ پاؤنڈ |
| امریکہ | 50 امریکن ڈالر | 350 امریکن ڈالر |
| فارایسٹ اور کینیڈا | 50 امریکن ڈالر | 350 امریکن ڈالر |

ناشر۔ پروفیسر عبدالرزاق

انتخاب جدید پریس ۔ لاہور 042-6314365

رابطہ آفس = اے۔ٹی۔ایم۔بلڈنگ، پل کوریاں، سمندری روڈ، فیصل آباد۔فون 041-668819

Web Site : www.almurshad.com E.Mail : urwajan@yahoo.com

ہیڈ آفس = ماہنامہ المرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ، ٹاؤن شپ، لاہور۔فون 042-5182727


اعلان۔ ماہ اگست 2001ء کے ماہنامہ "المرشد" میں سہواً "جلد نمبر 22 شمارہ نمبر 13 شائع ہو گیا تھا۔ اسے جلد نمبر 23 شمارہ نمبر 1 پڑھا جائے۔ (ادارہ)

www.naqshbandiaowaisiah.com

## اداریہ

# ظالمانہ نظام میں ردوبدل کی بجائے اسلامی نظام نافذ کیا جائے

تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "ملکی حالات تیزی سے کروٹ لے رہے ہیں اور ایک نیا نظام سامنے آرہا ہے اس کا پریشان کن پہلو یہ ہے کہ اسے بنانے والے بھی اسے واضح طور پر سمجھ نہیں پا رہے یہی وجہ ہے کہ آئے دن اس میں تبدیلیاں لائی جا رہی ہیں لہٰذا ہمارا مطالبہ ہے کہ موجودہ ظالمانہ نظام میں ردوبدل کرنے کی بجائے اسلام کا آفاقی نظام نافذ کر دیا جائے" امیر محمد اکرم اعوان نے مزید کہا کہ "بلدیاتی انتخابات کا نتیجہ اس لحاظ سے پچاس فیصد مثبت رہا کہ اس میں پچاس فیصد نئے لوگ آئے ہیں اور اگر نئے لوگوں نے اہلیت اور دیانت کا مظاہرہ کیا تو امید کی جا سکتی ہے کہ قومی اور صوبائی انتخابات میں بھی ایسی تبدیلی آ جائے جس سے قوم کو سیاسی اجارہ داروں اور لٹیروں کے شکنجہ سے نجات مل سکے"

تنظیم الاخوان کے امیر نے ضلعی حکومتوں کے حوالے سے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ مگر دیکھنے میں آیا ہے کہ خیالات سے متفق ہونے کے باوجود عملی طور پر من حیث القوم ہمارا مجموعی کردار قابل فخر نہیں۔ حال ہی میں ہونے والے ضلعی حکومتوں کے انتخابات میں قوم نے ایک ایسے نظام کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی جو نہ صرف غیر اسلامی ہے بلکہ اپنی ہیئت میں بھی ادھورا ہے اور تو اور اس نظام کو بنانے والے بھی اسے سمجھنے سے قاصر دکھائی دیتے ہیں۔ افسوس کہ قوم کی صلاحیتیں اور وسائل ایسے نامکمل اور مبہم نظام میں جھونک دیئے گئے جس کا حصہ بننے والے افراد کو یہ تک پتہ نہیں کہ وہ کونسلر، نائب ناظم یا ناظم بن کر کیا خدمات سرانجام دیں گے؟ ان کے حقوق و فرائض کیا ہوں گے؟ اس نظام کو چلانے کے لئے وسائل کہاں سے آئیں گے اور یہ وسائل کہاں خرچ کئے جا سکیں گے؟ کتنے دکھ کی بات ہے کہ محض اقتدار حاصل کرنے کے نشے میں لوگوں نے اپنی عزتوں کو چادر اور چار دیواری کے تحفظ سے نکال کر الیکشن مہم میں جھونک دیا۔ جو گھریلو خواتین اپنا نام تک بتانے سے پریشان ہو جایا کرتی تھیں وہ پردہ داری اور نسوانی تقدس کو پامال کرتی ہوئیں اپنی تصاویر والے اشتہارات اٹھائے گلیوں اور بازاروں میں پھرتی دکھائی دیں۔ یہاں تک کہ مذہبی جماعتوں نے زیادہ سے زیادہ سیٹوں کے لالچ میں متضاد نظریات کی حامل دوسری جماعتوں سے الحاق کے ساتھ ساتھ اپنی خواتین کو کونسلر بنوانے کے لئے الیکشن میں کھڑا کیا اور انہیں ووٹ مانگنے گھر گھر بھیجا۔ الیکشن میں پیش پیش مذہبی جماعتوں نے یہ بھی گوارہ نہ کیا کہ حکومت کی طرف سے خواتین کو مضحکہ خیز انتخابی نشانات الاٹ کرنے پر اپنا احتجاج ہی ریکارڈ کرا دیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com



حکومت نے نئے نظام کے نام پر موجودہ ظالمانہ نظام میں ردوبدل کر کے لوگوں کی توجہ اصل مسائل سے ہٹانے کی جو کوشش کی بدقسمتی سے عوام نے بھی اس عمل میں حکومت کا بھرپور ساتھ دیا۔ ضلعی حکومتوں کے انتخابات کے دوران قریہ قریہ جو تماشہ دیکھنے میں آیا وہ محب وطن عوام کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ اقتدار میں عوام کی شمولیت کے نام نہاد نعرے کے فریب میں سیاسی جماعتوں نے مفادات کی تمام حدیں پار کر دیں۔ سیاسی دشمن دوست بن گئے' برسوں تک نظریات کی جنگ لڑنے والی مذہبی جماعتیں محض اقتدار کے لالچ میں لوٹ مار کرنے والی جماعتوں کے حمایت یافتہ امیدواروں کی گود میں جا بیٹھیں اور بیچارے بھولے بھالے لوگ ایک بار پھر ان کے فریب میں آ گئے۔ انہوں نے نہ صرف جوش و خروش سے ووٹ کاسٹ کئے بلکہ ان کے بچے موسم کی شدت کے باوجود گلیوں میں نعرے لگاتے رہے' جوان گھر گھر دستک دے کر ووٹ مانگتے رہے اور تو اور بوڑھے اپنے سابقہ تعلقات کی یاد دہانی کروا کر لاٹھیاں ٹیکتے ظالمانہ نظام کی اس مہم میں شریک دیکھے گئے۔ لوگوں نے اپنے سب دکھ درد اور غم بھلا کر' غربت اور بیماری سے لاتعلق ہو کر ضلعی حکومتوں کے نظام کے لئے اپنی گھریلو اور روزمرہ زندگی کو اپ سیٹ کئے رکھا۔ ان میں سے کسی نے بھی یہ سوچنے کی زحمت گوارہ نہ کی کہ وہ اپنے گرد خود ہی ظالمانہ نظام کا شکنجہ کسے جا رہے ہیں اور اپنے آپ کو ایک گہرے کنویں میں لے جا رہے ہیں جہاں پر ان کے لئے دکھ اور مصیبتیں تو ہو سکتی ہیں۔ خوشی' خوشحالی اور سکھ چین نام کی کوئی چیز نہیں۔

ملک بھر میں بلدیاتی انتخابات کے نتائج کے بعد جو چہرے سامنے آئے ہیں ان میں کم و بیش پچاس فیصد وہی لوگ ہیں جو پہلے بھی کسی نہ کسی طرح برسر اقتدار رہے ہیں یا پھر سابقہ حکومتوں میں شریک جاگیرداروں' وڈیروں اور سرمایہ داروں کی اولادیں یا ان کے عزیز رشتہ دار ناظم اور نائب ناظم کے عہدوں پر کامیاب ہوئے ہیں۔ ایسے میں ان افراد کی طرف سے ملکی مفاد اور عوامی فلاح و بہبود کے کاموں کی توقع کرنا خام خیالی ہی ہوگا۔

آخر میں ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت کوئی بھی نظام لے آئے اس سے ہمارے مسئلے حل نہیں ہوں گے۔ گزشتہ 54 سال کے تجربات بھی اس بات کی گواہی دیں گے کہ پاکستان میں جتنے بھی نظام آزمائے گئے ان سے لوگوں کی مشکلات میں اضافہ ہی ہوا اس لئے ہمیں اب ماضی کے حالات و واقعات سے سبق سیکھتے ہوئے ملک کو مزید تجربہ گاہ بنانے سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ ہمارے پاس ایک ایسا نظام موجود ہے جس کے ثمرات سے قرون اولیٰ میں مسلم اقوام نے بھرپور استفادہ کیا اور اگر آج بھی ملک میں اسلامی نظام نافذ کر دیا جائے تو عوامی خوشحالی اور ترقی کا دور پھر سے شروع ہو سکتا ہے۔ لہٰذا حکمرانوں کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ ظالمانہ نظام میں ردوبدل کرنے کی بجائے ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنے کا اعلان کریں تاکہ قوم کو غربت' بے روزگاری' کرپشن' ناانصافی اور ناخواندگی جیسے مسائل سے نجات مل سکے۔

# جہاد اور کفر

سفر اگر ہزار میل بھی ہو تو پہلے ایک ہی قدم اٹھتا ہے' ابتداء ایک قدم سے ہی ہوتی ہے۔ ہزاروں صفحات کی کتاب لکھنی ہو ابتداء ایک حرف سے ہی ہوتی ہے۔ نئے سال کے اس نئے مبارک مہینے کے پہلے جمعہ میں آیئے کتاب زندگی کو پھر سے شروع کریں۔ اللہ سے دعا کریں ہم کمزور ہیں ہمیں ہمت دے کہ ہم توبہ کر سکیں۔ ہماری توبہ قبول فرما اور یہ ہمت دے کہ ہم اس توبہ پہ قائم رہ سکیں۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

30-3-2001

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم وماولھم جھنم ط وبئس المصیر O التوبہ ۔ 73

ترجمہ :- اے میرے نبی ﷺ منافقوں سے اور کفار سے جہاد فرمایئے اور جہاد بھی ایسا جو بہت شدید ہو ان پر سختی کیجئے۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت ہی تکلیف دہ اور برا ٹھکانہ ہے۔

آج محرم الحرام کا پہلا جمعہ ہے اور اللہ کی شان ہے کہ اسلامی سال کی ابتداء بھی قربانیوں سے ہے اور اس کی انتہا بھی قربانی پر ہے۔ آخری مہینہ ذوالحج ہے جس میں حضرت اسمٰعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی کی یادگار اور سنت ابراہیمی علیہ السلام کے طور پر نبی کریم ﷺ نے قربانیاں فرمائی اور عالم اسلام آج تک اس سنت کو تازہ کرتا ہے۔ لیکن تاریخ اسلام کا یا اسلامی سال کا کوئی بھی دن قربانیوں سے خالی نہیں ہے۔ صرف ابتداء اور انتہا ہی نہیں ہر مہینہ ہر ہفتہ ہر مہینے کا ہر دن اور ہر دن کا ہر لمحہ قربانیوں کی یادگار ہے۔ جب سے اللہ کریم نے نبی ﷺ کو جہاد کا حکم دیا تب سے اب تک اور اب سے قیام قیامت تک جہاد جاری رہے گا اور اللہ کے بندے اور اللہ کے نبی ﷺ کے عاشق اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے رہیں گے۔

لیکن جہاد کیا ہے؟ کیا بندوں کو مارنا جہاد ہے' قتل عام کرنا جہاد ہے' غیر معروف لوگوں کو جنہیں آپ جانتے ہی نہیں انہیں گولیاں مارنا جہاد ہے' گلی محلے میں فائرنگ کرنا جہاد ہے' بازار چلتے ہوئے برسٹ مار دینا' مسجد میں لوگوں پر گولیاں برسانا' معابد میں خواہ وہ ہندو ہوں کافر ہوں اپنی پوجا پاٹ میں لگے ہوں تو مندر میں گولیاں مارنا کیا یہ جہاد ہے؟ یہ سارا فساد ہے اس میں جہاد کوئی بھی نہیں۔ جہاد کا حکم ہے کفار اور منافقین کے ساتھ۔ اس لئے کہ کفار کمبل بن جاتے ہیں ظلم کا۔ اب قرآن میں حکم ہے نماز کے قیام کا اور سینکڑوں مرتبہ غالباً یہ حکم دہرایا گیا ہے لیکن کہیں بھی قرآن کریم یہ نہیں بتاتا کہ نماز میں آپ نے شروع میں کیا پڑھنا ہے' سورۃ فاتحہ کہاں پڑھنی ہے پھر اس کے آگے آیت کونسی ملانی ہے' پھر رکوع کیسے کرنا ہے' کیوں کرنا ہے' کب کرنا ہے' اس میں کیا پڑھنا ہے' سجدے کتنے ہیں' رکعت کتنی ہیں' اوقات کیا کیا ہیں۔ یہ سارا کچھ تب پتہ چلتا ہے جب محمد رسول اللہ ﷺ اس کی تعبیر بتاتے ہیں' اس پر عمل کرتے ہیں اپنے سامنے عمل کرواتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ مقصد ہے قرآن کے حکم کا۔ اس طرح جہاد کا جب حکم ہوا کہ جاھد الکفار والمنفقین۔ کافروں سے اور منافقوں سے جہاد کیجئے اور کافر اور منافق کو جہاد میں قرآن کریم نے ایک درجے میں رکھا جس طرح کافر سے لڑنا ہے اسی طرح منافق سے لڑنا ہے۔ اسی شدت کے ساتھ۔ اب اس کا مفہوم تلاش کرنا پڑے گا تعامل نبوت میں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہر کافر کو ہر حال میں قتل کیا۔ کافر کا قتل کرنا مقصود ہی نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ہزار کافر کو

www.naqshbandiaowaisiah.com



بحالت کفر قتل کرنے سے ایک کافر کا ایمان لے آنا اللہ کو زیادہ پسند ہے۔ کفار جنگ میں قید ہوئے، لڑے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف، قیدی ہو کر مدینہ منورہ آئے، اپنے طریق عبادت سے کسی نے نہیں روکا، تحویل میں مسلمانوں کی تھے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قیدی تھے لیکن کوئی بت پوجتا ہے تو اپنے بت پوجتا رہا، کوئی آگ پوجتا ہے تو اپنی آگ کو پکارتا رہا، انہیں ان کے طریق عبادت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں روکا۔ شہر اور ممالک فتح ہوئے حکم یہ تھا جہاد میں کہ جو بندہ تلوار نہ اٹھائے اس پر وار نہیں کیا جائے گا۔ عورتوں اور بچوں پر وار نہیں کیا جائے گا، بوڑھوں پر تلوار نہیں اٹھائی جائے گی اور معابد کی حفاظت کی جائے گی۔ کسی بھی مذہب کی عبادت گاہ کو نہیں چھیڑا جائے گا اور جو بندے عبادت گاہ میں داخل ہو جائیں گے انہیں پریشان نہیں کیا جائے گا۔ حالت جنگ میں بھی فصلیں نہیں اجاڑی جائیں گی، درخت نہیں کاٹے جائیں گے کیونکہ لوگوں کی روزی کا ذریعہ ہیں۔ جو مقابلے میں نہیں آتا اسے مارا نہیں جائے گا۔ جو لوگ عبادت خانوں کے اندر ہوں گے انہیں بھی نہیں چھیڑا جائے گا یہ حالت جنگ میں تھا، حالت امن میں دوسروں کی عبادت گاہوں پر گولیاں چلانا کہاں کا جہاد ہو گیا؟ بیشک وہ ہمارے عقیدے کے خلاف کوئی عمل کرتا ہے، ہماری نظر میں وہ کفر کر رہا ہے لیکن ہمیں اجازت بھی تو ہو کہ جو کفر کر رہا ہے اس کے معبد میں جا کر اسے گولی مار دو۔ اس کی تو کوئی اجازت نہیں۔ پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو حکم دیا جا رہا ہے وہ بحیثیت سربراہ مملکت دیا جا رہا ہے چونکہ آپ ﷺ حکمران بھی تھے۔ اب مسلمان حکمران جتنے ہیں وہ مکلف ہیں اس حکم کے۔ میں بھی اٹھ کر گولیاں چلانا شروع کر دوں، آپ بھی اٹھ کر گولیاں چلانے لگیں تو یہ جہاد نہیں ہے۔ وہی جہاد ہے جسے مسلمان حکومت کے سربراہ کی سرپرستی حاصل ہو اور وہ بھی شریعت کے مطابق۔ مسلمان سربراہ بھی خلاف شریعت حکم دینے کا مجاز نہیں ہے۔ ہمارے جہاد بے نتیجہ کیوں رہتے ہیں جب کہ جہاد تو کبھی بے نتیجہ نہیں رہا مسلمان کو کبھی شکست نہیں ہوتی اور جہاد کبھی بے نتیجہ نہیں رہا اور یہ بات تاریخ عالم سے ثابت ہے۔ چودہ سو سال کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جہاد اگر جہاد ہے تو پھر وہ کامیاب ہے۔ لیکن فساد کو جہاد کے نام پہ شروع کیا جائے تو یہ تو اور برائی ہو جاتی ہے۔

**جہاں ہمیں خون دینا چاہئے تھا وہاں ہم بوسے دیتے ہیں، جہاں ہمیں گردن کٹانی چاہئے تھی وہاں ہم سجدے کرتے ہیں**

اب محرم میں بے شمار لوگوں نے بے شمار باتیں گھڑی ہیں۔ تواریخ کا مطالعہ کیا جائے، روایات کو دیکھا جائے، احکام شرعی کو دیکھا جائے، حالات کو پرکھا جائے تو حاصل یہ ہوتا ہے کہ یزید کے ذمے جو جرم بنتا ہے حضرت حسینؓ کی نظر میں، سب کی نظر میں نہیں اس لئے کہ بعض بڑے صحابہ بھی تھے جنہوں نے یزید کی بیعت کی تھی ان کی رائے میں یزید ایسا نہیں تھا۔ حضرت حسینؓ کی رائے میں یزید احکام شرعی میں، عدالتی امور میں، سیاسی فیصلوں میں نہیں نہیں کی رائے سے کرتا تھا، دخل اندازی کرتا تھا احکام شرعی میں۔ اس کے علاوہ کوئی جرم کسی تاریخ میں کسی کتاب میں کسی روایت میں یزید کے خلاف ثابت کیجئے۔ کہیں نہیں ملتا۔ شہادت حضرت حسینؓ کے بعد علماء حق ایک جرم اور بڑھا دیتے ہیں کہ وہ حاکم وقت تھا اور ظلماً شہید کیا گیا حضرت حسینؓ کو اور اسے چاہئے تھا کہ قاتلوں سے قصاص لیتا۔ اس نے سیاسی مصلحت کے تحت قاتلوں سے قصاص نہیں لیا لیکن یہ جرم تب بنتا ہے اس کے ذمے جب خانوادہ نبوت شہید ہو جاتا ہے۔ شہادت خاندان نبوت سے پہلے اس کے ذمے حضرت حسینؓ اور ان کے ہمنوا کی رائے میں یہ جرم لگتا ہے کہ وہ بعض احکام شرعی میں اپنی رائے داخل کرتا ہے۔ اگر اتنی سی بات ہے تو اس بات پر جہاد کہاں فرض ہو گیا انہوں نے جہاد کیا کہاں۔ انہوں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ میں اس کی بیعت نہیں کروں گا جب تک وہ اس امر سے تائب نہیں ہوتا اس سے توبہ کرے تو حضرت حسینؓ فرماتے ہیں مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میری کسی مراد سے میں بھی بیعت کروں گا اور یہ روایات شیعہ سنی دونوں کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ کربلا، کوفے اور دمشق

www.naqshbandiaowaisiah.com



کے راستے میں ہے۔ کوفہ گھر بھی تھا حضرت علیؓ کا اور دارالخلافہ بھی وہاں ان کی اپنی ذاتی حویلی تھی اقامت گاہ تھی۔ حضرت حسینؓ حج سے فارغ ہو کر بال بچے لے کر اپنے گھر آ رہے تھے۔ ارادہ جنگ سے آتے تو دنیا بھر کے مسلمان جو بیت اللہ شریف میں مکہ مکرمہ میں جمع تھے کیا ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو حضرت حسینؓ کا ساتھ نہ دیتا اگر وہ یہ اعلان فرماتے کہ میں لڑائی کے لئے جا رہا ہوں تو کیا پورے عالم اسلام میں نواسہ رسول ﷺ کے ہم رکاب کوئی نہ ہوتا؟ وہ تو لڑائی کے لئے جا ہی نہیں رہے تھے۔ ہاں بیعت نہیں کی تھی یزید کی اور اس میں رکاوٹ یہی تھی کہ جب تک میری رائے اس کے بارے درست نہیں ہوتی میں بیعت نہیں کروں گا اور جب راستے میں کوفے کی فوجوں نے روکا آپؓ کو تو آپؓ نے یہی فرمایا کہ مجھے کوئی پرخاش نہیں ہے دشمنی نہیں ہے لیکن یہ باتیں ہیں ان سے تسلی کرا دے تو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں میں یزید سے روبرو بات کر لوں گا یا وہ مجھے قائل کر لے گا یا میں اسے قائل کر لوں گا۔ چونکہ حضرت حسینؓ تو آ رہے تھے مکہ سے کوفہ اور کربلا تو کوفہ سے دمشق جانے والے راستے پر کوفے سے تین منزل پیچھے جہاں کوفیوں نے روکا وہاں سے معاہدہ یہ ہوا کہ دمشق چلتے ہیں اور یزید کے پاس چلتے ہیں راستہ وہاں سے انہوں نے دمشق کا لیا اور کوفے کے ایک طرف سے گزرتے ہوئے کربلا پہنچے دمشق والے راستے پر اب اس قافلہ اور فوج کو دمشق جانا تھا۔ حضرت حسینؓ کو سازشیوں نے ظلماً شہید کیا ان کے پاس یزید کا حکم بھی نہیں تھا کہ قتل کر دیا جائے۔ حکم یہ تھا کہ بیعت حضرت حسینؓ سے بھی لی جائے انہوں نے کہا کہ میں اور یزید روبرو ہوں گے میں اس سے بات کروں گا۔ جو رشتہ داری پہلے تھی وہ الگ۔ لیکن یزید اور حسینؓ کے درمیان یہ رشتہ داری اس وقت بھی موجود تھی جو تازہ تھی کہ عبداللہ ابن جعفر

**دنیا میں رہتے ہوئے کفر کا مقابلہ کرنے کا حکم ہے کفر اور منافقت کے ساتھ چلنے کا نہیں**

طیارؓ کی بیٹی یزید کی بیوی تھی اور حضرت حسینؓ کی ہمشیرہ بی بی زینبؓ عبداللہ ابن جعفر طیار کی بیوی تھی۔ عبداللہ ابن جعفر طیار کے گھر حضرت حسینؓ کی ہمشیرہ تھی اور عبداللہ کی بیٹی یزید کی بیوی تھی۔

لیکن یہ چونکہ حضرت عثمانؓ کے زمانے سے ایک سازش یہودیوں کی چلی آ رہی تھی جس کی نذر حضرت عثمانؓ ہوئے اور شہادت ہوئی۔ حضرت علیؓ شہید کئے گئے اس سازش کی کڑی تھی حضرت حسنؓ کو زہر دیا گیا یہ اسی سازش کی کڑی تھی اور حضرت حسینؓ کو خاندان سمیت ظلماً قتل کیا گیا اس یہودی سازش کی ایک کڑی تھی۔

حق یہ تھا کہ یزید سربراہ سلطنت تھا تمام قاتلوں کو قتل کرواتا لیکن اس نے یہ قصاص نہ لے کر نہ صرف خانوادہ نبوت کو انصاف نہیں دیا بلکہ دین اسلام میں رخنہ ڈال دیا اور ایک نئے گمراہ مذہب کی بنیاد قائم کر دی لیکن یہ اس کا معاملہ اس کے اپنے رب کے ساتھ ہے۔ جہاد یہ ہے کہ جب تم پہ کوئی ظلم کرے تو دفاع کرو۔ یہ کام حضرت حسینؓ نے کیا بیعت نہیں کی اپنا دفاع کیا اور مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ یہ جہاد ہے کہ جہاں ظلم ہو رہا ہے مظلوم کی دادرسی کی جائے اور اگر ظالم ظلم سے باز آ جائے تو جہاد کا حکم ختم ہو جاتا ہے کیونکہ بندے قتل کرنا مقصود نہیں ہے یعنی جہاد برائی کے خلاف ہے ظلم کے خلاف ہے ایک کردار کے خلاف ہے افراد کے خلاف نہیں۔ جہاد میں بندے قتل کئے بغیر اگر دوسرا کام نہیں ہوتا تب بندے قتل کئے جاتے ہیں اس وقت تک جب تک وہ برائی سے رک نہیں جاتے۔

حتی لا تکون فتنہ۔ جب تک وہ فتنہ ختم نہ ہو جائے۔ ویکون الدین کلہ للہ۔ اور فیصلے سارے اللہ کے نافذ ہو جائیں۔ تب تک جہاد ہے کسی کو کلمہ پڑھوانے یا منوانے کے لئے نہیں لیکن یہ منافق کون ہیں جن کے خلاف جہاد ہو۔

منافق وہ ہوتا ہے جو زبان سے دعویٰ اسلام کرتا ہے عمل سے پوری نفی کرتا ہے دل سے محبت کفر سے رکھتا ہے۔ اگر منافق کا یہ مفہوم ہے تو ہم جو جہاد کے دعوے لئے پھرتے ہیں شاید ہمارے خلاف جہاد فرض ہو گا چونکہ کلمہ تو ہم

رب کا پڑھتے ہیں' دعویٰ اسلام کا کرتے ہیں لیکن ہماری وفائیں تو کفر کے ساتھ ہیں۔ ہمارا نظام کافرانہ ہیں اللہ نے سود کو سختی سے حرام کیا ہے' ہمارا سارا معاشی نظام سودی ہے اور بڑے مزے سے نصف صدی سے ہم اس میں گزارا کر رہے ہیں' کسی کو کوئی اعتراض ہی نہیں ہوتا۔ ہم جسے عدالت کہتے ہیں وہاں ظلم ہوتا ہے اس لئے کہ عدل تو شرعی فیصلوں کا نام ہے اور شریعت محمد رسول اللہ ﷺ اور کتاب و سنت سے باہر کوئی بات عدل نہیں ظلم ہے۔ دو باتیں' دو فیصلے بیک وقت عدل نہیں ہو سکتے۔ ایک بات کا ایک فیصلہ شریعت اسلام دیتی ہے' قرآن اور سنت دیتے ہیں اور دوسرا فیصلہ کافر کا قانون دیتا ہے۔ دونوں میں سے عدل کون ہے؟ وہ فیصلہ جو قرآن و سنت کا ہے۔ ہماری عدالتوں میں قرآن و سنت کے فیصلے ہیں یا کافرانہ نظام کے؟ اور ہمیں وہ قبول ہیں تو پھر جہاد تو ہمارے خلاف ہونا چاہئے ہم کس کے خلاف جہاد کریں گے۔

پچھلے جمعے یہ بات ہو رہی تھی کہ جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے قیامت کو انہی میں سے اٹھے گا لیکن کچھ اثرات دنیا پہ بھی مرتب ضرور ہوتے ہیں۔ پوری دنیا میں امریکہ ایک ایسا ملک ہے جس کے کچھ علاقوں میں خصوصاً ایریزونا ریاست میں' وہ چونکہ صحرا ہے سطح سمندر کے برابر ہے وہاں بھی جولائی اگست کے مہینوں میں طوفان آتے ہیں جنہیں وہ ٹارنیڈو کہتے ہیں۔ وہ طوفان کیا ہوتے ہیں' وہ یہاں سیٹلائٹ پہ اور ٹیلی ویژن پہ دکھلاتے بھی ہیں' ایک دیو قامت بلا سی زمین سے ہوا کا گرداب کھڑا ہو جاتا ہے' اور بڑھتے بڑھتے آسمان تک پھیل جاتا ہے۔ پھر وہ اتنا تیز ہوتا ہے کہ میں نے وہاں امریکہ میں یہ دیکھا سنا کہ یہ جو ہم جھاڑو بناتے ہیں اگر اس جیسے تنکے اس میں آتے ہیں تو ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ موٹے جو تنے ہوتے ہیں درختوں کے' ان میں سے وہ تنکے پار ہو جاتے ہیں۔ اتنے زور سے لگتے ہیں آگے تیر

**آج سب سے بے کس اسلام ہے کہ جو بندہ کسی پڑوسی کی نافرمانی نہیں کر سکتا وہ سڑک پر کھڑا ہو کر اللہ کی نافرمانی کر سکتا ہے**

کی طرح کہ پار ہو جاتے ہیں۔ اس کی لپیٹ میں گاڑیاں اور کاریں آتی ہیں وہ یہاں سے اٹھا کر پانچ پانچ میل پر جا کر پٹکتا ہے۔ مکانوں کی چھتیں اڑ جاتی ہیں' پل اڑا لے جاتا ہے اور اب تو وہ سب کچھ ایسی باتیں نہیں کہ کسی کو پتہ نہ ہو۔ عموماً یہ جو نیشنل جیوگرافک والے ہیں یہ وہ رپورٹیں دکھاتے رہتے ہیں ٹیلی ویژن پہ ہر کوئی دیکھتا ہے کہ بندے اڑ جاتے ہیں' مکان اڑ جاتے ہیں۔ وہ کچھ ان کے مکان ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے نیچے انہوں نے چھپنے اگائے ہوئے ہوتے ہیں اور ایک درمیان والے کمرے کے گرد باقی سارے کمرے فولاد ہو جاتے ہیں گاڑی کے پیچھے ٹو کیا اور اس شہر سے اس شہر لے گئے وہاں جا کے کھول کیا راستے چلتے ہی اٹھا کر لے جاتا ہے اور کہیں جا پٹختا ہے۔ فنافی امریکہ ہونے میں اب ہماری بھی اللہ نے واہی پیدا کر دی کہ پاکستان میں بھی وہ ایک ٹارنیڈو بھیج دیا جس نے مکان بھی اڑائے بندے بھی اڑائے گاڑیاں بھی اڑا کر لے گیا۔ یعنی ہمارا عام عملا یہ ہے کہ ہم امریکہ کی محبت میں اتنے دور جا چکے ہیں کہ اگر اس کو چوٹ لگتی ہے تو خون ہمارے جسم سے پھوٹتا ہے۔ اسی کو منافق کہتے ہیں۔ جو دعویٰ اسلام کا کرے اور محبت کفر سے رکھتا ہو کردار کافرانہ ہو اور یہ جو ہوا آپ بھنوال میں میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے نزدیک میری رائے میں تصدیق ہو گئی کہ ہم فنافی الامریکہ ہو چکے تو یہ منزل ہم طے کر لی۔

منازل سلوک میں ہوتا ہے نا فنافی الشیخ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ جو برکات شیخ پہ آتی ہیں ان میں سے حصہ یہ بھی پاتا ہے۔ اتنا قرب ہے اسے کہ جیسے گرمی شیخ کو لگتی ہے اسے گرمی آتی ہے' سردی لگتی ہے اسے بھی سردی لگتی ہے۔ اسی طرح جب برکات نازل ہوتی ہیں شیخ کے قلب پر تو اس کے قلب پہ بھی وارد ہوتی ہیں۔ فنافی الرسول ﷺ برکات جو نبی اطہر ﷺ کے قلب اطہر پہ آتی ہیں وہ فنافی الرسول ﷺ کے قلب کو بھی یہ اب اس کی حیثیت کے مطابق کرتی ہیں۔ قلب اطہر ﷺ پہ ان کی حیثیت کے مطابق نازل ہوتی ہیں اور فنافی الرسول ﷺ کو اس کی حیثیت کے مطابق یہ اب ملتی ہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com



فنافی اللہ۔ تجلیات باری براہ راست اس کے دل پہ جلوہ ریز رہتی ہیں اور اس کی اپنی رائے کوئی نہیں رہتی۔ وہی کہتا ہے جو اللہ کہتا ہے' وہی کرتا ہے جو اللہ کرنے کا حکم دیتا ہے' وہاں رک جاتا ہے جہاں اللہ روک دیتا ہے۔ یہ ہوتا ہے فنافی اللہ۔

اور فنافی الامریکہ یہ ہوتا ہے کہ جو امریکہ کہتا ہے وہی اس کو بھی کہنا پڑتا ہے۔ پوری دنیا میں اس معاملے میں ہم سب سے سبقت لے گئے کہ پاکستان بحیثیت قوم' فنافی الامریکہ ہے۔ معاملات' اللہ کے ہاں زبانی باتوں پہ نہیں ہوتے دلی امیدوں پہ ہوتے ہیں' قلبی واردات پہ ہوتے ہیں اور اس ملک کا یہ حال ہے کہ امریکہ اگر چاہے تو یہ سارا ملک خرید سکتا ہے اور یہ سارے لوگ بخوشی بکنے پہ تیار ہیں۔ صرف امریکی ویزے پر یہاں لوگ دس دس لاکھ دے کر پھرتے ہیں زمینیں بیچ دی ہیں' رہن رکھ دی ہیں' مکان گروی رکھ دیئے' بنک میں چیخ کرا دیئے' پیسے کسی کو دیئے کہ مجھے امریکہ کا ویزا لے دو وہ پیسے ہی کھا گیا۔ لیکن اگر واقعی حکومت امریکہ یہ کہے کہ اپنی زمین اور اپنے مکان ہمارے نام لکھ دو ہم تمہیں ویزا دیتے ہیں تو کتنے لوگ ہیں جو انکار کریں گے۔ یہ تو سارا ملک ہی بک جائے گا۔ اس لئے میں نے اگلے دن حکومت کو بھی مشورہ دیا کہ ہمیں مفت میں نہ مروائیں یہ ایک ریاست امریکہ کا حصہ ان سے منوائیں ریاست نہ ملی تو ... بجائے یہ تو تو میں تیں ... بجائے سیدھے سیدھے ہم بھی امریکن ہو جائیں گے' غلامی کی بات تو درمیان سے نکل جائے گی نا۔ آپ نے ہمیں امریکہ کا غلام بنائے رکھا ہوا ہے تو غلامی کی ذلت تو سر سے اتر جائے گی۔ امریکن ہو جائیں گے۔ چونکہ ایمان کے بچنے کی امید تو اس غلامی میں بھی کم ہے جہاں ہمیں خون دینا چاہئے تھا وہاں ہم بوسے دیتے ہیں' جہاں ہمیں گردن کٹانی چاہئے تھی وہاں ہم سجدے کرتے ہیں اور جس بارگاہ میں ہمیں سربسجود ہونا چاہئے تھا وہی بارگاہ ہماری دعاؤں سے بھی خالی ہے۔ ہمارا عالم یہ ہے کہ سینکڑوں لوگ سفارش کے لئے آتے ہیں اگر کسی سے کہہ دیا جائے کہ دعا کریں گے تو وہ کہتا ہے ٹرخا دیا۔ یعنی لوگوں کو یہ اعتماد نہیں ہے کہ اللہ سے کہا جائے تو بھی کوئی کام ہو سکتا ہے۔ اللہ سے کیا ہو گا کسی افسر کو چھٹی لکھ دو' کسی کو فون کر دو' کوئی رقعہ دے دو' یہ ہمارے ایمان کا عالم ہے اور یہ ہماری حالت ہے۔۔

قومیں افراد کا مجموعہ ہوتی ہیں۔ اگر اللہ ہمیں توفیق دیتا اور پاکستان میں جتنے لوگ نے حج کیا ہے وہ روضہ اطہر ﷺ کی زیارت سے حیا کرتے اور بیت اللہ کی زیارت کا لحاظ رکھتے اور اللہ کا احسان مانتے' صرف حاجیوں کی اگر اصلاح ہو جاتی تو پورے ملک کی اصلاح ہوتی۔ میرے خیال میں ملک کی پوری آبادی میں دو حصے حاجی ہیں اور ایک حصہ وہ ہوں گے کم از کم جنہوں نے حج نہیں کیا لیکن حاجی غیر حاجیوں سے چند قدم آگے ہیں۔ کوئی فرق ہمارے مزاج پہ نہیں پڑ رہا' ہماری صحت پہ نہیں پڑ رہا' ہماری طبیعت پہ نہیں پڑ رہا۔

تو میرے بھائی! یہ نئے ہجری سال کا پہلا جمعہ ہے اور نئے ہجری سال کا پہلا مہینہ ہے اور نئے ہجری سال کی ابتداء ہے تو میں تو یہی عرض کروں گا کہ آیئے ہم بھی اپنی زندگی کی پھر سے ابتدا کریں اللہ کریم سے اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگیں اور دل میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت پیدا کریں۔ دنیا کی محبت دنیاداری کے دروازے تک لے جائے گی' دنیا بہت ناپائیدار ہے اور آخرت کو ہمیشہ رہنا ہے' جانا ہے ہمیں ہر حال میں اس دنیا سے۔

دنیا میں رہتے ہوئے کفر کا مقابلہ کرنے کا حکم ہے کفر اور منافقت کے ساتھ چلنے کا نہیں۔ کفار اور منافقت کی دوستی لے کر مرنا تو اپنے آپ پر انتہائی ظلم ہے۔ ابتداء کرو زندگی کے نئے سال کے نئے مہینے میں پہلے مہینے میں اور پہلے مہینے کے پہلے جمعے میں تمام علائق سے توبہ کر کے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے ناطہ جوڑ کر۔ ارے سارے نہیں مانتے تو ہم خود تو پہلے مانیں۔ ہر کوئی کہتا ہے سب لوگ ایسا کرتے ہیں بھئی سب ایسا کرتے ہیں سب کو کرنے دو اپنی خبر تو لو۔ پہلے ایک فرد کی اصلاح ہو جائے تو افراد ہی سے اقوام وجود پذیر ہوتی ہیں' قوموں کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اسلام جب دنیا میں ظاہر ہوا ایک بندے نے مانا اور وہ تھے ابوبکر صدیق۔ ایک عورت ایمان لائی اور وہ تھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ۔ ایک بچے نے مانا اور وہ تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔ یہ حیثیت

www.naqshbandiaowaisiah.com



کی پوری دنیا میں ایک بندے کی' ایک خاتون کی' ایک بچے کی۔ یہ پہلے پہلے مومن ہیں لیکن جب انقلاب آیا ایک ایک کر کے وہ ایک ایک کتنے ہو گئے۔ روئے زمین کو اللہ کے نام سے روشن کر دیا اور زمانے کو اسم محمد ﷺ سے منور کر دیا۔ سفر اگر ہزار میل بھی ہو تو پہلے ایک ہی قدم اٹھتا ہے' ابتداء ایک قدم سے ہی ہوتی ہے۔ ہزاروں صفحات کی کتاب لکھنی ہو ابتداء ایک حرف سے ہی ہوتی ہے نئے سال کے اس نئے مبارک مہینے کے پہلے جمعے میں آیئے کتاب زندگی کو پھر سے شروع کریں۔ اللہ سے دعا کریں ہم کمزور ہیں ہمیں ہمت دے کہ ہم توبہ کر سکیں۔ ہماری توبہ قبول فرما اور یہ ہمت دے کہ ہم اس توبہ پہ قائم رہ سکیں۔

یاد رکھو میں آپ کو ایک بات بتا دوں دین اسلام انشاء اللہ مٹے گا نہیں رہے گا ہمیشہ۔ تھوڑے لوگ رہیں گے یا زیادہ پلٹے گا اور پھر روئے زمین پہ چھا جائے گا۔ آج اگر کمزور ہے تو کمزور ہے مٹے گا نہیں پھر طاقت بھی پکڑے گا بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس کمزوری میں دین برحق سے وابستہ رہے اور اس کے دوبارہ احیاء کا اور اس کی طاقت کا سبب بن گئے ایک حدیث شریف میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ موت بڑی تلخ ہوتی ہے لیکن شہید کی موت بھی اتنی لذیذ ہوتی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں قیامت کو اللہ فرمائے گا شہید سے کہ مانگ کیا چاہتا ہے کہے گا' اللہ اسی طرح سے دنیا بسا دے مجھے بھی واپس بھیج دے' وہی میدان کارزار ہو' وہی جنگ ہو' وہی ہتھیار ہوں اور وہی گھاو میرے جسم پہ لگیں اور وہی نیزے میرے سینے کو چھیدیں' اسی طرح خون کے فوارے ابلیں میں ریت پر تڑپوں اور وہ لذت جو اس وقت مجھے ملی تھی وہ پاؤں۔ ارشاد ہوگا کہ وہ زمانہ تو بیت گیا وہ دوبارہ نہیں آئے گا اب جو آگے ہے وہاں سے مانگو۔ یہ شہید کی موت کی لذت کی بات ہے اور نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں ایک زمانہ آئے گا میری سنتیں پامال ہو جائیں گی' چھوٹ جائیں گی' لوگ بھول جائیں گے۔ کوئی شخص میری مردہ سنت کو ایک سنت کو زندہ کرے گا اسے دو سو شہیدوں کے برابر درجہ ملے گا ایک سنت کا۔

تو آیئے عہد کریں کہ ہمارے علم میں جو سنت آقا ﷺ کی آئے گی اسے اپنائیں گے۔ والذین امنو اشد حبا اللہ۔ مسلمان کون ہوتے ہیں؟ فرمایا' جن کے دل میں اللہ کی شدید محبت ہو۔ شدت کے ساتھ محبت کرتے ہیں وہ اللہ سے۔ اللہ سے وعدہ کرو اور اس سے اس کی محبت طلب کرو۔ توفیق طلب کرو کہ ہمیں گناہ سے بچنے کی توفیق دے' حق بات کہنے کی توفیق دے' ہماری اصلاح کر ہماری اولاد ہمارے والدین ہمارے اعزہ و اقارب' ہمارے ملنے جلنے والے' ہمارے ملکی بھائیوں اور ہمارے حکمرانوں کی' عامۃ المسلمین کی سب کی اصلاح فرما۔ وہ قادر ہے یہ ملک انشاء اللہ قائم رہے گا اس پر دین کی حکومت قائم ہوگی اور پوری دنیا پہ پھیلے گی لیکن اس کا سبب وہ لوگ بنیں گے جو آج کی غربت میں دین کا ساتھ دیں گے۔ آج سب سے غریب سب سے بے کس اسلام ہے جو بندہ کسی پڑوسی کی نافرمانی نہیں کر سکتا وہ سرکار پہ کھڑا ہو کر اللہ کی نافرمانی کر سکتا ہے جس بندے کی کوئی حیثیت نہیں ہے وہ مسجد پہ گولی چلا سکتا ہے رمضان میں سگریٹ سرعام پی سکتا ہے جو کر سکتا ہے نمازیں علانیہ ادا نہیں کرتا اور اسے کوئی نہیں روک سکتا کہ کیوں نماز ادا نہیں کرتے ہو۔ کوئی ہے پوچھنے والا۔ یعنی سب سے کمزور اور لاوارث یتیم اس وقت اگر ہے تو اسلام ہے۔ لیکن اسلام لاوارث نہیں ہے' اسلام یتیم نہیں ہے۔ اسلام اللہ کا دین ہے' اللہ کے نبی ﷺ کا دین ہے۔ ہمیں لاوارث اس لئے نظر آ رہا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو آزما رہا ہے کہ ان میں کیا باقی ہے۔ یہ طے ہے کہ دین ختم نہیں ہوگا۔ اور کتنے خوش نصیب ہیں وہ جو دین کو اس قدر بے بس دیکھ کر اس کو سینوں میں بسائیں گے۔ ان کے لئے قبر میں نور ہوگا' حشر میں سایہ ہوگا اور جنت میں ترقی درجات کا سبب ہوگا اور اس دنیا میں بھی انشاء اللہ غلبہء اسلام کے وقت ان کا اعزاز الگ ہوگا۔

سو میرے بھائی نیا سال نیا مہینہ اور اس کے پہلے جمعے میں میری گزارش یہ ہے کہ میرے سمیت آیئے سب مل کر نئی زندگی شروع کریں۔ شاید اللہ کریم ان مٹھی بھر دلوں کی دعا سن لے اور اس کیفیت کو عام کر دے اس قوم کے حالات سدھر جائیں اس ملک کی قسمت بدل جائے اور اللہ کرے احیائے اسلام کی سعادت ہمارے ہی حصے میں آ جائے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

# متفرق راستے

کسی کو یہ خیال نہیں ہے کہ سارا نظام غیر اسلامی ہے' غیر شرعی ہے' اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی حکومت ہے جو حکمرانوں کو وزیر رکھنے اور نکالنے پہ مجبور کرتے ہیں۔ ان کے حکم سے ترقیاں اور تبادلے ہوتے ہیں۔ اپنی چیزوں کے نرخ اور بھاؤ ہم اپنی مرضی سے مقرر نہیں کر سکتے۔ یہ حال تو پوری قوم کا ہے۔ لیکن ہر کوئی سمجھتا ہے کہ مجھے اگر ڈسٹرکٹ کونسل کی ممبری مل گئی تو میں بہت بڑا با اختیار آدمی بن جاؤں گا لہٰذا وہ بھاگ رہا ہے دوڑ رہا ہے کہ مجھے ووٹ دو مجھے ووٹ دو۔ تو یہ تو کتوں کی عادت ہے کہ اسے ہڈی ملتی نظر آئے تو وہ نفع نقصان سے بے نیاز ہو کر دوڑتا ہے۔ اب اس عہد کے لوگوں کے سامنے عشق و محبت کی باتیں کی جائیں۔ جو لقمہ تر کی تلاش میں ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں ہی جاہل ہوں' میں بے وقوف ہوں۔ یہ لوگ تو نغمے سننے کے عادی ہیں' لڑائی جھگڑے کے عادی ہیں انہیں تو مفت میں جنت چاہئے۔ یہ تو جنت کے متلاشی ہیں اور وہ بھی کام کئے نہیں' بس دروازے سے گزر جائیں گے اور جنت مل جائے گی۔

**خطاب امیر محمد اکرم اعوان**
**دارالعرفان 6-4-2001**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

وان ھذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ط ذلکم وصکم بہ لعلکم تتقون ○ الانعام 153

سورۃ الانعام کی اس آیۃ کریمہ کا یہ ایک سادہ سا جملہ پورا نصاب حیات لئے ہوئے ہے ارشاد ہے۔ وان ھذا صراطی مستقیما ۔ یہ یقین کر لو کہ یہ میرا راستہ جو ہے یہ سیدھا راستہ ہے۔ فاتبعوۃ ۔ اور اس کی پیروی کرو۔ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ۔ اور متفرق راستوں پر مت چلو۔ وہ تم سب کو آپس میں تفریق کر دیں گے بانٹ دیں گے۔ اور اس راستے سے ہٹا دیں گے۔ ذلکم وصکم بہ لعلکم تتقون ۔ اللہ تمہیں اسی ایک بات کا حکم دیتا ہے تاکہ تمہیں' اللہ سے تعلق رشتہ محبت پیدا ہو سکے۔

اسلام دین فطرت ہے اور اسلام اپنے نزول سے لے کر قیام قیامت تک ساری انسانیت کے لئے واحد دین ہے۔ قرآن کریم اکیلی کتاب ہے سارے زمانوں اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور اکیلے نبی ہیں ہر اس فرد کے لئے جو جب تک دنیا قائم ہے زمین پہ وارد ہوتا ہے۔ ہمارے پاس کتاب ایک ہے' بیت اللہ ایک ہے' نبی ﷺ ایک ہے لیکن دین ایک نہیں ہے۔ ایسا کیوں ہے؟

اب کیا شناخت ہو کہ یہ متعدد فرقے جو بن گئے ہیں اور متعدد راستے جو ہمارے سامنے ہیں تو ان میں سے کیسے شناخت کیا جائے کہ صحیح راستہ کون سا ہے۔ چونکہ ہر کوئی کہیں قرآن کا حوالہ دیتا ہے کہیں نبی علیہ اسلام کا حوالہ دیتا ہے' کہیں کوئی طریقہ اختیار کرتا ہے' کہیں کوئی طریقہ اختیار کرتا ہے تو اللہ کریم نے اس کا معیار ارشاد فرما دیا۔

ذلکم وصکم بہ لعلکم تتقون ۔ اللہ تمہیں اس راستے پہ چلنے کا حکم اس لئے دیتا ہے کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔ اب تقویٰ کا ترجمہ تو کبھی ہمارے اردو والے پرہیزگار لکھ دیتے ہیں' کبھی ڈر اور خوف لکھ دیتے ہیں' کبھی کچھ لکھ دیتے ہیں لیکن یہ تقویٰ کا معنی نہیں ہے تقویٰ ایک کیفیت ہے' ایک حالت ہے' ایک تعلق ہے' ایک رشتہ ہے اسے آپ محبت کہیئے یا محبت سے بڑھ کر عشق کہیئے یا عشق سے بڑھ کر جنوں کہیئے۔ تو شاید ایک حد تک اس کا مفہوم ادا ہو جائے۔ یعنی اللہ سے ایسی محبت ہو جائے جو معیار رکھا ہے قرآن نے کہ:۔

والذین امنوا اشد حبا للہ ۔ جو ایمان رکھتے ہیں وہ سب سے زیادہ محبت اللہ سے کرتے ہیں۔ یہ پابندی نہیں لگائی کہ اللہ کے سوا کسی سے محبت نہیں کرتے' پابندی یہ لگائی ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com



کہ گھر سے محبت بھی ہوتی ہے' وطن سے محبت بھی ہوتی ہے' بیوی بچوں اولاد سے محبت بھی ہوتی ہے۔ والدین اور بہن بھائیوں سے محبت بھی ہوتی ہے روزگار دولت اور سہولت اور آرام سے بھی محبت ہوتی ہے۔ یہ ساری محبتیں اپنی حد میں درست لیکن پابندی یہ لگائی ہے کہ سب سے بڑی محبت جو ہو وہ اللہ سے ہو کہ اگر یہ محبتیں قربان کرنا پڑیں تو آدمی دریغ نہ کرے۔ اور اس کا معیار سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا وہ قول ہے کہ جب آپؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ ایمان لائے تو والد گرامی کے ساتھ مدینہ منورہ میں گھر میں بیٹھے تھے آپ ﷺ کے صحابی تھے وہ بدر کے بعد ایمان لائے تو وہ کہنے لگے ابا جی بدر کے دن آپ میری تلوار کی زد پر آ گئے تھے لیکن میں آپ کا بیٹا تھا میں باپ پر کیسے وار کرتا اس لئے میرا ہاتھ رک گیا۔ انہوں نے فرمایا' اللہ کی قسم! اگر تم میری زد پہ آتے تو میں تمہارے پرخچے اڑا دیتا اور آج تم یہاں نہ بیٹھے ہوتے۔ انہوں نے پوچھا ابا جی آپ کو وہ شفقت پدری اور اولاد کی محبت نہ روکتی؟ فرمایا' اللہ کی محبت اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت کے مقابلے میں وہ کچھ بھی نہیں۔ اس لئے کہ تم اللہ کے دین کے مقابلے میں اور اللہ کے رسول ﷺ کے مقابلے میں لڑ رہے تھے۔ اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میری زد میں آتے میں تمہارے پرخچے اڑا دیتا۔ یہ مطالبہ ہے۔

والذین امنوا اشد حبا للہ۔ سب سے زیادہ محبت اللہ سے کرتے ہیں اب اللہ سے محبت کیسے نصیب ہو جبکہ اللہ کو تو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ لامحدود کو حدود میں کیسے لایا جائے' سوچا بھی کیسے جائے' فکر کیسے کی جائے فرمایا آسان سانسخہ ہے کہ یہ ایک راستہ ہے جو میں نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے تم تک پہنچا دیا۔ اس راستے کو اپنا لو۔

پورے خلوص کے ساتھ اس پر عمل کرنے اور اس کا اتباع کرنے کی کوشش کروں۔

**گلی کے آوارہ کتوں کی اور بندوں کی قیمت خرید ایک ہو گئی ھے۔ اسے بھی لقمہ ڈال دو پیچھے چل پڑتا ھے انھیں بھی لقمہ ڈال دو پیچھے چل پڑتے ھیں۔**

نتیجہ یہ ہوگا۔ لعلکم تتقون۔ تمہیں میری محبت نصیب ہو جائے گی' میرا عشق نصیب ہو جائے گا۔ پھر تمہاری زندگی کا مقصد میری رضا کا حصول بن جائے گا۔ تمہارا جینا مرنا' تمہاری دوستی دشمنی' تمہارا اوڑھنا بچھونا' تمہارا اٹھنا بیٹھنا میرے لئے ہو جائے گا۔

ہم واقعہ کربلا کو مختلف انداز میں بیان کرتے ہیں' سنتے ہیں۔ سنی اپنے انداز میں' شیعہ اپنے انداز میں' خارجیوں کا ایک طبقہ ہے جواب بھی بڑی شدید تنقید کرتا ہے اس پہ حضرت حسینؓ کو باغی قرار دیتا ہے۔ اب یہ ساری اپنی اپنی آرا ہیں ان سب آراء کو ہم دین سمجھتے ہیں جو بھی جس رائے پہ قائم ہے وہ اسے مذہب یا دین کا درجہ دے کر اس پر قائم ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ منزل کس کو ملی؟ منزل ہے عشق الٰہی۔ آج کا عالم دیکھا جائے تو دنیا ایک روٹی کے لقمے پہ بک جاتی ہے۔ اس دور کے بندوں کی اور کتوں کی قیمت ایک ہو گئی ہے۔ آوارہ کتوں کی' پالتو کتوں کی نہیں۔ پالتو کتے تو بڑے مہنگے ہوتے ہیں۔ کتوں کی اور بندوں کی قیمت خرید ایک ہو گئی ہے۔ اسے بھی لقمہ ڈال دو پیچھے چل پڑتا ہے انہیں بھی لقمہ ڈال دو پیچھے چل پڑتے ہیں۔ اب یہ جو آپ کے ضلعی الیکشن ہو رہے ہیں یہ لقمہ ڈال رہی ہے حکومت۔ ہر بندے میں شوق پیدا ہو گیا ہے کہ میں ضلع کا ناظم بن جاؤں کسی کو یہ خیال نہیں ہے کہ سارا نظام غیر اسلامی ہے' غیر شرعی ہے اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی حکومت ہے جو حکمرانوں کو وزیر رکھنے اور نکالنے پر مجبور کرتے ہیں۔ ان کے حکم سے ترقیاں اور تبادلے ہوتے ہیں۔ اپنی چیزوں کے نرخ اور بھاؤ ہم اپنی مرضی سے مقرر نہیں کر سکتے یہ حال تو پوری قوم کا ہے۔ لیکن ہر کوئی سمجھتا ہے کہ مجھے اگر ڈسٹرکٹ کونسل میں ممبری مل گئی تو میں بہت بڑا با اختیار آدمی بن جاؤں گا لہٰذا وہ بھاگ رہا ہے دوڑ رہا ہے کہ مجھے ووٹ دو مجھے ووٹ دو۔ تو یہ تو کتوں کی عادت ہے کہ اسے ہڈی ملتی نظر آئے تو وہ نفع نقصان سے بے نیاز ہو کر دوڑتا ہے۔ اب اس عہد کے لوگوں کے سامنے عشق و محبت کی باتیں کی جائیں۔ جو لقمہ تر کی تلاش میں ہیں تو میں یہ سمجھتا

www.naqshbandiaowaisiah.com



ہوں کہ میں ہی جاہل ہوں، میں بے وقوف ہوں۔ یہ لوگ تو نغمے سننے کے عادی ہیں، لڑائی جھگڑائی کے عادی ہیں انہیں تو مفت میں جنت چاہئے۔ یہ تو جنت کے متلاشی ہیں اور وہ بھی کام کرکے نہیں، دروازے سے گزر جائیں گے اور جنت مل جائے گی۔

چالیس بندے مارے گئے جنت کی تلاش میں اور شاید جب سے وہ دروازہ بنا ہے پہلی دفعہ واقعی کچھ لوگ یہاں سے رخصت ہوئے۔ آگے کہاں پہنچیں گے اللہ جنت میں لے جائے لیکن جنت کی طرف چلے تو سبھی باقی سارے واپس گھر ہی آتے رہے۔ اتنا آسان بہشتی دروازہ محمد رسول اللہ ﷺ نے کیوں نہیں بنوایا۔ روضہ اطہر ﷺ کے پاس کوئی دروازہ ہوتا، بیت اللہ کا کوئی دروازہ مقرر ہوتا تو دین تو مکمل ہوگیا تھا حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں۔ خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ ولی اللہ تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کی قول کی پیروی میں جیسے تفاسیر میں ملتا ہے کہ ملک الموت نے سوال کیا کہ حضرت آپ علیہ اسلام نے تو چودہ سو سال زندگی گزاری ہے آپ نے دنیا کو کیسے پایا۔ انہوں نے فرمایا یار لگتا ہے میں تو دروازے میں داخل ہوا ایک طرف سے اور دوسری طرف سے جا رہا ہوں۔ میرے پاس دنیا کا تجربہ نہیں ہے۔ خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ نے بھی غالباً کہیں فرمایا ہوگا کہ جس دروازے سے میں گزرا ہوں جو گزرے گا وہ بہشتی ہے۔ مراد ان کی بھی وہی رہی ہوگی کہ جس طرح زندگی میں نے گزاری ہے وہ معنوی دروازہ تھا یہ لکڑی کا فریم تو نہیں تھا۔ اگر انہوں نے فرمایا ہے تو یقیناً صاحب علم بھی تھے صاحب حال بھی تھے ولی اللہ تھے تو مراد یہی رہی ہوگی نوح علیہ اسلام کی طرح کہ ایک دروازہ ہے جس میں سے بندہ گزر جاتا ہے۔ جس دروازے سے میں گزرا ہوں جو گزرا بہشت پہنچ جائے گا۔ یار لوگوں نے ایک لکڑی کا چوکھٹ ٹھونک دیا اور اس دفعہ تو فرانس کا سفیر بھی گزر گیا اگرچہ مسلمان نہیں ہے لیکن بہشت تو جائے گا۔ یہ ساری خرافات کیا ہیں؟ یہی وہ متفرق راستے ہیں جن سے اللہ منع فرما رہا ہے۔

**جن کے دل میں عشق الٰہیؒ ہو گا تو وہ تو دنیا میں جنتی ہو گئے۔ اور عشق الٰہی کیسے ہوگا؟ فرمایا' یہ میرا ایک سیدھا راستہ ہے جو میرے نبی ﷺ نے بتا دیا تم اس پر عمل کرو تمھیں عشق نصیب ہو جائے گا' معیت نصیب ہو جائے گی۔**

اور فرماتا ہے یہ جو مختلف راستوں کی طرف چل نکلنا ہے اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے فتفرق بکم عن سبیلہ ط اللہ کے راستے سے تمہیں متفرق کر دیں گے مختلف راستوں پہ چلے جاؤ گے۔ اللہ کا راستہ بڑا سیدھا ہے جو اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا ہے اللہ کی کتاب موجود ہے اور اگر اس میں سمجھنے میں کوئی فروعی اختلافات چھوٹے چھوٹے ہیں تو ٹھیک ہے سب نے اللہ کے پاس جانا ہے اصول میں اختلاف نہیں ہونا مثلاً نماز فرض ہے یہ اصول ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔ اس کی رکعت فرض ہیں یا واجب یا سنت اس میں اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔ اب ان میں کوئی رفع یدین کرتا ہے کوئی نہیں کرتا، کوئی اونچی آمین کہتا ہے کوئی نہیں کہتا تو یہ فروعی باتیں ہیں ان کا اختلاف کوئی حیثیت نہیں رکھتا جب آپ اصول میں متفق ہیں تو فطرتاً انسان کے مطابق کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی اختلاف رہے گا لیکن توحید باری میں اختلاف نہ ہو قرآن کی حقانیت میں اختلاف نہ ہو رسول اللہ ﷺ کی صداقت میں اختلاف نہ ہو، ضروریات دین میں اختلاف نہ ہو، آخرت میں اختلاف نہ ہو، فرشتوں کے وجود پر، جنت دوزخ پر، برزخ کے عذاب ثواب پر، جو اصول دین ہیں ان میں اختلاف اگر نہیں ہے تو پھر ہم سب ایک ہیں۔ کتاب ایک ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام ایک ہیں، بیت اللہ ایک ہے تو پھر راستے الگ الگ کیوں ہیں۔ اس لئے کہ شاید ہم نے وہی ایک راستہ چھوڑ دیا ہے جو حقیقی تھا اور باقی راستوں کی طرف بھاگ نکلے اور ظاہر ہے کوئی بھی شخص دو راستوں پہ تو نہیں چل سکتا۔ ایک پر ہی چلے گا جس پر جائے گا دوسرا چھوٹ جائے گا۔ تو جب ہم نے ہر رسم کو ہر رواج کو بلکہ بیشتر رسومات تو ہم نے ہندوؤں سے لیں۔ سارا سال ہم ایصال ثواب نہیں کریں گے، دعا نہیں کریں گے، قبروں کی مرمت نہیں کریں گے لیکن محرم کی دسویں کے دن ان پر دو گھونٹ پانی ڈال آئیں گے اور دال کرا آئیں گے تاکہ اس میں

www.naqshbandiaowaisiah.com



گئے گھر بنائیں کہ کہیں اس کی قبر پکی ہوئی نہ ہو اس میں چیونٹیاں گھر بنائیں اس پہ چھڑوائے پتھر چپس ڈال دو تو پانی ڈالو کہ قبر پہ تو مردے پہ کیا اثر ہوگا اور کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے تابعین نے تبع تابعین نے کبھی کسی نے کیا؟ پتہ نہیں کہاں سے آگئی یہ رسم۔ ہر چوتھے دن ایک درود آجاتا ہے پتہ نہیں اس کی اصل کیا ہے وہ کیا ہے اور اس کا معنی کیا ہے مفہوم کیا ہے کہوا کیا کوئی پتہ نہیں۔ اور جتنی رسومات ہیں وہ بڑی باقاعدگی سے ادا کی جاتی ہیں جب کہ اللہ کے فرائض میں وہ باقاعدگی نہیں ہے۔ جو واضح احکام ہیں جو ہر بندہ جانتا ہے ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ فرصت ہوئی تو نماز پڑھ لیں گے نہیں تو نہیں۔ دکان پر بیٹھے ہیں وہ گاہک آگئے نماز رہ جائے گی گاہک کو سودا دیتے رہیں گے۔ جو نمازی ہیں یہ ان کی بات ہے جو ہیں ہی نہیں وہ بھی رسومات پوری کریں گے بسنت میں گڈی اڑائیں گے اربوں روپے پتنگوں پہ خرچ ہو جائیں گے اور شہر کے لاکھوں لوگ بھوکے سوئیں گے۔

تو قرآن حکیم نے بڑی سادہ سی بات کی۔ اللہ فرماتا ہے میرا ایک ہی راستہ ہے جو بالکل سیدھا ہے اور اس پہ چلو اور متفرق راستوں پہ اور مختلف راستوں پہ چل کر نہ جاؤ کہ یہ تمہیں میرے راستے سے ہٹا دیں گے اور اس کا حکم تمہیں اس نے دے دیا ہے کہ اس راہ پہ چلو گے تو تمہیں میری محبت میرے نبی ﷺ کی محبت بلکہ عشق اور جنون نصیب ہو جائے گا۔ جنگ خندق میں حضور ﷺ نے اپنے پیٹ مبارک پر دو پتھر باندھ رکھے تھے عربوں کا ایک قاعدہ تھا جب معدہ خالی ہو جاتا تو اس پہ پتھر رکھ کر کس کر باندھ دیتے کہ اس میں حبس پیدا نہ ہو اور تکلیف نہ دے ورنہ درد شروع ہو جاتی تو حضور ﷺ کو کسی صحابی نے پیٹ دکھایا تھا کہ دیکھیں اس نے پتھر باندھا ہوا تھا تو جب آپ ﷺ نے اٹھایا

> **یہ جو کہتا ہے نا مولوی کہ جی عبادت ادھاری مزدوری ہے اس کا اجر آخرت میں ملے گا جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ کبھی ادھار نہیں کرتا۔**

تو آپ ﷺ نے دو باندھے ہوئے تھے تو ایک صحابی نے اجازت چاہی اور وہ گھر گیا تھوڑا سا اس کے گھر میں غلہ تھا آٹا تھا ایک بکری چھوٹی سی تھی اس نے کہا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور چھ سات اکابر صحابہ کا دس بارہ بندوں کا کھانا ہو جائے گا۔ اس نے بکری ذبح کی کاٹی اور چولہے میں لگ گیا۔ بیوی سے کہا کہ تم کھانا بناؤ چھوٹے چھوٹے بچے تھے وہ اس کے انہوں نے باپ کو بکری ذبح کرتے دیکھا تو ایک بھائی نے دوسرے کو لٹا کر اس کا گلا کاٹ دیا۔ وہ بیچارا جب میاں بیوی جاتے تب تک اس کا گلا کٹ چکا تھا۔ اب بیوی معصوم بچہ ذبح ہو گیا اور بیٹے کی بچے نے کر دیا۔ دعوت بھی دے کر آیا اس نے بیوی سے کہا کہ خاموش رہو آپ ﷺ سے اس کا ذکر نہ کرنا اسے اندر رکھ دو۔ یہاں سے خون صاف کر دو اور اس پہ کوئی غلاف وغیرہ ڈال دو۔ اور کام میں لگ جاؤ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کہہ کر آیا ہوں تو اس حال میں تو حضور ﷺ قبول نہیں فرمائیں گے آپ ﷺ تو کھانے کے لئے تشریف نہیں لائیں گے۔ میاں بیوی نے مل کر بچے کی میت اندر رکھ دی۔ چھپا دی کھانا تیار کیا۔ پھر جا کر خدمت عالی ﷺ میں گزارش کی یا رسول اللہ ﷺ آٹھ دس آدمیوں کا کھانا ہے آپ تشریف لائیں آپ ﷺ نے اعلان عام کر دیا۔ کہ چلو بھائی سب چلو اس کے ہاں دعوت ہے کھانا کھائیں گے۔ وہ فرماتے ہیں میں پریشان ہو گیا دس بارہ آدمیوں کا کھانا یہ ہزاروں بندوں کو کیا کرے گا۔ حضور ﷺ تشریف لائے فرمایا جتنی روٹیاں ہیں ان پہ چادر ڈال دو اور اٹھانا نہیں نیچے سے روٹیاں نکالتے رہو ہانڈی سے ڈھکن نہیں اٹھانا۔ ہانڈی میں سے سالن ڈال کر دیتے رہو۔ جتنی جماعت تھی سب نے کھانا کھایا نہ روٹیاں ختم ہوئیں نہ ہانڈی ختم ہوئی نہ سالن ختم ہوا تب آپ ﷺ نے پوچھا بھئی تم نے اور تمہارے بچوں نے کھانا نہیں کھایا تم بھی تو کھانا کھاؤ۔ اب لاجواب ہیں بول نہیں سکتے بالآخر پتہ چلا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچہ منگوایا دعا فرمائی اللہ نے زخم پھر سے درست کر دیئے۔ یہ تین کیا یہ جنون نہیں۔ یہ تقویٰ ہے کیا یہ پاگل پن نہیں۔ یہی پاگل پن تقویٰ ہے۔

اب مختلف راستوں پہ چلتے ہیں یہ

اٹھا تو ہمیں احساس ہونا چاہئے کہ کس راستے پر چل کر ہمیں تقویٰ نصیب ہوا ہے۔ اور اگر کسی راستے پہ چل کر حصے میں آوارگی ہی آتی ہے تو اس پر چلنے سے کیا حاصل۔ تو زندگی کا راستہ تو وہ ہے جس پر چل کر اللہ کی محبت نصیب ہو اللہ کے نبی ﷺ کی محبت نصیب ہو۔ اور وہ ترقی کرے اور وہ عشق بنے اور وہ ترقی کرے اور وہ جنون بنے۔ یہ تو حاصل ہے زندگی کا۔

ہم کربلا کے حوالے سے مختلف رائے رکھتے ہیں لیکن جو تحقیق کی جائے تو بات اتنی سی نکلتی ہے کہ حضرت حسینؓ کو اعتراض تھا کہ یزید شریعت کے مقابلے میں اپنے شاہی احکام جاری کردیتا ہے اور نظام شرعی میں مداخلت کرتا ہے۔ لہٰذا میں یزید کی بیعت نہیں کروں گا حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے بیعت نہیں کی بلکہ انہوں نے مکہ پر الگ حکومت قائم کرلی اور یزید کے عہد میں رہی۔ یزید کے بعد معاویہ ابن یزید کے عہد میں بھی رہی اس کے بعد والی حکومت میں بھی کتنا عرصہ وہ رہے اس کے بعد وہ شہید ہوئے عبدالملک کے جرنیل حجاج بن یوسف کے ہاتھوں اور مکہ دوبارہ فتح کرنا پڑا ان بادشاہوں کو۔ اب حضرت حسینؓ مکے میں بھی ٹھہر سکتے تھے کوفہ آپؓ کا گھر تھا۔ حضرت علیؓ کا دارالخلافہ بھی کوفہ رہا کوفہ میں گھر بھی تھا۔ اپنے گھر تشریف لا رہے تھے اہل کوفہ نے گھیرا' راستے میں بیعت کرنے پر مجبور کیا اور شیعہ سنی دونوں کتابوں میں ملتا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں تم لوگوں کے ہاتھوں پر یزید کے لئے بیعت نہیں کروں گا اور نہ تم یہ درجہ رکھتے ہو کہ میں نبی ﷺ کا نواسہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کروں' نہیں۔ یزید کے پاس چلتے ہیں میں یزید سے بات کروں گا اگر وہ میری رائے مان کر کہ مجھے جو اعتراض ہے رفع کردے میں بیعت کرلوں گا' نہیں رفع کرے گا' میں بیعت نہیں کروں گا۔ لیکن انہوں نے ظلماً شہید کردیا۔ بچے شہید ہوئے' ہمراہی سارے شہید ہوئے' اتنا ظلم ہوا اتنی زیادتی ہوئی اتنا جبر ہوا جسے بیان نہیں کیا جا

> **یہ کوئی سسٹم نہیں ہے بلکہ حکومت وقت اپنے دن لمبے کرنا چاہتی ہے اور کر رہی ہے اور ہم ایسے بے وقوف' بے حس' بے ضمیر اور بے غیرت ہو چکے ہیں کہ ہم اس کے پیچھے دوڑ رہے ہیں**

سکتا شاید ہم محسوس بھی نہیں کر سکتے۔ تو وہ کیوں نہ انہیں کہہ دیتے کہ میں بیعت کرتا ہوں بعد میں انکار کردیتے اس شکنجے سے تو نکل جاتے یا کہہ دیتے مجھے وزارت دے دو' ایک صوبے کی گورنری مجھے دے دو میں بیعت کر لیتا ہوں۔ تو کیا یہ جنون نہیں ہے کہ اتنی سی بات پر کہ تم احکام شرعی میں مداخلت کرتے ہو میں بیعت نہیں کروں گا' سارا خاندان ذبح کروا دیا۔ یہ دانش مندی ہے یا جنون ہے اور یہی جنون عشق ہیں اب اس واقعہ کی یاد سے ان کو کیا نسبت جو ایک ایک ہڈی کے لئے لپکتے ہیں سرکار کے دروازوں پر۔ ملک تباہ ہو رہا ہے' لوگ تباہ ہو رہے ہیں' مہنگائی بڑھائی جارہی ہے اور اس کافرانہ نظام کو تبدیل کروانے کی بجائے ہم اس کا حصہ بننا چاہتے ہیں' اس لئے کہ ضلع میں چودھری بن جائیں اور کمال یہ ہے کہ ووٹ مانگنے میرے پاس بھی آتے ہیں اور مجھے بھی اپنے ہی جیسا سمجھ رکھا ہے۔ اب ایسے لوگوں کو بندہ کیا سنائے' کیا بیان کرے' کیا تقریریں کرے جن کی قیمت ہی ایک ہڈی ہو یا ایک لقمہ ہو جنہیں ایک لقمے پہ خریدا جا سکتا ہو۔ فوجیوں نے وقت گزارنا تھا انہوں نے کہا جی تمہیں ضلعی حکومتیں دے دیں گے۔ آج تک کوئی ثابت نہیں کرسکا کہ کس قانون کے تحت وزارت خزانہ ضلع کو فنڈ دے گی' کوئی قانون ہے' کوئی ضابطہ' کوئی بات۔؟ کس قانون کے تحت ضلعی حکومتیں وجود میں آئیں گی؟ وہ قانون ہی کوئی نہیں۔ اور میٹرک فیل اور دس جماعت پاس ڈائریکٹ حوالدار کا حکم ڈی سی اور ایس پی کس طرح تعمیل کرے گا۔ جبکہ کوئی حکم دیتا ہے اس پر عمل یہ ڈی سی ایس پی اپنی مرضی سے کرتا ہے کہ جی اس سے یہ نہیں مراد یہ مراد ہے۔ آپ کو نواز شریف کی کھلی کچہریاں بھول گئیں وہ جو لکھ کر دیتا تھا اسے کون مانتا تھا؟ ایس پی یا کوئی ڈی سی مانتا تھا؟ وہ آگے اور تاویل کردیتا۔ یہ ضلعی حکمران جو میرے جیسے آپ جیسے انگوٹھا لگانے والے ہوں گے' جن سے چٹھی خود پڑھی نہیں جائے گی' جو خود ڈرافٹ نہیں کرسکیں گے' جو لکھوائیں گے کسی سے پڑھوائیں گے ڈی سی سے وہ اسے حکم کیا دیں گے۔ یہ کوئی سسٹم نہیں ہے بلکہ حکومت وقت اپنے دن لمبے کرنا چاہتی

www.naqshbandiaowaisiah.com



ہے اور کر رہی ہے اور ہم ایسے بے وقوف ' بے حس' بے ضمیر اور بے غیرت ہو چکے ہیں کہ ہم اس کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ اور ہمارے لیڈران کرام ' کھالیں بھی دے دو' زکوۃ بھی دے دو' قربانیاں بھی دے دو' پیسے بھی دے دو اور فلاں بھی دے دو' فلاں ضلع میں ہمارے اتنے بن گئے۔ یار! یہی مصرف ہے زکوۃ کا اور قربانی کا اور چندوں کا۔ ایک دوسرا دینی لیڈر اٹھتا ہے کہتا ہے میں اگلے سال وزیراعظم ہوں گا کیونکہ ساری ضلعی حکومتیں میری بن گئیں۔ یہ سارے وزیراعظم بننا چاہتے ہیں۔ اس عہد کے مولوی کو حکومت کی کرسی کی عظمت کا احساس ہے لیکن اس محمد رسول اللہ ﷺ کے منبر کی عظمت کا اندازہ نہیں ہے۔ کون بادشاہ اور سلطان ہے جو اس منبر پر بیٹھ سکتا ہے۔ کون حکمران ہے جسے یہ عزت نصیب ہے اس سے وفا کیوں نہیں کرتے۔ مولوی کیا ہے؟ مولوی کے پاس ہے کیا؟ مولوی کو لقمے سے لے کر لباس تک' علم سے لے کر آبرو تک جو کچھ دیتا ہے صرف اسلام دیتا ہے۔ ایک عام آدمی کو پکڑ کر وہ اتنی عزت اور اتنی عظمت دے دیتا ہے کہ مخلوق اس کا احترام کرتی ہے۔ مولوی کرسی کے پیچھے بھاگ رہا ہے اسلام کی تو مولوی کو فکر ہی نہیں۔ جس قوم کے علماء کا یہ حال ہو' جس قوم کے عوام کا یہ عالم ہو' جس کے حکمرانوں کی یہ حالت ہو اس میں کوئی وعظ کیا کرے گا....؟

امام مالکؒ نے وعظ کہنا چھوڑ دیا تھا گوشہ نشین ہو گئے تھے اور کسی نے عرض کی کہ حضرت آپ کے پائے کے لوگ اگر گوشہ نشین ہو گئے تو لوگوں کو نصیحت کون کرے گا۔ اس زمانے میں انہوں نے فرمایا کہ نصیحت انسانوں کو کی جاتی ہے بھیڑیوں کے سامنے وعظ کون کرے۔ جب یہ لوگ ہی بھیڑیے بن چکے ہیں تو میں اپنا وقت کیوں ضائع کروں؟ میں تو اپنا وقت اللہ اللہ میں بسر کروں گا۔

میری خواہش کسی فرقے کی دل آزاری نہیں' کسی حکمران کی مخالفت نہیں' کسی مولوی پر اعتراض نہیں ہے میں صرف آپ کو اس آیت کا اتنا سا مفہوم سمجھانا چاہتا ہوں کہ اس راہ پہ چلو' اس بندے کے پیچھے چلو جس کے ساتھ مل کر اللہ کی محبت نصیب ہو اور اگر یہ نعمت نصیب نہیں ہوتی تو نہ وہ راستہ صحیح ہے اور نہ وہ بندہ صحیح ہے۔ یہ جو کہتا ہے نا مولوی کہ جی عبادت ادھاری مزدوری ہے اس کا اجر آخرت میں ملے گا جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ کبھی ادھار نہیں کرتا۔ اللہ کی محبت کا ایک ذرہ دونوں جہانوں کی ساری نعمتوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ جنت سے بھی زیادہ قیمتی ہے عشق الٰہی۔ وہ فرماتا ہے وہ تو میں تمہیں یہیں دے دیتا ہوں اور اب کیا چاہتے ہو اس سے بڑی کیا نعمت ہے۔ جنت تو ایک رہائش گاہ ہے عاشقانِ الٰہی کی' اگر جنت کی اتنی تعریفیں ہیں تو جو جنت کے قابل ہوں گے وہ کیا ہوں گے۔ لوگوں کے رہنے کے لئے بنائی گئی ہے پیدا کی گئی ہے۔ ساری نعمتیں جنت کی لوگوں کے استعمال کے لئے ہیں۔ کن لوگوں کے لئے؟ جن کے دل میں عشق الٰہی ہو گا تو وہ تو دنیا میں جنتی ہو گئے۔ اور عشق الٰہی کیسے ہو گا؟ فرمایا' یہ میرا ایک سیدھا راستہ ہے جو میرے نبی ﷺ نے بتا دیا تم اس پر عمل کرو تمہیں عشق نصیب ہو جائے گا' محبت نصیب ہو جائے گی۔ لیکن سیدھا راستہ ایک ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بے شمار راستے بنا دیتے ہیں لوگ' اپنے اپنے مفاد کے لئے۔

آج کل اتنے راستے شیطان نہیں بناتا جتنے وہ شیطان بناتے ہیں جو انسانوں میں سے شیطان بن گئے ہیں شیاطین الجن والانس۔ شیطان جنوں میں سے بھی ہے اور انسانوں میں سے بھی اور نبی ﷺ فرماتے ہیں یہ شیطان جو جنوں میں سے ہے اس سے بڑا خطرناک شیطان وہ ہے جو انسانوں میں سے ہے۔ اس لئے کہ یہ صرف بندے کے دل میں القا کر سکتا ہے اور انسانوں والا شیطان تو اس کے سامنے وہ عمل کرتا ہے اور ایسا کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ تو میرے بھائی! اپنے لئے اپنا راستہ خود منتخب کرو۔ پہچان اس کی قرآن نے بتا دی ہے کہ اس پر چلو گے تو عشق الٰہی نصیب ہو گا۔ جنون بن جائے گا' جینا مرنا اٹھنا بیٹھنا اس کی رضا کے لئے ہو جائے گا' اس کے قرب کی تلاش کے لئے ہو جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ انسان اپنے ساتھ تو کم از کم مخلص ہو اور اپنے لئے تو صحیح راستہ تلاش کرے۔ اللہ کریم ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم صراط مستقیم نہ صرف تلاش کر سکیں بلکہ اس پر چلنا بھی نصیب ہو اور جو کوتاہیاں جو غلطیاں اس قوم سے اس ملک سے ہم سب سے ہوئی ہیں ان سے درگزر فرما کر ہمیں ہدایت عطا فرمائے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

# سودی نظام کے خلاف تحریک

ہمارے حکمرانوں کی مجبوریاں یہ ہیں کہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے افسر جن کے بچے وہاں پڑھتے ہیں ان کی بیویاں وہاں رہتی ہیں جو باقاعدہ وہاں سے تنخواہ لیتے ہیں یہاں آ [illegible] ان کا مستقبل ان اداروں سے وابستہ ہے تنخواہ وہاں سے لیتے ہیں [illegible] آپ کے بچوں کے مستقبل کے بارے سوچیں گے۔

**خطاب امیر محمد اکرم اعوان**

**لاہور 11-5-2001**

حضرات گرامی! آپ نے بھی یقیناً آج کے اخبار دیکھے ہوں گے میں نے بھی دیکھے ہم سب کے لئے ایک بہت بڑی خبر جو آج کے اخبار کی زینت ہے۔ وہ یہ ہے کہ یونائیٹڈ بنک نے بھی سودی حکم پر نظر ثانی کی اپیل کر دی ہے سپریم کورٹ میں کہ شریعت بینچ نے سود کی ممانعت کے لئے جو حکم دیا ہے اسے ختم کیا جائے۔ جب شروع میں یہ حکم شریعت بینچ نے دیا تو اسلامی عدالت کے حکم کو ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا ہے۔ اگر آئین و دستور کو دیکھا جائے تو ہائی کورٹ کو سماعت کا اختیار نہیں تھا۔ جب سپریم [کورٹ] اسلامی ہے اور شرعی بینچ ایک فیصلہ کرتا ہے۔ پھر تو چاہیے کہ اس سے اوپر کی عدالت کو سننا چاہیے تھا لیکن اس کو ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا اور الحمد للہ ہائی کورٹ نے اس حکم کی توثیق کی کہ یہ حکم درست ہے اور حکومت کو سودی نظام ختم کرنا چاہیے۔ اس وقت نواز شریف صاحب کی حکومت تھی۔ میاں صاحب نے زرعی بنک کا آمادہ کیا اور زرعی بنک نے اس حکم کو سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ بڑے مزے کی بات یہ ہے کہ یہ پہلی حکومت تھی میاں نواز شریف کی۔ اس کے بعد بے نظیر بھٹو صاحبہ آگئیں۔ اس کے بعد پھر میاں صاحب آئے۔ اور میاں صاحب کے جانے تک ان تین حکومتوں نے سپریم کورٹ میں کوئی بنچ ہی تشکیل نہیں دیا کہ وہ اس اپیل کی سماعت کرے۔ میاں صاحب کی حکومت ختم ہونے تک سپریم کورٹ نے اپنا بینچ تشکیل دیا اور اس حکم کی سماعت کی اور اللہ بھلا کرے سپریم کورٹ کے ان جج صاحبان کا جنہوں نے اس حکم کی توثیق کی اور حکومت کو بھی حکم دیا کہ سود ختم کیا جائے۔ اور ملک میں غیر سودی نظام نافذ کیا جائے۔ میری معلومات کے مطابق ہماری 53 سالہ تاریخ میں غیر سودی نظام پر پیپر ورک ہو چکا ہے جو حکومت کے پاس محفوظ ہے۔ سپریم کورٹ کے اس حکم کے بعد الاخوان نے ذرا شدید قسم کا احتجاج کیا۔ حکومت سے رابطہ کیا اور بحث و تمحیص کے بعد بات پرائرٹیز پر آئی کہ کہاں سے ابتداء کی جائے اور کہاں تک پہنچایا جائے۔ ہماری پرائیرٹی (PRIORITY) یہ تھی کہ پہلے معاشی نظام کی اصلاح کی جائے پھر ایک عام آدمی کو ضروریات زندگی مہیا کی جائیں۔ اس کے بعد تعلیمی نظام میں وہ تبدیلیاں لائی جائیں کہ ایک مسلمان بچہ جہاں سے بھی پڑھے سائنس پڑھے دنیا کی مختلف زبانیں پڑھے وہاں وہ یہ بھی رکھتا ہو کہ اسلام کیا ہے اور مسلمان کون ہے۔ اور بحیثیت مسلمان اسے کیسا ہونا چاہیے۔ تیسری پرائیرٹی تھی عدلیہ کی کہ انصاف کے عمل پروسیس کو مختصر کیا جائے تاکہ انصاف جلدی سے جلدی مہیا ہو سکے۔ ہمارے نزدیک انصاف صرف وہ فیصلے ہیں جو شریعت اسلامیہ صادر فرماتی ہے۔ کیونکہ بیک وقت ایک بات کے اگر دو فیصلے کئے جائیں تو دونوں انصاف نہیں ہو سکتے۔ اگر ایک فیصلہ ہمارا مروجہ قانون یا عدالتی نظام کرتا ہے۔ ایک فیصلہ شریعت کرتی ہے۔ جہاں ان میں مطابقت ہے وہ تو درست ہے لیکن جہاں مروجہ آئین یا قانون یا کوئی چیز اس سے متصادم ہے چونکہ یہ آئین کا حصہ ہے۔ پاکستان میں خلاف شریعت کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا اور سابقہ قوانین جو شریعت سے متصادم ہیں ان کو ختم کر کے شرعی قوانین نافذ کئے جائیں

www.naqshbandiaowaisiah.com



گے یہ آپ کے آئین پاکستان کا حصہ ہیں۔ بنیادی کام شروع ہوا بلاسودی نظام پر بھی اور بیت المال اور ذرائع آمدن' روزگار کس طرح لوگوں کو فراہم کئے جائیں' تعلیم کس طرح مفت کی جائے' بے روزگاروں کی کس طرح مدد کی جائے۔ یتیموں' بے کسوں' بیواؤں کی مدد کس طرح سے کی جائے۔ اور خزانہ کس طرح سے اس کا متحمل ہو سکے۔ ان دو امور پر ہم نے حکومت کے ساتھ' وزارت مذہبی امور کے ساتھ' شریعت کونسل کے ساتھ مل کر بھرپور کام کیا۔ الحمدللہ 30 اپریل تک اندرون ملک کا جو نظام ہے اس کا بلاسودی ڈھانچہ مکمل طور پہ تیار ہوا۔ میں نے غالباً اپنے کسی پچھلے خطاب میں بھی یہ عرض کیا تھا کہ یہ مکمل ہونے کو ہے اور اس کے بعد کیبنٹ اور چیف ایگزیکٹو کی منظوری باقی رہ جائے گی۔ اس کے ساتھ عشر' زکوۃ اور صدقات کے ایک پورے سسٹم کا ڈھانچہ مرکزی وزارت سے لے کر گاؤں کی حد تک بنا کر ہم نے حکومت کو پیش کیا جسے حکومت نے سراہا بھی۔ اب بال جب حکومت کی کورٹ میں پہنچا تو آج کی خبر یہ ہے کہ یونائیٹڈ بنک نے اس حکم کو چیلنج کر دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب اس پر پھر کوئی بینچ بنے گا۔ جانے کب بنے اور جب بنے گا اس وقت پھر اس کی سماعت ہوگی۔ یعنی عدالتی چکروں میں ڈال کر اسے روک دیا جائے گا۔ حکومت نے ایسا کیوں کیا جبکہ عام آدمی کی خوشحالی حکومت کی قوت اور مضبوطی کا سبب بنتی ہے۔ کسی حکمران کے زمانے میں اگر عام آدمی کو سہولتیں ملتی ہیں تو یہ اس کے اقتدار کی عمر بڑھا دیتی ہیں۔ لوگ جس حکمران سے مطمئن ہوں اسے بار بار دیکھنا چاہتے ہیں لیکن شاید ہمارے حکمران اتنے خودمختار نہیں ہیں جتنے میں اور آپ تصور کرتے ہیں ہمارے حکمرانوں کی مجبوریاں یہ ہیں کہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے آفیسر جن کے بچے وہاں پڑھتے ہیں' جن کی بیویاں وہاں رہتی ہیں جو باقاعدہ وہاں سے تنخواہ بھی لے رہے ہیں یہاں آ کر وزارتوں پر براجمان ہیں ہمارا اسٹیٹ بنک بھی ان کے کنٹرول میں ہے۔

**حکومت ہمیں غلام سے اوپر کا درجہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے اور یاد رکھو! غلاموں کے حقوق نہیں ہوا کرتے**

اب ظاہر ہے کہ جو لوگ ورلڈ بنک یا آئی ایم ایف کے ملازم ہیں ان کا مستقبل ان اداروں سے وابستہ ہے' تنخواہ وہاں سے لیتے ہیں' بچے وہاں پڑھا رہے ہیں اور واپس بھی انہیں وہیں جانا ہے۔ کیا وہ میرے اور آپ کے بارے سوچیں گے یا اپنی سروس اور اپنے بیوی بچوں کے مستقبل کے بارے سوچیں گے ان کا مستقبل انہوں نے یہودی دنیا کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے' مادی وسائل کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ لہذا ہماری خودمختار حکومت بھی مجبور ہے کہ ان لوگوں کی اطاعت کرے۔ ایک وجہ یہ ہے میری دانست میں۔ دوسری وجہ جو میری دانست میں ہے۔ وہ یہ ہے کہ پاکستانی حکومتیں بڑے عرصے سے عام آدمی کو اپنا غلام تصور کر رہی ہیں اور یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ ہمارے ملک میں شروع دن سے ایک مخصوص طبقہ حکمرانی کرتا چلا آ رہا ہے۔ کوئی ایک پارٹی حکومت میں آ جائے' دوسری آ جائے یا تیسری اس رولنگ فیملی کے کچھ نہ کچھ لوگ ہر جماعت میں ہوتے ہیں جتنی بھی الٹ پلٹ ہو ان کے خاندان کا کوئی نہ کوئی بندہ ضرور حکومت میں شامل ہوتا ہے۔ یہ ایسا طبقہ ہے جن کے گھر ملک سے باہر ہیں جن کا سرمایہ اس ملک سے باہر ہے اکثر اوقات جن کے اہل وعیال بھی ملک سے باہر رہتے ہیں اور ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو اگر اقتدار میں نہ ہوں تو اس ملک میں رہنا پسند نہیں کرتے۔ یہ صرف کسی وزیراعظم کے بارے نہیں بلکہ آپ کے ملک کی کابینہ کے کئی وزراء ایسے ہیں جو اقتدار میں ہوں تو پاکستان میں رہتے ہیں نہ ہوں تو یہ کسی بیرونی ملک میں چلے جاتے ہیں وہاں انہوں نے اپنے بزنس بھی اسٹیبلش کر رکھے ہیں اس کے علاوہ ان کے سرمائے پر انہیں جو سود ملتا ہے وہ ان کی شب و روز کی عیاشی کے لئے کافی ہوتا ہے۔ عام آدمی سے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ جینا سیکھ چکا ہے' وہ کبھی بھوکا بھی سو جاتا ہے' پیاس بھی برداشت کر لیتا ہے' مار بھی کھا لیتا ہے بے عزتی کرانا تو خیر اس کا روزمرہ کا معمول ہوتا ہے اور گدھے کی طرح کام کرنا اس کا مقدر ہوتا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com



غلام آدمی ذہنی طور پر قبول کر لیتا ہے

کہ دنیا کی کوئی سہولت اس کے لئے نہیں ہے۔ وہ اپنے سارے حقوق کھو بیٹھتا ہے۔ جب کسی انسان کی ذاتی آزادی سلب ہوتی ہے تو اس کے ساتھ اس کی آزادی رائے کا حق بھی سلب ہو جاتا ہے' اس کا حصول روزگار کا حق بھی سلب ہو جاتا ہے' اس کا حصول تعلیم کا حق بھی سلب ہو جاتا ہے۔ اس کا آرام کا حق' اس کی عزت نفس کا حق اور اس کی جان و مال کے تحفظ کا حق سلب ہو جاتا ہے۔ وہ ایک ایسا فرد بن جاتا ہے جو زندہ تو ہے لیکن ایک روبوٹ کی شکل میں۔ اس سے کب اور کیا کام لینا ہے اسے کس جگہ رکھنا ہے' یہ فیصلے کوئی اور کرتا ہے جو اس کا مالک ہوتا ہے۔

حکومت ہمیں غلام سے اوپر کا درجہ دینے کو تیار نہیں ہے۔ اور یاد رکھو غلاموں کے حقوق نہیں ہوا کرتے۔ پچھلے دنوں ہمارے ایک برخوردار جو ریڈیو پاکستان میں کام کرتے ہیں مجھ سے کہنے لگے کہ حقوق پر ایک کانفرنس بلائی جائے جس میں اچھے اچھے لوگوں کو مدعو کیا جائے اور یہ جائزہ لیا جائے کہ اس ملک میں عام آدمی کو کتنے حقوق حاصل ہیں اور رولنگ فیملی کے پاس کتنے ہیں۔ تو میں نے اسے مثال دی تھی کہ کاشت کار جب بھینس پالتا ہے وہ شیر دار ہوتی ہے۔ اس کا بچہ ہوتا ہے۔ اس کے ''کٹے'' کے رائٹس نہیں ہوتے۔ رائٹس کاشت کار کے پاس ہوتے ہیں وہ مرضی سے چارہ دیتا ہے۔ مرضی سے پانی پلاتا ہے۔ چاہے دھوپ میں باندھے' سائے میں باندھے باہر چرنے کے لئے چھوڑ دے' بیچ ڈالے یا ذبح کر دے یا خراب کر دے۔ وہ اپنی ضرورت کے مطابق اسے چلاتا ہے۔ اور اس کا دودھ اپنے استعمال کے لئے نکالتا ہے۔ کبھی کوئی ''کٹا'' احتجاج نہیں کرتا۔ لہذا میں کوئی ''کٹا کانفرنس'' کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔ جب لوگوں کو آزادی نفس کا ہی خیال نہیں ہے' جب لوگوں کے پاس آزادی رائے ہی نہیں ہے۔ اور سب سے بڑی بات جو قرآن حکیم نے بتائی ہے

**آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی موجودگی میں ہمارے حکمران اتنے خود مختار نہیں رہے جتنا میں اور آپ تصور کرتے ہیں**

وہ یہ ہے۔ والذین جاھدوا فینا میں نے انہیں اپنی طرف آنے کے متعدد راستے بتائے۔ ایک نہیں ''سبیل'' نہیں ''سبلنا'' اپنے کئی راستے ان پر واضح کر دیتا ہوں' انہیں دکھا دیتا ہوں۔ جو بزرگ تشریف فرما ہیں انہیں بڑی اچھی طرح یاد ہوگا' نوجوانوں نے تاریخ میں پڑھا ہوگا' متحدہ ہندوستان میں ایک دفعہ گاندھی نے ایک تحریک چلائی تھی غیر ملکی کپڑے کے خلاف کہ بھئی ہندوستان میں سب سے زیادہ کپاس ہوتی ہے' ریشم بھی یہاں بنایا جاتا ہے' ململ سے لیکر ریشمی کپڑوں تک ملبوسات یہاں تیار ہوتے ہیں تو پھر ہم اپنا سرمایہ غیر ملکی کپڑا خریدنے پر کیوں خرچ کرتے ہیں لہذا غیر ملکی کپڑے کا بائیکاٹ کیا جائے۔ یہ اعلان کیا تھا گاندھی نے۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ جو بزرگ اس زمانے کے موجود ہیں انہیں یاد ہوگا کہ ہندو اور سکھ نوجوان طالب علم کالجوں سکولوں کے لڑکے غیر ملکی کپڑے کی دوکانوں کے آگے لیٹ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ جسے غیر ملکی کپڑا خریدنا ہے ہمارے اوپر سے گزر کر جائے۔ یہ لوگوں کی' ہندوؤں کی' سکھوں کی عقیدت تھی اپنے لیڈر گاندھی کے ساتھ جسے وہ مہاتما کہتے تھے۔ مہا ہندی میں بڑے کو کہتے ہیں اور آتما روح کو مہاتما The Great Soul بہت عظیم روح چونکہ وہ مذہبا عظیم روح کو پوجے جانے کے لائق سمجھتے ہیں اس لئے وہ اسے بھی وہی درجہ دیتے تھے۔

حکومت کے بارے تو میں نے بہت کچھ کہا لیکن ایک بات دیانتداری سے کی گئی کہ کیا ہم نے اپنے سرمائے پر بنک سے سود لینا چھوڑ دیا ہے۔ اصل بات یہاں ہے۔ جب ننانوے پوائنٹ نو پرسنٹ Percent لوگ سود لینے پر مصر ہیں تو حکمران طبقہ جن کے لئے قرآن ایک غیر معروف کتاب ہے۔ جن کے لئے اسلام ایک قدامت پسند اور پرانا مذہب ہے۔ اور جن کے لئے عبادت وقت کا ضیاع ہے اور جو خود سود کے سہارے زندہ ہے سود کو ختم کرنے میں کیوں دلچسپی لے گا۔ مجھے افسوس ہے کہ ہمارا عام آدمی اپنی معاشی حالت سے اتنا بے

خبر ہے اور جاننا بھی نہیں چاہتا۔ آج آپ اس جگہ پر کھڑے ہیں کہ یہ جو خوشخبریاں ہر تیسرے مہینے ہمیں سنائی جاتی ہیں کہ ورلڈ بنک نے قسط جاری کر دی وہ رقم آپ کے ملک میں نہیں آتی۔ بلکہ ورلڈ بنک کا سود ادا کرنے کے لئے وہاں مزید سود پر رقم لی جاتی ہے۔ وہ صرف کاغذوں میں ٹرانسفر ہوتی ہے۔ کاغذوں میں وصول کر لیتے ہیں رقم وہیں کی وہیں رہ جاتی ہے۔ اور یہ سلسلہ شروع کیا تھا میاں نواز شریف صاحب نے۔ میری ان سے بات بھی ہوئی تھی اور میں نے ان سے کہا تھا کہ اس سے بڑا ظلم اور اس سے بڑا دھوکا اس ملک اور اس قوم کے ساتھ کوئی نہ ہوگا کہ عام آدمی سمجھ ہی نہیں رہا کہ ہو کیا رہا ہے۔ اور آپ نے شرائط ایسی طے کر لی ہیں کہ جب سود کی رقم اتنے ارب بنتی ہے تو بنک اتنے ارب قرضہ دے دیں اور قرضے کا سود مزید جو ہم پر چڑھ رہا ہے اس میں جمع ہو جائے اور وہ رقم نہ دے۔ میاں نواز شریف صاحب نے یہ احسان کیا تھا پاکستان پر اور موجودہ حکومت بھی احسان کرتی چلی جا رہی ہے۔ ہم تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ میرے ایک کے سود لینے سے کیا ہوگا۔ لیکن یہ ہم بھول جاتے ہیں کہ ہم ایک ایک کر کے چودہ کروڑ ہیں ہم ایک نہیں ہیں۔ ہم ایک قوم ہیں۔ ہم ایک مذہب ہیں۔ ہم ایک دین ہیں۔ اور ہماری ایک قیادت ہے محمد الرسول اللہ ﷺ۔ دنیا میں کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے کہ جو اللہ کے حبیب ﷺ کو چھوڑ کر اللہ کو تلاش کرے۔ بنی نوع انسان میں کبھی ایسا نہ ہو سکے گا کہ کوئی شخص اللہ کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر خود خدا رسیدہ ہو جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پھر وہ بھی نبی ہے جبکہ نبوت آپ ﷺ پر تمام ہو چکی۔ آپ خاتم النبیین ہیں اللہ کے آخری نبی اور آخری رسول ہیں اور قیامت تک آنے والے بنی نوع انسان کے لئے آپ ﷺ ہی کی چوکھٹ، آپ ﷺ ہی کا دروازہ، آپ ہی کی اتباع اور آپ ﷺ ہی کی غلامی لازم ہے۔

کاش ہم مسلمان اتنی عقیدت اپنے حبیب سے پیدا کر لیں جتنی سکھ اور ہندو لوگوں کو گاندھی سے تھی۔ مثال اچھی نہیں ہے۔ بات مزے دار نہیں ہے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ مسلمان کی عقیدت اس سے بھی کم ہے۔ لین دین کے معاملے میں، مالیات کے معاملے میں بنک ہمیں برائے نام سود دیتا ہے۔ کافر ممالک میں ایسے ممالک بھی ہیں جنہوں نے سود بند کر دیا ہے۔ روزمرہ کی زندگی سے جاپان نے سود ختم کر دیا ہے۔ اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ سود میں غریب کی جیب سے نکل کر پیسہ دولت مند کے پاس جاتا ہے۔ لہذا سود نہیں ہونا چاہئے۔ متبادل کیا ہے جاپان میں کہ جس بندے کا سرمایہ بنک میں ہوتا ہے اسے حصہ دیا جاتا ہے منافع سے اور اگر بنک سے کوئی قرضہ لیتا ہے تو وہ پیسے کاروبار پر قرضہ دیتے ہیں جس میں وہ کما سکے۔ وہ فزیبیلٹی بنا کر دیتا ہے بنک کی ٹیم جائزہ لیتی ہے اور وہ رقم منظور کرتے ہیں۔ سال بعد کام کرنے والا اپنی مزدوری کے، اپنی سروس کے Benefit لیتا ہے، اپنا Share لیتا ہے اور بنک کا Share بنک کو دیتا ہے جسے بنک عام آدمیوں میں ان کے ڈیپازٹ کے حساب سے تقسیم کرتا ہے اور اگر وہ قرضہ لینے والا بنک کے پیسے لوٹاتا رہے تو بنک کا شیئر ختم ہوتا چلا جاتا ہے اگر ساری رقم واپس کر دے تو بنک الگ ہو جاتا ہے۔ وہ پروجیکٹ اس آدمی کا اپنا ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ اللہ کو نہیں مانتے، اللہ کے رسول ﷺ کو نہیں مانتے۔ اللہ کی کتاب کو نہیں مانتے، لیکن اسلام کے جو آفاقی اصول نوع انسانی کے لئے ہیں ان کی افادیت سے انکار کسی کافر کے لئے بھی ممکن نہیں ہے۔ انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اگر ہمیں اپنے عام آدمی کو زندہ رکھنا ہے اسے روزگار دینا ہے تو اسے اس کی رقم پر کچھ ملنا چاہئے تو پھر اس کے لئے اس کی شراکت ضروری ہے۔

**کافر ممالک میں ایسے ملک بھی شامل ہیں جنھوں نے سود ختم کر دیا ہے**

خود امریکی ماہرین اس بات پر سوچ رہے ہیں کہ موجودہ ٹیکسیشن سسٹم جو ہے امریکہ کا، جو 70% کے قریب پہنچ رہا ہے۔ اور اتنے بے شمار ٹیکس ہیں کہ آدمی اگر 100 روپیہ کماتا ہے۔ تو اس میں سے 70% ٹیکسوں میں نکل جاتے ہیں۔ امریکی ماہرین کے مطابق اگر

2030ء تک یہ سسٹم چلتا رہا تو ٹیکسوں کی Ratio 80% فیصد سے بڑھ جائے گی۔ اور ایک آدمی جسے اپنی کمائی کا 80% ٹیکسوں میں دینا ہے پھر وہ کام نہیں کرے گا۔ وہ کام کی بجائے ڈاکہ مارنا' چوری کرنا' لوٹنا پسند کرے گا جس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے اور یہ ملک اور قوم کی تباہی کا راستہ ہے۔ اس کا حل کیا ہے۔ امریکی ماہرین کی رائے میں بھی حل یہ ہے کہ آپ افراد کو ٹیکس نہ کریں سرمائے کو ٹیکس کریں۔ افراد پر یا اشیاء ضرورت پر ٹیکس نہ لگائے جائیں۔ آپ دیکھیں کہاں کتنا سرمایہ ہے اس میں سے حکومت کو کتنا لے لینا چاہئے۔ اور یہ تو زکوۃ ہے۔ یعنی کافر دنیا بھی کسی نام سے آئے پلٹ کر اسلام کے آفاقی اصولوں پر پہنچ رہی ہے۔ وہ لوگ اپنے تحفظ یا مادی منفعت کے لئے آرہے ہیں لیکن ہم ایمان کی وجہ سے آئیں تو ہمارے لئے دوہرا اجر ہوگا۔ اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ سے رشتہ اور تعلق دوسرا دنیاوی فائدہ۔ دنیا اور آخرت دونوں کا فائدہ۔

لہذا میں نہیں سمجھتا کہ لوگوں کو فوج سے لڑایا جائے۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ گولی چلانے سے سودی نظام ختم ہو جائے گا۔ میری رائے میں ملک میں اتنی افراتفری' اتنی دہشت گردی' اتنا فساد پہلے سے موجود ہے جسے روکنا نہ حکومت کے بس میں ہے اور نہ میرے اور آپ کے۔ اس میں مزید فساد کا اضافہ دین کی کوئی خدمت نہیں۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا اور پورے درد دل سے کہوں گا کہ مسلمانو سود لینا چھوڑ دو۔ حکومت ہماری نہیں سنتی' ورلڈ بنک کی سنتی ہے۔ حکومت اللہ کی بات سننے سے گریزاں ہے' آئی ایم ایف کی بات پہ قائم ہے' حکومت قرآن اور حدیث کو سننے سے گریزاں ہے آئی ایم ایف کے احکام پر کاربند ہے۔ ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف بھیڑیئے ہیں۔ ایک بھیڑیا اور ایک گدھ ہے ایک زندہ کو نوچتا ہے دوسرا مردوں کی ہڈیاں چباتا ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ دنیا کے جو ممالک ہم سے پہلے ان کے شکنجے میں آئے وہ

**اگر ہم خود سود کھانا بند نہیں کریں گے تو ہمارے لئے وہی حکمران آئیں گے جو سود کے حامی ہوں گے**

تباہ ہو گئے ان کی معیشت کا جنازہ نکل گیا اور انسان جانوروں سے بھی بدتر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اگر ہم نے بھی یہ احساس نہ کیا اور یہ ڈگر یونہی چلتی رہی تو کچھ لوگوں کو مروانے سے کسی لیڈر کی شہرت ہو جائے گی' اینٹی گورنمنٹ جلوس نکالنے سے کچھ دوکانیں لٹیں گی' کچھ لوگوں کا سر پھٹے گا اور جو لوگ پہلے امن سے محروم ہیں ان پر مزید مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹیں گے۔ لیکن اگر ہم اپنے سرمائے پر بنک سے سود لینے سے انکار کر دیں اور اپنا سرمایہ کرنٹ اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیں یہ کوئی غیر قانونی بات نہیں ہوگی۔ اس پر کوئی آپ پہ گرفت نہیں کر سکے گا' کوئی حکمران آپ کو مجبور نہیں کر سکتا۔ آیئے اللہ کے لئے اللہ کے دین کے لئے نبی کریم ﷺ کی قیادت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپنی بقا کے لئے یہ ایک موومنٹ بنا دو کہ پاکستان کا کوئی مسلمان کسی بنک سے سود نہ لے۔ یہی وہ راستہ ہے جو اللہ نے اپنانے کا حکم دیا فرمایا والذین جاھدوا فینا جو مجھ تک پہنچنے کے لئے جہاد کرتے ہیں' جدوجہد کرتے ہیں' کوشش کرتے ہیں' محنت کرتے ہیں' خلوص سے راستہ تلاش کرتے ہیں لنھدینھم سبلنا ہم اپنے راستے اس پر کھول دیتے ہیں۔ کوئی ایسا فرد بھی یہاں تشریف رکھتا ہے' جسے یہ کام مشکل نظر آتا ہو۔ کوئی ایسی ہستی جسے اس میں رکاوٹ نظر آتی ہو' اس پر کسی حکومت کے خفاء ہونے کا امکان ہو۔ یا کوئی پولیس کیس بنتا ہو۔ اگر ہم اختیاری طور پر والفقیر یلی سود نہیں چھوڑتے تو پھر یہ جو کچھ ہمارے ساتھ ہو رہا ہے یہ ہونا ہی چاہئے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمہارا کردار ہی تم پر حکومت کیا کرتا ہے۔ اگر ہم خود ذاتی طور پر سود کھاتے رہیں گے تو ہم پر حکومت کرنے والے وہی لوگ آئیں گے جو سودی نظام کو تحفظ دیں گے۔

مجھ پر اللہ کریم کا یہ احسان ہے کہ میں 1958ء سے انکم ٹیکس ادا کرتا ہوں۔ میں بزنس مین ہوں۔ شروع سے آج تک میں نے بنک میں کرنٹ اکاؤنٹ ہی رکھا ہے۔ الحمدللہ میں نے آج تک اپنے سرمائے پر ایک پائی سود نہیں

یہ۔ آپ کیا سمجھتے ہیں میں سود نہ لینے والوں سے مزدور ہو گیا ہوں یا کنگال ہو گیا ہوں؟ جو لوگ اپنے سرمائے کو دگنا تگنا کرنے کے لئے سود کی سکیموں میں جمع کراتے ہیں وہ مجھے راستے میں ہاتھ دے رہے ہوتے ہیں کہ گاڑی روکو ہمیں بھی بٹھا کر لے جاؤ۔ یہ میرا زندگی کا تجربہ ہے کہ جن لوگوں نے ناجائز وسائل سے دولت جمع کرنی چاہی، جنہوں نے لوٹ کھسوٹ کی جنہیں میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ میرے ساتھ بزنس میں کاروبار میں شریک تھے آج وہ مادی اعتبار سے بھی میری ذات سے بہت پیچھے ہیں۔ حلال کی اپنی برکات ہوتی ہیں حلال کا ایک لقمہ انسان کی 24 گھنٹے کی ضرورت پوری کر سکتا ہے جبکہ حرام کی 10 روٹیاں بھی اسے بھوکا ہی رکھتی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے۔ ہم اسے الاخوان کے پلیٹ فارم سے بھی پورے زور سے، پوری محنت سے، ملک کے ایک ایک شہری تک پہنچانے کی کوشش کریں گے لیکن الاخوان محض چند دوستوں کے اجتماع کا نام ہے ورنہ دینی کام اتنا ہی سب پر فرض ہے جتنا کہ الاخوان پر۔ الاخوان کسی خاص عقیدے، خاص مکتب یا خاص شعبہ زندگی کا نام نہیں ہے۔ اس میں ہر مکتبہ فکر کے لوگ ہیں ہر شعبہ زندگی کے لوگ ہیں اور وہ لوگ ہیں جو دینی بقا میں ملک کی بقا سمجھتے ہیں۔ جو رزق حلال کو آسودگی کا راز سمجھتے ہیں، جو کردار کی اصلاح کو احوال کی اصلاح کا سبب جانتے ہیں۔ میرے لئے آپ سارے اخوان ہیں اخوان کا مطلب اسلامی بھائی چارہ ہے Islamic brother hood is the Ikhwan.

اس اعتبار سے ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ میری پرزور اپیل ہے جو حکومت کے کانوں تک بھی پہنچے حکمرانوں تک بھی جائے لیکن اے کاش میرا رب مجھے اور آپ کو توفیق دے، اے کاش ہم اپنی ذات کو اپنے معاملات کو اپنے حساب کو سود سے الگ کر لیں۔ اگر آپ مجبور ہیں کہ آپ قرض لے چکے ہیں آپ کو سود دینا ہے۔ لیکن جو سرمایہ آپ کا بنک میں ہے اس پر لینے میں تو آپ کی کوئی مجبوری نہیں۔ میں

**اللہ کے نظام کے مطابق زندگی بسر کرنا ہی اُس کی کبریائی کو تسلیم کرنا ہے**

صرف یہ عرض کر رہا ہوں ایک چھوٹی سی بات کہ جس بھائی کا سرمایہ بنک میں ہے وہ اپنے اکاؤنٹ کو کرنٹ میں تبدیل کرے اور سود لینے سے انکار کر دے۔ اللہ کرے کہ ہم حکومت کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہو سکیں کہ اس ملک کے مسلمان شہری سود نہیں لینا چاہتے اگر ہم یہ بات باور کرا سکیں تو ہم پھر اس قابل بھی ہو سکیں گے کہ بغیر کسی فساد کے بغیر کسی لڑائی کے بغیر کسی بدمزگی کے سود خور حکومتوں، حکمرانوں اور سود خور قانونوں کو تبدیل کر سکیں۔ لیکن جس پر ہم کاربند نہیں ہیں۔۔۔ ایک چھوٹا سا واقعہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ کا ہے کہ ایک خاتون ایک بچہ لائی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ ﷺ یہ میٹھا بہت کھاتا ہے۔ بہت زیادہ کھاتا ہے اس زمانے کا جو بھی گڑ شکر تھا۔ وہ اتنا کھاتا کہ بیمار پڑ جاتا ہے۔ تو آپ ﷺ اس کے حق میں دعا فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا بی بی کل آنا۔ خاتون دوسرے روز پھر حاضر ہوئی آپ نے دم فرمایا دعا فرمائی۔ با خوشی رخصت فرمایا وہ کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ یہ تو آپ کل بھی کر سکتے تھے۔ اسے پھونک بھی مار سکتے تھے۔ اس کے لئے دعا بھی فرما سکتے تھے۔ فرمایا بی بی میں نے بھی اس وقت میٹھا کھایا ہوا تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ میرے اپنے منہ میں تو میٹھے کی مٹھاس باقی ہو۔ اور دوسرے کو میں اس سے روکوں۔ آج میں نے میٹھا نہیں کھایا بظاہر شاید چھوٹی سی بات ہو۔ لیکن "کلام الملوک ملوک الکلام" باتیں چھوٹی بڑی نہیں ہوتیں ہستیاں چھوٹی بڑی ہوتی ہیں۔ دیکھا یہ جاتا ہے کہ بات کس کی ہے۔ اس اعتبار سے بات کی عظمت ہوتی ہے۔ کیا اس میں ہمارے لئے سبق نہیں ہے کہ سود کھا کر سود کے خلاف جلوس نکالنے والو تم غلط ہو۔ کیا ہمارے لئے اس میں بڑی عبرت موجود نہیں ہے کہ خود کھاتے ہوئے اپنے سرمائے پر سود لیتے ہو اور دوسری طرف جلوس نکالتے ہو کہ حکومت کو روک دیں گے۔ کاش ہماری دینی سیاسی جماعتیں اس بات کو پا لیں کہ سیاسی جماعتوں میں اور دینی سیاسی جماعتوں میں ایک بہت بڑا فرق ہے۔ سیاسی

جماعت جب بھی ترتیب دی جاتی ہے تو اس کا مقصد حصول اقتدار ہوتا ہے۔ وہ چوری سے ملے، زوری سے ملے، لوگوں کو قتل کروا کے ملے، لوگوں کو رشوت دے کر ملے، ووٹ خرید کر ملے یا ووٹوں کی صندوقچی توڑ کر ملے، جس طرح سے بھی ملے سیاست کی منزل اقتدار ہوتا ہے۔ دین کی منزل اقتدار نہیں اصلاح احوال ہے۔ جو بھی اقتدار میں ہے اسے سیدھا کر دیا جائے اور اسے غلط کام کرنے سے روک دیا جائے۔ اگر دینی طاقتیں، اگر دینی سیاسی جماعتیں اس کام میں متحد ہو جائیں تو اقتدار ان کی خود جھولی میں آ گرتا ہے۔ اس لئے کہ جو وہ کہہ رہے ہوتے ہیں یا جو چاہ رہے ہوتے ہیں ان کے متعلق علم بھی انہی کے پاس ہوتا ہے۔ اور پھر لوگ کہتے ہیں اقتدار میں اس کو ہونا چاہئے جو یہ سارا نظام جانتا ہے۔ بغیر طلب کے اور مانگے کے، بغیر محنت کے اقتدار اللہ کے بندوں کے قدموں میں آ جاتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے فرمایا۔

زمین اللہ کی ہے، زمین تو اللہ کی ہے جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔ تؤتی الملک من تشاء جسے چاہتا ہے حکومت دے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ وتعز من تشاء وتذل من تشاء جسے چاہتا ہے معزز کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے رسوا کر دیتا ہے۔ بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر سب بھلائی اسی کے دست قدرت میں ہے۔ ہر شے پر قادر ہے۔ اسلام نے ایک بات پر بڑا زور دیا ہے۔ اگر آپ اذان سنیں تو سب سے زیادہ جس جملے کو موذن دہراتا ہے وہ اللہ اکبر ہے۔ یعنی اللہ کی کبریائی میں کسی کو شبہ ہے۔ آپ عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو ہر رکن سے دوسرے رکن میں جانے کے لئے اللہ اکبر، نماز شروع کرنے کے لئے اللہ اکبر، رکوع کرنے کے لئے اللہ اکبر، واپس آنے کے لئے اللہ اکبر، سجدے کے لئے اللہ اکبر یہ اللہ اکبر اللہ اکبر جگہ جگہ کیوں ہے۔ اس لئے کہ بہت مشکل کام یہی ہے کہ اللہ کو بڑا مانا جائے۔ سب سے مشکل کام جو ہے، اگر کوئی ذاکر بھی ہے، اگر کوئی ولی اللہ بھی ہے، اگر کوئی صاحب کشف بھی

**یکے بعد دیگرے تین حکومتیں آئیں لیکن سود کی اپیل سننے کیلئے کسی نے بھی سپریم کورٹ میں شریعت بنچ تشکیل نہ دیا**

ہے تو بڑے کم خوش نصیب ہوں گے جو اپنی بڑائی کے جال سے نکل جائیں۔ بعض اوقات کثرت عبادت اپنی بڑائی میں مبتلا کر دیتی ہے۔ چور، ڈاکو، لٹیرا تو ہوتا ہی اپنی خدائی کا دعویدار ہے، بدکار کو تو اپنی ہی ذات پہ فخر ہوتا ہے۔ برائی کا سبب ہی یہ ہوتا ہے، میں سب سے تگڑا ہوں، میں جو چاہوں کروں۔ میں جس کا چاہوں مال لوٹ لوں، میں جس کی چاہوں عزت چھین لوں۔ یہ بندہ اپنے اندر ایک کبریائی کو پالیتا ہے جو اس سے ظلم کرواتی ہے لیکن حسرت ان لوگوں پر آتی ہے جنہیں عبادت بھی کبریائی کا سبق دے کہ تو بہت بڑا آدمی ہے۔ تو نے اتنی بڑی تنظیم بنائی، تو بڑا عظیم انسان ہے، تو نے اتنی تبلیغ کی، تیرے جیسا دنیا میں کوئی بھی نہیں ہے، تو نے اتنا عرصہ ذکر کیا، تجھے انوارات نظر آئے، تجھے مشاہدات نظر آتے ہیں، تیرے جیسا کون ہے۔ اور یہ کہ انا و لا غیری یہ وہ گناہ ہے جس کا ایک ذرہ تمام نیکیوں، تمام عبادتوں کو تلف کرنے کے لئے کافی ہے۔ مجھے الحمد للہ نصف صدی ہو گئی ہے اللہ اللہ کرتے اور یہ مجھ پر اللہ کا احسان ہے ایک زمانے میں جب میں ایک نہایت خودسر بے راہ رو اور فرعون صفت شخص تھا یہ مجھے اپنے راہ پر لے آیا اور یہ اس کا احسان ہے کہ اس نے مجھے ایسا شیخ عطا کیا جس نے مجھے فرعونیت کے خول سے نکال دیا۔ شاید میں نیک نہ ہو سکا، پارسا نہ بن سکا، عالم نہ بن سکا لیکن مجھے اپنے بارے کوئی غلط فہمی نہ رہی کہ میں بھی کچھ ہوں۔

بزرگان دین کے مشاہدات و مکاشفات کتابوں میں پڑھے۔ ہمارے زمانے کے لوگ، میرے ساتھ اللہ اللہ سیکھنے والے لوگ مشاہدات کی بات کرتے رہتے ہیں۔ میرے شاگرد جنہیں میں نے سکھایا سمجھایا، تربیت کی وہ بھی باتیں کرتے ہیں لیکن میں نے کبھی مشاہدات کی بات نہیں کی۔ اس لئے نہیں کی کہ یہ ان لوگوں کے لئے نہیں ہوتی جو اس فن کو نہیں

جانتے اور قاعدہ ہے، نبی علیہ صلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ لوگوں سے ان کے علم اور ان کی سمجھ اور استعداد کے مطابق باتیں کیا کرو۔ جو وہ سمجھ نہیں وہ بات کرو۔ آپ نے فرمایا کہ میری تکذیب نہ کرو۔ یا رسول ﷺ کون بدبخت ہوگا جو آپ کی تکذیب کرے گا فرمایا وہ بندہ جو میری طرف سے کسی کو کوئی ایسی بات بتاتا ہے جو اس کی سمجھ میں نہیں آتی وہ کہتا ہے کہ یہ تو جھوٹ ہے یہ اسکی زد میری ذات پہ نہیں آئے گی۔ اس کا مطلب ہے کہ میری تکذیب کرانے والا وہ بندہ ہے جس نے ایک ایسے بندے کو جو اس بات کو سمجھ ہی نہیں سکتا تھا وہ بات بتائی۔ یہ تو میں نے نمونۃً دو تین باتیں پیش کر دیں۔ لیکن اصلاح احوال کے لئے بعض اوقات بعض باتیں شاید کام دے جاتی ہیں۔ اب بات کرنے والا اس بات کا ذمہ دار ہوتا ہے کہ کل میدان حشر میں اللہ کے روبرو اسے پیش ہونا ہے اور وہاں اس پر جواب دینا ہے کہ یہ بات اس نے باوضو منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر مسجد میں باوضو لوگوں کو نماز کے لئے آنے والے لوگوں کو بتائی۔ اس سب احساس کے ساتھ میں صرف آپ کی اصلاح کے لئے ایک بات بتاتا ہوں۔ ایک بہت بڑے معروف پیر صاحب تھے حکمرانوں کی پشت پر بھی میں نے ان کو دیکھا، عام آدمی کو بھی ان کے پاس جاتے دیکھا، مجھے خود ان کے پاس جانے کا اتفاق نہیں ہوا کہ ضرورت نہیں تھی لیکن سنا ہے کہ وہ کچھ بچا کر نہیں رکھتے تھے۔ سارا اثاثہ ان کا ایک جوڑا کپڑوں کا تھا۔ رات دن اللہ اللہ میں بسر ہوتا۔ جاگیر جائیداد کچھ نہیں تھی۔ بے شمار مریدین تھے۔ ان کے بارے میں بڑی بڑی باتیں شائع ہوتی تھیں۔ ان کا وصال ہو گیا۔ میرے پاس ان کی ایک کتاب پہنچی ان کے ایک ارادت مند نے مجھے دی۔ ہم پر اللہ کا یہ احسان ہے کہ ہم مرنے والے سے برزخ میں بھی ڈسکس کر لیتے ہیں کہ یہ آپ نے کیا لکھا ہے۔ ایک مسئلے پر مجھے اشکال ہوا، ایک جملے پر مجھے اشکال ہوا تو میں نے سوچا کہ ان سے بات تو کی جائے کہ یہ آپ نے کیا لکھ دیا۔ یہ تو صحیح نہیں نظر آتا۔ کاتب کی غلطی ہے، مورخ کی غلطی ہے یا اگر آپ نے یہ کہا ہے تو کیوں کہا ہے، اس کی اساس کیا ہے۔ میں نے زندگی میں کسی کتاب میں ایسا عذاب نہیں پڑھا کسی فرد کو ایسا عذاب ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جیسا اس کی حالت کو ہو رہا تھا ان کی قبر میں۔

حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ قبر یا جنت کا باغ ہے یا دوزخ کا گڑھا ہے۔ قبروں میں آگ بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا، قبروں سے شعلے بھی بلند ہوتے ہوئے دیکھے۔ اور بعض قبروں سے شعلے نکلتے لوگوں نے کھلی آنکھوں سے بھی دیکھے، ایسے واقعات بھی ہوئے لیکن میں نے پہلی دفعہ دیکھا کہ ان کی قبر کی ایک طرف 6x3 فٹ کا ایک آتشی شیشہ لگا ہوا تھا۔ جہنم کی آگ اس شیشے پر پڑتی ہے اور منعکس ہو کر اس شخص پہ جاتی ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے آپ کسی تپتی دھوپ میں کسی کو کھڑا کر دیں اور اس پر آپ آتشی شیشہ لگا دیں۔ وہ سورج کی شعاعوں کو یکجا کر کے اس پر مرتکز کر دیں تو پھر اس کا کیا عالم ہوگا۔ کتاب تو بھول گئی۔ میں مبہوت ہو گیا پیچھے آ گئے یا اللہ ماجرا کیا ہے۔ اس شخص نے دولت نہیں جمع کی اس شخص نے جائیداد نہیں بنائی یہ شخص رات دن اللہ اللہ کرتا تھا۔ پتہ چلا کہ یہ کبریائی میں مبتلا تھا۔ یہ سمجھتا تھا کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے میں ہی کر رہا ہوں۔ جو میں چاہتا ہوں وہ ہوتا ہے۔ جو میں چاہتا نہیں وہ نہیں ہوتا۔ اسے بتایا جا رہا ہے کہ تمہاری کبریائی کی حیثیت کیا ہے میں نے محض عبرت کے لئے بات کر دی ورنہ یہ بات آج تک کی نہیں ہے۔ یہ چند مہینے پہلے کا واقعہ ہے اور اس کا تذکرہ بھی ابھی پہنچا ہے۔ لیکن شاید میری یہ بات کسی ایک فرد کی اصلاح کا سبب بن جائے شاید کسی ایک بندے کو سود خوری سے روک دے۔ شاید کسی مسلمان بھائی کو واپس بارگاہ رسالت میں لے آئے۔ ساری وزارت، ساری بڑائی سارے مشیدات وفا سے تعلق رکھتے ہیں اور سب سے بڑا گناہ اپنی ذات کی بڑائی میں مبتلا ہونا ہے۔ جس کے لئے اسلام قدم قدم پہ بتاتا ہے کہ اللہ بڑا ہے تم بڑے نہیں ہو۔ اللہ بڑا ہے۔

میں آپ سے پورے درد دل سے درخواست کرتا ہوں خدا کے لئے اپنے سامنے پر بینکوں سے سود لینا چھوڑ دو اور صرف یہی کافی نہیں ہے بلکہ اسے ایک موومنٹ بنائیں اسے ایک تحریک بنائیں اور جواب دیں حکمرانوں کو۔ ہم سود کھانے والے نہیں ہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

# سود اور عدالتی فیصلہ

جب انگریز کی یہاں حکومت تھی تو بعض انگریزوں کے خلاف بھی مقدمے بن جاتے تھے لیکن کسی انگریز پر ہندوستان میں مقدمہ نہیں چلایا جاتا تھا' انہیں ولایت بھیجا جاتا تھا' انگلستان بھیجا جاتا تھا کہ وہ آزاد لوگ ہیں' آزاد ملک کی آزاد عدالتیں ان کا مقدمہ سنیں گی۔ یہ غلاموں کا ملک ہے محکوموں کا ملک ہے محکوم عدالتیں ہیں یہ عدالتیں انگریز کا مقدمہ نہیں سن سکتیں۔ جو عدالتیں انگریز کا مقدمہ نہیں سن سکتی تھیں آج اسی نظام کے تحت قائم عدالتیں اسلام کا مقدمہ سن رہی ہیں' قرآن کے احکام کا مقدمہ سن رہی ہیں' رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کا مقدمہ سن رہی ہیں۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان ' منارہ 15-06-2001

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یعبادی الذین امنوا ان ارضی واسعة فایای فاعبدون ○ کل نفس ذائقة الموت ثم الینا ترجعون ○ والذین امنوا و عملوا الصلحت لنبوئنهم من الجنة غرفا تجری من تحتها الانهر خلدین فیها نعم احبرا العلمین ○ الذین صبروا وعلی ربهم یتوکلون ○ وکاین من دابة لا تحمل رزقها اللہ یرزقها و ایاکم وھو السمیع العلیم○ (العنکبوت 54 تا 60)

سورۃ العنکبوت کی یہ آیات مبارکہ ہیں اور اکیسویں پارے میں غالباً دوسرا رکوع ہے میں نے بہت کم لوگوں کو پڑھا ہے میرے پاس مطالعہ کی فرصت بہت کم ہوتی ہے یا آپ مجھے بے ذوق یا کم ذوق کہہ لیجئے لیکن جستہ جستہ مقامات سے میں نے علامہ اقبال مرحوم کو پڑھا۔ بتفصیل نہیں پڑھا۔ بے شمار لوگوں نے ان کے کلام کی شرحیں لکھیں میں ان میں سے کوئی شرح نہیں پڑھ سکا۔ تھوڑا بہت جو میں نے مطالعہ کیا اس کے بعد سے میں نے علامہ مرحوم کا نام نامی شعراء کی فہرست میں سے کاٹ دیا۔ میرے نزدیک وہ شاعر نہیں ہیں وہ مفسر اور محدث ہیں۔ احادیث رسول اللہ ﷺ کو کہیں اردو میں کہیں فارسی کے قالب میں ڈھال کر خوبصورت اور پر اثر شعر کے انداز میں مسلمانوں کے سامنے رکھا ہے' کہیں قرآن حکیم کی آیات کو ان کے معانی اور مفاہیم سمیت خوبصورت شعروں میں ڈھال دیا۔ اب یہاں دو باتیں جمع ہو گئیں۔ ایک وہ کلام ربی یا ارشاد رسول اللہ ﷺ اور دوسرا ان کا فن شاعری۔

شعر کہنے کا فن' اصطلاحات' الفاظ کا چناؤ' مصرعوں کی بندش' کتنی عجیب بات ہے کہ پوری دنیا نے خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے تھے یا لادین تھے' دنیائے کفر نے بھی ان کے شعری کمال کو سراہا۔ انہی شعروں کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں ہوئے اور ان پر بڑی بڑی کتابیں لکھی گئیں اور شعروں کی بندش اور ان کے الفاظ کے زیر و بم اور الفاظ کے چناؤ پر باتیں ہوئیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس قوم نے' مسلمانوں نے بھی ان کے صرف فن شاعری کی تعریف کی' ان شعروں میں کہا کیا گیا ہے اس سے انہوں نے بھی کوئی غرض نہیں رکھی۔ یعنی فن شعر کی تعریف کی گئی' الفاظ کے چناؤ کی تعریف کی گئی' ترکیبوں کی تعریف کی گئی' استعارات کی تعریف کی گئی' بندشوں کی تعریف کی گئی لیکن اللہ کا وہ دردمند انسان جو کہنا چاہتا تھا' ہم تک بات کونسی پہنچانا چاہتا تھا اس کو کسی نے درخور اعتنا نہ سمجھا۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھی۔ سات آیت مبارکہ ہیں سورۃ فاتحہ میں اور چھوٹی سی سورۃ ہے لیکن اتنی بڑی کتاب ہے جو صرف فاتحۃ الکتاب کی تفسیر ہے۔ ان کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ ان کی تحریر کی تعریف ہوئی' انداز نگارش کی تعریف ہوئی' الفاظ کے چناؤ کی تعریف ہوئی' ترکیبوں کی تعریف ہوئی اس کی پرواہ نہ کی گئی کہ اس میں مفہوم کیا ہے۔ عہد حاضر میں صاحب طرز ادیب اور اپنی طرز کے لکھنے والے مفسر اور محدث مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے مفکر اسلام تھے جنہوں نے جدید زمانے کی نئی نسل کو متاثر کیا' پوری دنیا کو متاثر کیا لیکن یہاں ابھی تک ان پر بے دینی اور کفر کے فتوے صادر ہو رہے ہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com



اختلاف رائے ہو سکتا ہے' ہر عالم کے ساتھ ہو سکتا ہے' میں خود ان کی ساری آراء سے متفق نہیں ہوں۔ بلکہ تفسیر میں بعض مقامات پر میں نے ان سے اختلاف کیا ہے' اختلافی نوٹ لکھے ہیں کہ ان کی اس دلیل میں یہ سقم ہے' یہ صحیح نہیں ہے' اصل بات یہ ہے۔ اختلاف رائے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی شخص کی تمام خوبیوں پر پانی پھیر دیا جائے۔ اب اگر ایسے لوگوں کے بیانات' ایسے لوگوں کی تحریریں' ایسے لوگوں کی تقریریں اور ایسے لوگوں کے شعر اور ادب اس قوم کو متاثر نہیں کر سکے تو ہمارے شعر' ہماری تحریریں' ہمارا ادب اور ہماری تقریریں کیا متاثر کریں گی۔ سو میں نے تقریریں کرنا چھوڑ دیا ہے۔

اگر کہیں بات ہوتی ہے تو میں قرآن حکیم پر اکتفا کرتا ہوں یا احادیث مقدسہ کی روشنی میں اس کی تھوڑی سی تفصیل بیان کر دیتا ہوں۔ اس لئے کہ جو قوم اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کی پرواہ نہیں کرتی' اس کے سامنے ہماری تقریروں اور ہماری باتوں کی حیثیت کیا ہے۔ ایک لفظ ہے عدالت جو عدل سے بنا ہے۔ عدالت میں عدل کرنے والا مفتی و قاضی ہوتا ہے جسے انگریزی میں جج کہتے ہیں۔ عدل کیا ہے؟ یاد رکھیں کہ جس طرح روشنی اور اندھیرا دو متضاد چیزیں ہیں اسی طرح عدل اور ظلم دو متضاد طاقتیں ہیں۔ بیک وقت دو طرح کے عدل نہیں ہو سکتے۔ ایک بات عدل ہوگی اور اسی پر دوسری رائے ظلم ہوگا۔ ظلم کسے کہتے ہیں عربی لغت میں ظلم کا مفہوم ہے وضع الشئی فی غیر محلہ۔ کسی چیز کو اس کی اصل جگہ پر نہ رکھنا۔ کسی انسان کے حق کو اس سے چھین کر کسی اور کو دے دینا۔ کسی انسان کے مقام کو اس سے چھین کر کسی اور کو دے دینا۔ کسی مکان کو گرا کر کھنڈر بنا دینا یعنی وضع الشئی۔ کسی چیز کا رکھنا فی غیر محلہ۔ ایسی جگہ جو اس کے لئے اس کی جگہ نہیں ہے اب دیانت داری سے کہئے کہ جسے ہم عدالت کہتے ہیں کیا وہاں عدل ہونا چاہئے یا ظلم۔ بڑے مزے کی بات یہ ہے کہ

> جو قوم اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کی پرواہ نہیں کرتی' اس کے سامنے ہماری تقریروں اور ہماری باتوں کی حیثیت کیا ہے۔

جسے ہم عدالت بحیثیت پاکستانی کہتے ہیں اس کا نظام عدالت ہی وہ ہے جو قرآن اور سنت میں نہیں ہے۔ اس کا نظام عدالت ہی وہ ہے جو انگریز نے ہندوستان فتح کرنے کے بعد ایک غلام قوم کے لئے بنایا تھا جب انگریز کی یہاں حکومت تھی تو بعض انگریزوں کے خلاف بھی مقدمے بن جاتے تھے' کسی انگریز پر ہندوستان میں مقدمہ نہیں چلایا جاتا تھا' انہیں ولایت بھیجا جاتا تھا' انگلستان بھیجا جاتا تھا کہ وہ آزاد لوگ ہیں' آزاد ملک کی آزاد عدالتیں ان کا مقدمہ سنیں گی۔ یہ غلاموں کا ملک ہے' محکوموں کا ملک ہے' محکوم عدالتیں ہیں یہ عدالتیں انگریز کا مقدمہ نہیں سن سکتیں۔ جو عدالتیں انگریز کا مقدمہ نہیں سن سکتی تھیں آج اسی نظام کے تحت قائم عدالتیں اسلام کا مقدمہ سن رہی ہیں' قرآن کے احکام کا مقدمہ سن رہی ہیں' رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کا مقدمہ سن رہی ہیں۔

ایک دفعہ لاہور الحمرا ہال میں ایک محفل تھی' میرے علاوہ اس میں اور بہت سے مقررین حضرات بھی تھے' مہمان خصوصی پاکستان کے ریٹائرڈ چیف جسٹس نسیم حسن شاہ صاحب تھے' جو گزارشات ہم سے ہو سکیں اپنی اپنی فہم و شعور کے مطابق ہم سب نے کیں اب آخری خطبہ جو تھا وہ مہمان خصوصی کا تھا اور شاہ صاحب کے الفاظ مجھے ابھی تک یاد ہیں' اللہ مجھے معاف کرے ہو سکتا ہے کوئی اس میں حرف یا لفظ بدل جائے لیکن مفہوم یہی تھا کہ سود حرام ہے اور یہ اللہ کا حکم ہے' قرآن میں اس کی حرمت واضح ہے اور اگر ہم یہ بات نہ مانیں تو ہم کافر ہو جائیں گے مسلمان نہ رہیں گے لیکن اسے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ چیف جسٹس آف پاکستان کی رائے تھی اور وہ "یعنی" کا لفظ بڑا استعمال کرتے ہیں۔ اگر آپ نے ان کی تقریر سنی ہو تو ہر جملے میں محل بے محل' موقع بے موقع یعنی کو چھیڑتے رہتے ہیں یعنی یہ اللہ کا حکم ہے یعنی نہ ماننے والا کافر ہے اگر نہ مانیں یعنی ہم کافر ہو جائیں لیکن یعنی اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔

حکومت کی وزارت مذہبی امور نے محنت کی اور میں داد دیتا ہوں وزارت مذہبی امور کو اور وزیر مذہبی امور کو' اللہ ان کی کاوش قبول

فرمائے۔ ڈاکٹر محمود غازی صاحب نے بہت محنت کی جو خدمت ہم سے ہو سکی ہم نے بھی کی اور ایک نظام قابل عمل بلا سودی قابل عمل نظام بنا کر تیار ہو گیا۔ اب اس پر سود خوروں نے ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے کہنے پر سپریم کورٹ میں دعویٰ کر دیا کہ جی یہ نہیں ہونا چاہئے اور سپریم کورٹ نے بڑا خوبصورت جواب دیا کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ قرآن میں موجود ہے اور یہ نبی علیہ السلام سے اور اللہ سے جنگ ہے ہم اس حکم کو کیسے روکیں ہم اسے نہیں روک سکتے۔ اب اس کے بعد دوسرا دعویٰ ہو گیا کہ جی روک نہیں سکتے تو مہلت دے دیجئے اور بغیر کسی تاخیر کے وہی سپریم کورٹ جس کے پاس سزائے موت کے قیدیوں کے کیس سالوں سے پڑے ہوئے ہیں اور لوگ موت کی کوٹھڑی میں اپنے فیصلے کا انتظار کر رہے ہیں' اسی سپریم کورٹ نے چوبیس گھنٹوں میں یہ فیصلہ دے دیا کہ سودی نظام کو مزید ایک سال کے لئے جاری رہنے دیا جائے۔ اسلام کی سوا چودہ سو سالہ تاریخ میں کوئی ایک حکم ثابت کیجئے جو نازل ہوا ہو اور جس کے لئے یہ کہا گیا ہو کہ یہ جی فوراً تو مشکل ہے اس کے لئے سال بھر کی مہلت دے دیجئے۔

اسلام 23 برسوں میں نازل ہوا جتنا نازل ہو چکا ہوتا تھا جو کلمہ پڑھتا تھا وہ سارا اس پر لاگو ہو جاتا تھا اور تکمیل کے بعد جو اسلام میں قدم رکھتا ہے اول و آخر سارا اسلام اس پہ نافذ ہو جاتا ہے۔ اس کے پاس مہلت نہیں ہوتی۔ لیکن کیا کیا جائے کہ ہم غیر ملکی سود خور اجارہ داروں کے غلام ہیں وہ ادارے ان کے نمائندے ہیں جو ہم پر یہاں مسلط ہیں۔ وہ بات کو کسی کل سیدھا نہیں ہونے دیتے یہ ہمارا کردار ایسا ہے کہ اللہ یہ نعمتیں ہم سے دور رکھتا ہے۔ اور عدالت پر یا حکومت پر تنقید تو بڑی آسان بات ہے ایک بات ہم اپنی بھی کریں' میں نے لاہور میں بھی کہی تھی' یہاں بھی کہی تھی اور آج پھر دہرا رہا ہوں کہ سود لینا قانوناً ضروری نہیں ہے۔ ہمارے بنکوں میں کرنٹ اکاؤنٹ ایک ایسا حساب ہے جس پر بنک سود نہیں دیتا بلکہ سروس چارجز لیتا ہے اور اخراجات وصول کرتا ہے کہ ہم نے آپ کی رقم سنبھالی اور اس کی چوکیداری کر رہے ہیں لہٰذا آپ اپنے اتنے پیسے ہمیں دیجئے۔ کیا تو ہمیں بھی نہیں ہے ہم بھی سارے سود ہی کھا رہے ہیں یعنی حکومت بند کرے تو ہم بند کریں۔ ہم حج بھی کر رہے ہیں' زکوٰۃ بھی دے رہے ہیں' عمرے بھی کر رہے ہیں' گیارہویں کی محافل بھی سجا رہے ہیں اور کربلا کی مجالس بھی سجا رہے ہیں اور روزانہ شیئے بھی پڑھ رہے ہیں' باقی سارے کام ہو رہے ہیں لیکن سود کھانے سے باز نہیں آتے او یار خدا کے لئے عدالت بھی اللہ کو جواب دے گی' جج بھی زیر زمین دفن ہوں گے اور بارگاہ الٰہی میں پہنچیں گے' حکمران بھی خاک ہی میں دفن ہوں گے وہ بھی اگر کسی کی قسمت ہوئی تو ورنہ اکثر حکمرانوں کو تو ہم نے یہاں دیکھا ہے کہ انہیں قبریں بھی نصیب نہیں ہوتیں۔ ان کا معاملہ اس پر چھوڑیے یار' خدا کے لئے اپنے آپ کو' اپنے مال کو' اپنے نصاب کو' اپنی رقم کو تو ایسے کھاتے میں رکھئے جہاں سود نہ ہو تو پتہ تو چلے ملک میں کتنے لوگ ہیں جو سود نہیں لینا چاہتے۔

یہاں ہر بندہ بیٹے کو اوالاد کو خود گھر بار مکان زمین بیچ کر امریکہ جانا چاہتا ہے برطانیہ جانا چاہتا ہے یورپ جانا چاہتا ہے کیوں پیسے کماؤں گا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں اللہ جل شانہ نے ایک اصول بیان فرمایا ہے۔ یعبادی الذین امنوا۔ اے میرے وہ لوگو! جو مجھ پر ایمان لائے ہیں۔ ان ارضی واسعة۔ میری زمین بہت کھلی ہے۔ فایای فاعبدون۔ اس جگہ رہو جہاں تم صرف میری عبادت کرو اور کوئی شرک کا شائبہ اس میں نہ ہو۔ جہاں حرام کھانا نہ پڑے' جہاں بدکاری سے بچا جا سکے' جہاں نیک لوگوں کی صحبت نصیب ہو' جہاں اچھی باتیں نصیب ہوں' جہاں تم میری عبادت سکون سے کر سکو۔ کوئی گھر نہیں ہے تمہارا' کوئی ملک نہیں ہے تمہارا' تمہاری قوم مومن ہے اور ساری زمین تمہارا گھر ہے۔

طارق بن زیاد تھوڑے سے مجاہدین کے ساتھ ساحل اندلس پہ جبل الطارق کی جگہ اترے۔ اب اندلس ایک وسیع ملک تھا چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی تھیں اور بڑی بادشاہت بھی تھی لیکن یہاں مٹھی بھر جاں نثار تھے ان کے ساتھ تو انہوں نے ایک عجیب حکم دیا۔ انہوں نے فرمایا جن جہازوں پہ ہم آئے ہیں ان جہازوں کو جلا دیا جائے سارے جہازوں کو آگ لگا دی جائے۔ جہازوں کو آگ لگا دی گئی فارسی میں اسے منظوم کیا گیا ہے۔

طارق چوں برکنارہ اندلس سفینہ سوخت
گفتند کار تو بہ نگاہ خرد خطا است
دور ایم از سواد وطن باز چوں رسیم
ترک سبب بہ روئے شریعت کجا روا است
خندید دست خویش بشمشیر برد گفت
ہر ملک ملک ما است کہ ملک خدائے ما است

جب جہازوں کے شعلے بھڑکے تو کسی نے عرض کی کہ حضرت یہ تو آپ نے غلط کام کیا ہے۔ہم ملک سے دور ہیں' واپسی کا راستہ آپ نے ختم کر دیا اور شرعی طور پر ترک سبب تو جائز نہیں ہے یہ تو ہمارا سبب تھا واپس جانے کا۔ وہ ہنسے اور اپنی تلوار کے قبضے پہ ہاتھ رکھ کر کہنے لگے ہم تو مسافر نہیں ہیں' اللہ نے قوت بازو دی ہے اور یہ ساری زمین اللہ کی ہے

ہر ملک ملک ما است کہ ملک خدائے ما است

ہر ملک میرا ملک ہے کہ میرے رب کا ملک ہے۔اللہ ہمیں یہیں گھر بھی دے گا' یہاں مساجد بھی بنیں گی اور یہیں اللہ کا دین بھی نافذ ہوگا۔اور پھر صدیوں وہاں اسلام نافذ بھی رہا۔

فرماتا ہے تم کافروں کے ملک میں پھنس گئے ہو تم وہاں سے نکلو اس زمین پر رہو جہاں میری اطاعت کر سکو اس لئے کہ ہر جان کو موت نے آنا ہے۔

کل نفس ذائقة الموت ثم الینا ترجعون ۔موت کیا ہے پلٹ کر مجھے میرے حضور پیش ہونا ہے۔

والذین امنوا و عملوا الصلحت ۔قرآن میں جتنی دفعہ آپ "امنوا" پڑھیں گے اس کے ساتھ عملوا الصلحت کی قید ہوگی ۔مومن جس نے اپنے کردار کی اصلاح کر لی اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ کر لی۔لنبوئنهم من الجنة غرفا۔ یار زمین مکان کو کیا کرتے ہو میں نے تو تمہارے لئے جنتوں میں محل سجا رکھے ہیں' باغات بنا رکھے ہیں' نہریں چلا رکھی ہیں اور جو کچھ میں نے وہاں نعمتیں تمہارے لئے رکھی ہیں

> سپریم کورٹ نے چوبیس گھنٹوں میں یہ فیصلہ دے دیا کہ سودی نظام کو مزید ایک سال کے لئے جاری رہنے دیا جائے۔

جو تمہیں عطا کروں گا وہ تمہاری سمجھ سے باہر ہے اور بہت بلند ہے۔لیکن یہ ان لوگوں کے لئے ہے۔

الذین صبروا وعلیٰ ربهم یتوکلون ۔جو میری اطاعت پہ جم گئے اور جنہوں نے مجھ پر بھروسہ کیا۔لیکن ہمارا طرز عمل یہ ہے کہ امریکہ ناراض نہ ہو جائے' ورلڈ بنک نہ روٹھ جائے' آئی ایم ایف نہ روٹھ جائے' مغرب نہ روٹھ جائے' اللہ روٹھتا ہے تو روٹھتا رہے۔پھر ایک عجیب فلاسفی زندگی کی بیان فرمائی فرمایا تمہیں بھوک سے ڈر لگتا ہے' تمہیں مالی مشکلات سے ڈر لگتا ہے' اپنے ارد گرد دیکھو۔

وکاین من دابة لا تحمل رزقها ۔کتنی مخلوق ہے جو روزی اٹھا کر نہیں پھرتی۔یہ پرندے انہوں نے کونسی بوریاں بھر کر ذخیرہ کر رکھا ہے' یہ درندوں نے گوشت فریجوں میں ذخیرہ کر رکھا ہے۔گھاس چرنے والے جانوروں نے کونسے گھاس کے پہاڑ بنا رکھے ہیں کتنی مخلوق ہے جو روزانہ تازہ روزی حاصل کرتی ہے اور کوئی بھوک سے نہیں مرتا' سب کو روزی ملتی ہے۔کتنے بے شمار جاندار ہیں جو روزی اٹھائے اٹھائے نہیں پھرتے۔الله یرزقها ۔اللہ انہیں روز کے روز روزی دیتا ہے۔ وایاکم ۔دیتا تمہیں بھی وہی ہے تم مانتے نہیں ہو۔یہ سمجھتے ہو کہ میں نے یہ جھوٹ بول کر روزی حاصل کر لی' میں نے ڈاکے سے حاصل کر لی' میں نے اپنی عقل سے حاصل کر لی۔بات ایسی نہیں ہے جو ان جانداروں کو پالتا ہے پالتا تمہیں بھی وہی ہے۔

وهو السميع العليم ۔وہ بہت بڑا سننے والا اگر تمہیں پکارنے کی توفیق ہو۔اور وہ بڑا جاننے والا ہے اگر تم اس پر اعتبار کر سکو۔ تمہارے حال سے واقف ہے تمہاری ضرورتوں سے واقف ہے تمہاری باتیں سنتا ہے فریاد سنتا ہے دعا سنتا ہے۔

حضرات گرامی! دکھ اس بات کا ہے ہندوستان کا ایک وزیراعظم تھا مجھے اس کا نام یاد نہیں آ رہا چندر شیکھر یا اس طرح کا کوئی۔تو اس پر ایک دن کسی نے سوال کیا کہ کیا آپ واقعی ہندو ہیں یا سیاسی طور پر ہندوؤں کے ووٹ لینے کے لئے ہندو بنے ہوئے ہیں۔تو اس نے کہا کہ نہیں میں واقعی ہندو ہوں میرا رواں رواں ہندو ہے

دوسرا سوال ہوا کہ آپ نے ہندو مذہب میں کیا دیکھا۔ آپ کیوں ہندو ہیں تو وہ کہنے لگا کہ ہر مذہب میں ایک حد آ جاتی ہے' دنیا کے کسی بھی مذہب میں ایک حد آ جاتی ہے اگر آدمی اس سے نکل جائے تو مذہب سے نکل جاتا ہے اور ہندو ایسا مذہب ہے جو جی چاہو کرو اس میں کوئی حد ہے ہی نہیں میں اس لئے ہندو ہوں۔

کتنے دکھ کی بات ہے کہ آج کا مسلمان اس ہندو کی طرح ہے جس کے لئے کوئی حد نہیں ہے' جو جی چاہے سود کھائے کھاتا رہے' برائی کرے کرتا رہے' قتل و غارت کرے کرتا رہے' مساجد میں گولی چلائے چلاتا رہے' گلی میں لوگوں کو مار دے مارتا رہے۔ ہمارے ایک ساتھی کو پرسوں کسی نے گولی مار کر شہید کر دیا حالانکہ الاخوان پرامن جماعت ہے اور آج تک ہم نے قانون کی خلاف ورزی نہیں کی۔ آج بھی احباب کو تلقین کی ہے کہ جن عدالتوں میں ظلم ہوتا ہے چونکہ ہمارے ملک میں وہی عدالتیں ہیں پھر بھی عدالتوں کا راستہ اپناؤ۔ کسی نے قتل کر دیا ہے تو برداشت کرو۔ بدلے میں اللہ کی مخلوق کو قتل نہ کرو کیونکہ قاتل آپ کو ملے گا نہیں اور دوسروں کو قتل کرنا شرعاً جائز نہیں ہے کہ آپ گلی محلے میں جاتے ہوئے کسی کو قتل کر دیں۔

بہرحال حساب ہمیں بھی وہیں دینا ہے۔ مجھے بھی آپ کو بھی' میرا حساب آپ سے سخت ہوگا اس لئے کہ مجھے آپ کے ساتھ بھی جواب دہی کے لئے کھڑا ہونا پڑے گا اور چیف ایگزیکٹو صاحب کو چودہ کروڑ لوگوں کا حساب دینا پڑے گا۔ جج صاحبان سے بھی سوال ہوں گے اور پوچھا جائے گا کہ تم نے کیا فیصلے لکھے اور کیا فیصلے کئے۔ الحمدللہ یہ بھی ایک اچھی بات ہے کہ امتناع سود آرڈیننس کو کم از کم عدالت ختم تو نہیں کر سکی موخر کر دیا ہے تو سال بھی گزر جائے گا پھر موقع آ جائے گا لیکن یہ سال اس بات کا امتحان ضرور ہوگا کہ ہمارے ملک میں اللہ کی رضا کے لئے اور نبی ﷺ کی اتباع کے لئے کتنے لوگ اپنے طور پر سود لینا چھوڑتے ہیں۔ ان کا مقام اور ہوگا اور جو اپنی پسند سے چھوڑ دیں گے ان کا مقام اور ہوگا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین میں بھی فتح مکہ سے پہلے کے لوگوں کا ایمان اور درجہ قرب الٰہی اور مقام اور ہے اور فتح مکہ کے بعد والوں کا اور ہے۔ اللہ کریم دینی جماعتوں کو بھی توفیق دے کہ وہ کم از کم اس امتناع ربا آرڈیننس پر اس سود کو رد کرنے والے حکم اور قانون پر تو متفق ہو جائیں۔ یوں تو اللہ سب کا ایک ہے نبی ﷺ سب کا ایک ہے قرآن سب کا ایک ہے اور دینی جماعتوں کے سربراہ قرآن بھی سمجھتے ہیں حدیث بھی سمجھتے ہیں اسلام بھی سمجھتے ہیں' سمجھ نہیں آتی پھر اختلاف کس بات کا ہے اور علماء میں سے کوئی بھی سود کے حق میں نہیں ہے تو پھر دعا کرو اللہ دینی جماعتوں کو اور علماء حق کو اور دیندار مسلمانوں کو اس کیخلاف ڈٹ جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب بھی الحمدللہ اس کے پیچھے اتنی قوت ہے کہ عدالت اسے ختم نہیں کر سکی۔ یہ بھی اللہ کے کچھ بندے جو اس کے پیچھے ہیں' وہ طاقت جو اس کے پیچھے ہے' جو اللہ کی رحمت اس کے پیچھے ہے اس کی وجہ سے عدالت نے موخر کر دیا شاید موجودہ حکومت نے جان چھڑائی ہے کہ ان کا عرصہ اقتدار اتنا ہی ہے اگر سپریم کورٹ کے حکم پر انہوں نے عمل کیا تو پھر آئندہ جون میں تو الیکشن کی تیاریاں زوروں پر ہوں گی اور ووٹوں کی لسٹیں اور یہ وہ ہو رہا ہوگا تو شاید تب یہ کہیں اب آنے والی حکومت کرے۔

اگر دین کے فیصلے آنے والی حکومت کو کرنا ہیں تو پھر ایٹمی پلانٹ کے اٹامک پاور کے اور کشمیر کے فیصلے بھی سول حکومت ہی پر چھوڑ دیئے جائیں' پھر یہ آنے والی حکومتوں پر چھوڑ دیئے جائیں ٹیکسوں کے نئے نظام اور روزمرہ کی مہنگائی اور ہر چیز پر نیا ٹیکس۔ ایک امتناع سود آرڈیننس سے اس قدر فرق پڑتا کہ غریب آدمی کے لئے روزی کے دروازے کھل جاتے اور نئے نئے ٹیکس نہ لگانے پڑتے اگر حکومت عشر اور زکوٰۃ کا نظام اپناتی' سمجھ نہیں آتی مسلمانوں کو اسلام سے چڑ کیوں ہے۔

اللہ سب کو ہدایت دے اور اپنے ان بندوں کو استقامت دے جو نفاذ اسلام کے لئے میدان عمل میں ہیں۔ انشاء اللہ۔ مخالف قوتیں بھی حربے آزماتی رہیں اللہ کے بندوں کی کاوش بھی جاری رہے گی۔ یہ ملک قائم رہے گا اور اس پر دین بھی نافذ ہوگا انشاء اللہ العزیز۔ اللہ کریم ہمیں وہ نیک سعادتیں دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

# الاخوان کی تنظیم نو اور ایک اہم سوال

سوال یہ ہے کہ کیا یہ قومی یا صوبائی اسمبلی ایک ایسا پلیٹ فارم نہیں ہے کہ جس پر حکومت کے ساتھ بھی بات کی جا سکتی ہے ملک کے ساتھ قوم کے ساتھ بھی بات ہو سکتی ہے اور شاید بین الاقوامی پلیٹ فارم پر بھی بات کی جا سکتی ہے۔ دنیا بھی اس بات کو سن سکتی ہے۔ تو قابل غور اور قابل فکر بات یہ ہے کہ ایوان میں ہم بھی اپنے نمائندے بھیجنے کی کوشش کریں۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دار العرفان، منارہ 24-06-2001

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلاسل تصوف میں سے ہماری بنیاد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ پر ہے۔ صوفی عامۃ المسلمین میں سے عبادات الٰہیہ میں بھی اور ذکر اذکار میں بھی بہت ہی زیادہ کام کرتا ہے۔ عام مسلمان اگر پانچ نمازیں ادا کرتا ہے تو صوفی آٹھ نہ کرے تو چھ ضرور کرتا ہے۔ اگر اشراق اور چاشت نہ بھی پڑھ سکے تو تہجد کو نہیں چھوڑتا۔ اسی طرح عام آدمی نماز کی ادائیگی کے بعد فارغ ہو جاتا ہے جبکہ صوفی کا کوئی لمحہ ذکر سے فارغ نہیں ہوتا۔ لیکن کیا پابندی کے ساتھ عبادات، ذکر مسلسل، مشاہدات و مراقبات یہی زندگی کا حاصل ہے؟ یہی اسلام ہے؟ یہی سارا دین ہے؟ اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ دین کی اساس ہے عملی زندگی۔ عبادات اور اذکار کا حاصل ہے قرب الٰہی اور تائید باری۔ جس کی ضرورت عملی زندگی میں پڑتی ہے روزمرہ کے کردار پر جس کا عکس پڑتا ہے۔ اللہ کی مدد و نصرت شامل حاصل ہو جائے تو عملی زندگی میں حق پہ قائم رہنا آسان ہو جاتا ہے ورنہ شیطان انسان کا اپنا نفس اور پھر وہ شیطان جو انسانوں میں سے ہے یہ تین قوتیں انسان کے خلاف ہو جاتی ہیں، ابلیس طاقت اور شیاطین الجن و الانس۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کا مفہوم عالی ہے کہ وہ شیطان جو انسانوں میں سے ہوتا ہے وہ جنوں والے شیطان زیادہ زبردست ہے کیوں کہ شیطان جن جو ہے ابلیس جو ہے، وہ دل میں وسوسہ پیدا کر سکتا ہے جبکہ انسانی شیطان آپ کے سامنے عملاً برائی کرتا ہے اور آپ کو اس کی دعوت بھی دیتا ہے اور پکڑ کر لے بھی جاتا ہے۔

موجودہ معاشرے میں جہاں صورت حال جانوروں سے بھی ابتر ہو چکی ہے اور بنی آدم کے مقاصد میں دو ہی مقصد رہ گئے ہیں ایک جنس اور ایک شکم پروری، پیٹ بھرتا رہے اور جنسی اختلاط کا موقع ملتا رہے۔ جانوروں میں کم از کم جنس بھی ضرورت کی حد تک ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد وہ بچوں کی نگہداشت اور پرورش میں لگ جاتے ہیں، ان کے لئے محنت کرتے ہیں۔ اور انسان ان چیزوں سے بے نیاز ہو کر کلی طور پر اس میں غرق ہو جاتا ہے اس لئے کتاب اللہ میں فرمایا۔ اولٰئک کالانعام بل ہم اضل۔ یہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں۔ اس مصیبت یا اس ظلمت یا اس شیطنت کا مقابلہ کرنے کے لئے ذکر و اذکار کی ڈھال اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ سے محبت اور تعلق اور رشتہ، حفاظت الٰہیہ ان چیزوں کی ضرورت ہے بلکہ ان کے بغیر زندگی کا اب کوئی تصور باقی نہیں رہا۔ اب جو دور آ گیا ہے وہ ایسا ہے کہ اس میں عملی زندگی پر، دین پر عمل، صوفی بھی پوری طرح نہیں کرتا۔ جو لوگ تہجد گزار ہیں، جو لوگ تبلیغ میں رات دن صرف کرتے ہیں، جو لوگ ذکر اذکار میں سارا دن صرف کرتے ہیں ان میں کتنے لوگ ہیں جو عملی زندگی میں ثابت قدم ہیں یا سچ بولتے ہیں یا دیانت داری سے کاروبار کرتے ہیں۔ عبادات الٰہیہ ایک دوا کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ جو تصور ہے نا کہ عبادت پہ آخرت میں اجر ملے گا یہ تصور صحیح نہیں ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد عالی کا اور قرآن کی آیات مبارکہ کا یہ مقصد نہیں ہے بلکہ اس کا تعین کتاب اللہ نے کر دیا کہ ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر۔ عبادات انسان کو برائی سے روکتی ہے اور برائی سے رکنے پہ آخرت میں

اجر ملے گا۔ جہاں کہیں یہ ارشاد فرمایا گیا کہ عبادت پر اتنا اجر ملے گا تو اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ عبادت' یہ تسبیح' تلاوت کا یہ انداز یہ مسلسل تلاوت قرآن' عملی زندگی میں توفیق عمل دے دے گا جس پر آخرت میں اجر ملے گا اور اجر عظیم ملے گا۔ لیکن اگر عبادت برائی سے نہیں روکتی بے حیائی سے نہیں روکتی تو کیا بے حیائی اور برائی پر کے اجر ملے گا؟ ایک آدمی دوا کھا رہا ہے اور وہ صحت مند نہیں ہو رہا تو یا تو اس دوا کے نسخے میں کہیں کوئی گڑبڑ ہے وہ صحیح نہیں یا پھر بد پرہیزی کر رہا ہے چونکہ دوا کے ساتھ پرہیز بھی ہوتی ہے۔ یہ تو ہماری عبادت کا انداز ہی سنت کے مطابق نہیں ہے ہم رسومات کے قیدی ہو گئے ہیں اور سنت خیر الانام ﷺ کی جگہ ہم نے رواجات کو اپنا لیا ہے تو وہ تو عبادت ہی نہ رہی' جرم ہو گیا یا پھر ہم عبادت کو الگ اور عملی زندگی کو الگ سمجھتے ہیں اور بھاگ دوڑ کر مسجد میں گئے' سجدے کئے پھر آ کر جھوٹ بولنا شروع کر دیا' کم تولنا شروع کر دیا' دھوکا بازی شروع کر دی تو ذکر اذکار بھی سلاسل تصوف بھی اسی لئے ہیں کہ ہم جو عبادت اللہ کی کرتے ہیں اس میں جان پیدا ہو' وہ واقعی عبادت ہو' اس میں ہمارے دل کا خلوص شامل ہو' خشوع و خضوع حاصل ہو اور اس کا اثر ہماری عملی زندگی پہ پڑے۔ ہمارا کردار درست ہو اور کردار کی درستی ہی نوع انسان کی اصلاح احوال کا سبب بنے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے معلوم دنیا کے تین چوتھائی رقبہ پر اسلامی ریاست قائم کر دی تھی۔ عملاً اسلام کو نافذ کر دیا تھا لیکن اس کے لئے نہ کوئی جلسہ ہوا نہ کوئی جلوس نکالا نہ کوئی ایجیٹیشن ہوا۔ آپ پوری تاریخ پڑھ لیجئے جہاد میں بھی جو علاقہ جو شہر فتح ہو جاتا تھا اگلے جہاد میں وہی لوگ ان کے ہم رکاب ہوتے تھے ان کی عملی زندگی اور ان کے اس حسن سلوک کو دیکھ کر غیر مسلم بھی کہتے تھے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ساتھ دینا چاہئے۔ آج ہم جلسے اور وعظ زیادہ کرتے ہیں عملی زندگی میں ہم

**ہم رسومات کے قیدی ہو گئے ہیں اور سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ ہم نے رواجات کو اپنا لیا ہے**

بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ آج ریڈیو پہ بھی تبلیغ ہوتی ہے' ٹیلی ویژن پہ بھی ہوتی ہے' ہر اخبار میں روزانہ اچھی باتیں چھپتی ہیں' ایک حصہ قرآن کا یا حدیث کا یا کسی نہ کسی دینی موضوع کا ہوتا ہے' بے شمار دینی رسالے نکلتے ہیں' بے شمار مساجد میں خطبات جمعہ ہوتے ہیں' لاتعداد احباب سارا سال تبلیغ کا کام کرتے رہتے ہیں لیکن اس سب کے باوجود ہم اصلاح کے دعویداروں کی خود اپنی اصلاح نہیں ہوتی تو میری ذاتی رائے میں اس عہد میں ظلمت سے بچنے کی کوئی دوسری سبیل نہیں ہے۔

ذکر الٰہی پہ اگر دوام نصیب ہو لیکن آدمی اتنا بد نصیب ہو کہ اس کی عملی زندگی کی پھر بھی اصلاح نہ ہو سکے تو کم از کم اللہ کے ساتھ ایمان تو قائم رہ جاتا ہے۔ عقائد کی اصلاح تو ہو جاتی ہے لیکن اگر کوئی اس سے بھی محروم ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ اس عہد کی ظلمت سے ایمان سلامت لے جائے گا۔ اگر کوئی لے جائے تو اس پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے' احسان عظیم ہے رب عظیم کا اس عہد ظلمانی سے کوئی ایمان سلامت لے جائے۔

آپ ﷺ کی سنت سے ہٹ کر کوئی عمل کمال کا درجہ نہیں رکھتا۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ جی فلاں آدمی برف پہ بیٹھا ہے اور وہ دس سالوں سے نہیں اٹھا تو پوچھ لو یا نبی کریم ﷺ نے دس سال نماز روزہ نہیں کیا تھا' کھایا پیا نہیں تھا۔ اگر حضور ﷺ نے ایسا نہیں کیا تو جو ایسا کرتا ہے وہ ولی اللہ نہیں بلکہ باغی ہے سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ یعنی کمال صرف وہ ہے جس کا ثبوت علیکم بسنتی وبسنة خلفاء الراشدین المهدین. او کما قال رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا میری سنت کو اپناؤ یا میرے خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی وہ بھی میری سنت ہی کا عکس جمیل ہے اسے اختیار کرو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو نبی تھے لیکن صحابہ نبی تو نہیں تھے۔ صحابی تھے مگر صحابیت یا یہ صحابیت بھی تو ولایت الٰہی ہے۔ دنیا کے سارے اولیاء اللہ کی عظمت جمع کر دی جائے تو صحابی کی خاک پا کے برابر نہیں ہوتی اور پھر تمام صحابہ اولین و آخرین میں خیر البشر بعد از انبیاء۔

www.naqshbandiaowaisiah.com



علیہم السلام نبیوں کے بعد تمام بشریت میں، تمام انسانیت میں سب سے اعلیٰ بندہ اللہ کا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ان کی ولایت بھی یہ تھی کہ محبت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ پاس بیٹھنے والوں کو اس طرح سے خوشبو آتی تھی جیسے کہیں کباب تلے جا رہے ہوں اور وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سانس میں ہوتی تھی۔ سینہ اس طرح کباب تھا۔ اور باطل تو دور کی بات ہے مسلمان قبائل نے وصال نبوی ﷺ کے وقت مرکز کو زکوۃ دینے سے انکار کر دیا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جری انسان نے عرض کیا کہ یا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادھر مسیلمہ کذاب ہے ہم اس سے برسر پیکار ہیں ادھر افواج آپ نے ادھر بھیج دی ہیں۔ دنیائے کفر چاروں طرف سے اسلامی ریاست پہ نگاہ لگائے بیٹھی ہے اور یہ مسلمان تو ہیں صرف زکوۃ میں اونچ نیچ کر رہے ہیں تو کل مان جائیں گے یا اس کے بعد مان جائیں گے۔ فرمایا! دین اسلام اور شریعت محمدی ﷺ میں ایک نقطہ بڑھایا جائے یا ایک نقطہ کم کیا جائے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہو یہ دونوں باتیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ خود بنفس نفیس تلوار لے کر تیار ہو گئے کہ کوئی بھی نہ نکلے میں ان منکرین زکوۃ سے جہاد کروں گا۔ اور اگر مرکز کو یہ اونٹ کے ساتھ کوئی رسی دیتے تھے تو وہ رسی بھی وصول کروں گا۔ یہ ہے ولایت کا کمال جو ابوبکر صدیق نے کیا۔

## ولایت کا کمال گوشہ گیری نہیں

ولایت کا کمال عملی زندگی سے فرار نہیں ہے، عبادات کا حاصل عملی زندگی سے دوری نہیں ہے بلکہ عملی زندگی میں خود کو ثابت قدم رکھ کر دوسروں کی اصلاح احوال کے لئے جان قربان کر جانا یہ ولایت ہے۔ ذکر کو غذا سے زیادہ ضروری سمجھئے دوا سے زیادہ ضروری جانئے اور کسی بھی ایسے بندے کا جس کا تعلق سلسلہ اور سلسلہ کی نسبت سے ہو اس کا کوئی دن ذکر سے خالی جانے یہ تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ذکر کے دوام کی برکات کا اندازہ کشف سے نہ لگائیے، مراقبات سے نہ لگائیے اس کی برکات کو اپنی عملی زندگی کے آئینے میں دیکھئے۔ اگر عملی زندگی میں خوف الٰہی ہے، حرام سے بچنے کی توفیق ہے، جھوٹ سے بچنے کی توفیق ہے، خلوص ہے اور اس میں اضافہ ہو رہا ہے تو آپ کے سارے مراقبات و مقامات صحیح ہیں۔ اور اگر عملی زندگی کی اصلاح نہیں ہو رہی تو مراقبات و مشاہدات آپ کے تصورات ہیں ان کی حقیقت کوئی نہیں۔

**لاتعداد احباب سارا سال تبلیغ کا کام کرتے رہتے ہیں لیکن اس سب کے باوجود ہم اصلاح کے دعویداروں کی خود اپنی اصلاح نہیں ہوتی۔**

اس وقت دنیا میں چھپن اسلامی ریاستیں ہیں میری ذاتی رائے میں اور تاریخی اعتبار سے جہاں جہاں یہ ریاستیں ہیں یہ وہ علاقہ ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فتح کیا ہے۔ ان کے مقدس وجودوں کی برکات دیکھئے کہ جس زمین پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پہنچے اور انہوں نے اسلام نافذ کیا وہ ابھی تک مسلمانوں کے پاس ہیں اس پہ پھر کفر نہیں آیا۔ ہم جیسوں پہ ہوتا تو اتنے وسیع علاقے شاید مسلمانوں کے پاس نہ ہوتے اور یقیناً نہ ہوتے کہ جہاں آبادی مسلمان ہے ملک مسلمان ہے حکومت مسلمان ہے رعیت مسلمان ہے اور قانون کافر کا ہے، کتنی عجیب بات ہے کہ جو ان چھپن ریاستوں کے رہنے والے ہیں اور جو ان چھپن ریاستوں کے حکمران ہیں ان کی حیثیت تو یہ ہے کہ انہوں نے قوانین اور ضابطے کافروں کے اپنا رکھے ہیں۔ تو زمین کیوں کفر سے بچی ہوئی ہے، میری ذاتی رائے میں اور میرے مطالعے کے مطابق یہ ان مقدس وجودوں کی برکات ہیں جن کے مقدس قدوم نے اس زمین کو منور فرمایا اور جن کے خون سے یہ زمینیں سیراب ہوئیں۔ یہ وہ ٹکڑے ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فتح فرمائے۔ ان سب میں سرفہرست اس وقت فوجی اعتبار سے آبادی کے اعتبار سے اور سائنسی معلومات کے اعتبار سے، بہت سے پہلوؤں سے جو فوقیت وطن عزیز کو، پاکستان کو حاصل ہے، اس وقت یہ اسلامی دنیا کا لیڈر یا قائد ہے۔

الحمد للہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ نے ایک صورت تنظیم الاخوان کی صورت میں اس شعبے کی طرف بھی کی جس کی عمر ہے الحمد للہ کہ اس نے کام اپنی عمر کے اعتبار سے ملکی سیاسی

www.naqshbandiaowaisiah.com



جماعتوں کی نسبت زیادہ کیا ہے۔ گزشتہ نصف صدی میں کوئی سیاسی یا دینی سیاسی جماعت کسی حکومت کو اس بات پر قائل بھی نہیں کر سکی تھی کہ نظام تبدیل کیا جانا چاہئے اور یہاں اسلامی نظام ہونا چاہئے الحمد للہ الاخوان کی کوشش سے کم از کم حکومت نے نہ صرف یہ بات تسلیم کی بلکہ اس کی تبدیلی کا مرحلہ بھی ہوا اور ترتیب معاشی نظام کو سودی کی بجائے معاش کا غیر سودی نظام شریعت کونسل سے کچھ مختلف ماہرین سے اور وزارت مذہبی امور سے مکمل ہو کر ایک ڈرافٹ تیار ہو گیا جسے اب صدر نے یا چیف ایگزیکٹو نے صرف نافذ کرنا تھا الحمد للہ اس میں اتنی قوت تھی کہ اسے یہ منسوخ نہیں کرا سکے۔ وہ اپنی جگہ قائم ہے نفاذ کی مدت انہوں نے ایک سال موخر کرالی۔ اس کا مطلب ہے اس میں اتنی طاقت ہے کہ اس پر یہ قلم نہیں پھیر سکے۔ اسے کاٹ نہیں سکے۔ عدالت کو یہ حق نہیں تھا کہ وہ مسلمانوں کو مزید ایک سال حرام کھانے پہ مجبور رکھے۔ حکومت کو یہ حق نہیں تھا کہ اسے ایک سال موخر کرے بلکہ انہوں نے صرف اس کے لئے ڈرافٹ مکمل کیا تو گزشتہ پانچ چھ سال کی خشک سالی اللہ نے ختم کر دی اور آسمان سے برکات کا اور بارشوں کا نزول شروع ہو گیا اگر نافذ کر دیتے تو یہ برکات کئی گنا بڑھ جاتیں زمین سونا اگلتی اور معاشی طور پر ملک کو کافروں کے چنگل سے یہ نظام چھڑا لیتا۔ یہ اللہ کے دین کا نظام تھا اسے تائید باری حاصل تھی اسے برکات نبوی ﷺ حاصل تھیں لیکن پتہ نہیں کس کی قسمت میں اس کا نفاذ ہو۔ انشاء اللہ اب اسے کوئی کاٹ نہیں سکتا یہ نافذ ہو گا۔ چونکہ اگر کاٹ سکتے تو اب تک انہوں نے کاٹ دیا ہوتا۔ اگر فوجی حکومت بھی اسے کالعدم قرار نہیں دے سکی' نفاذ کے لئے مہلت ہی لی ہے تو کوئی بھی حکومت اسے کالعدم قرار نہیں دے سکے گی انشاء اللہ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچیومنٹ ACHIEVEMENT دوسری دینی سیاسی جماعتوں کی پچیس سالہ محنت سے زیادہ ہے۔ بلکہ اب آپ دیکھیں ساری دینی سیاسی جماعتیں

> **اور اگر عملی زندگی کی اصلاح نہیں ہو رہی تو مراقبات و مشاہدات آپ کے تصورات ہیں' ان کی حقیقت کوئی نہیں۔**

جلوس نکال رہی ہیں جی نافذ کرو نافذ کرو جس وقت اس کے نفاذ کے لئے یہاں کیمپ ہو رہا تھا یہاں کوئی نہیں آیا تھا اس وقت جان دینے کی بات تھی اور اب نمبر لینے کی بات ہے۔ تو اتنی قوت اس میں ہے کہ انشاء اللہ اسے کالعدم کوئی نہیں قرار دے سکتا اور یہ ایک بات نہیں ہے کہ اس کا نفاذ ہے اس کے بعد تعلیمی نظام میں مثبت تبدیلی ہے' عدالتی نظام کو غیر شرعی احکام سے اور غیر شرعی اصولوں سے پاک کیا جانا چاہئے' سیاسی نظام کو اسلامی قالب میں ڈھال کر اور بد معاشی اور بد دیانتی' جھوٹ اور فریب سے پاک کر کے ایسا دیانت دارانہ راستہ بنایا جائے جس پر "اہل" لوگ آگے آسکیں۔ یہ سارے کرنے کے کام ہیں اور یہی الاخوان کا منشور ہے۔

الاخوان کو زیادہ فعال بنانے کے لئے اس کے طریقہ کار میں تبدیلی کی گئی صوبائی امراء مانگے گئے صدور کا عہدہ ختم کر دیا گیا۔ مرکزی امیر کے ساتھ صوبائی امراء ہوں گے۔ اب یہ صوبائی امیر کی صوابدید پر ہے کہ اس کے پاس کتنا بڑا صوبہ ہے اور اسے وہ کتنے حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ وہ اپنے ڈویژن حکومت کے ڈویژنوں کے مطابق یا اس کی تقسیم کو چھوڑ کر وہ اپنی تقسیم بنا لے جہاں احباب آسانی سے کام کر سکتے ہیں' کہیں تین ضلعوں کو یکجا کر کے کہیں چار ضلعوں کو یکجا کر کے' کہیں پانچ ضلعوں کو یکجا کر کے اس کا ڈویژن بنا کر اس پر ڈویژن کے امراء مقرر کر دے تاکہ اس کے کام میں سہولت ہو جائے اور اس کام میں مرکز اسے مشورہ بھی دے گا' منظوری بھی دے گا۔ لیکن کام صوبائی امیر کو خود کرنا ہو گا دوستوں کے مشورے سے۔ احباب کے مشورے سے اگر پنجاب کے تیس اضلاع ہیں آپ پانچ پانچ اضلاع ملا کر چھ ڈویژن بنا لیں یا چھ چھ ملا کر پانچ بنا لیتے ہیں تو یہ صوبائی امیر کی صوابدید پر ہے کہ وہ کس طرح سے زیادہ سے زیادہ کام کر سکتا ہے۔ اس پر ڈویژن کے امراء آ جائیں گے' ڈویژن والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر ضلع کے لئے ایک ضلعی امیر دے۔ پاکستان کے ایک سو سات ضلعوں میں ایک سو سات ضلعی امیر ہونے چاہئیں جو ضلع میں کام کریں تاکہ اسے زیادہ سے زیادہ فعال بنایا جائے۔ الاخوان

www.naqshbandiaowaisiah.com



کا خاصہ یہ ہے کہ یہ دین کو ذاتی طور پر خود اختیار کرتے ہیں' عبادات میں بھی اور عملی زندگی میں بھی اپنی بہترین کوشش کرتے ہیں کہ وہ دین کے مطابق ہو اور دوسروں کے لئے نمونہ بنے۔

میں نے احباب سے پچھلے اجتماع میں کہا تھا کہ اپنے اپنے صوبے کے امراء کے لئے آپ نام دیں' آپ میٹنگز کریں' مشورہ کریں۔ پنجاب سے چار پانچ نام آئے ہیں جن میں سے صوبائی امیر مظفر خان گوجرانوالہ سے ہیں انہیں مقرر کیا جاتا ہے۔ پنجاب میں اگلے سارے کام کی ذمہ داری ان کے کندھوں پر ہوگی۔ ڈویژنل امراء بنائیں ڈویژنل امراء ضلعی امراء بنائیں۔ اور یہ پورا کام مشورے سے کریں اور مرکز کی منظوری سے کریں۔ صوبہ سندھ کو ہم نے پہلے دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا لیکن اب صوبہ سندھ کا ایک ہی مرکزی امیر ہوگا اور وہ حاجی احمد صاحب ہوں گے۔ ہم نے اپر لوئر سندھ دو حصے بنا رکھے تھے وہ چاہیں تو چار اور بنائیں' تین بنالیں اور ان کے امیر مقرر کریں' پھر آگے وہ ضلعی امراء مقرر کرلیں۔ بلوچستان میں قاری محمد یونس صاحب کام کریں گے بطور صوبائی امیر کے اگرچہ میں نے منع کر دیا تھا کہ کوئی صاحب مجاز اس میں نہیں ہوگا۔ لیکن چونکہ ہماری وہاں بلوچستان میں فی الحال ضرورت ہے تو ایک استثنائیہ کام یہ کیا گیا ہے اسے استثنیٰ دی گئی ہے۔ صاحب مجاز بھی ہیں اور بلوچستان کے صوبائی امیر بھی ہوں گے۔ اب صوبے کے کون کون سے علاقے میں پہنچنا کہاں کہاں سے زیادہ آسان ہے کن لوگوں کا کن لوگوں کے ساتھ میل جول ہے' کس طرح سے ان میں ڈویژن بنائے جائیں اور ان ڈویژنوں پر کس کو امیر مقرر کیا جائے یہ قاری صاحب کی ذمہ داری ہے۔ ان کی کامیابی اس وقت ہوگی جب وہ کم از کم ہر ضلع میں ضلعی امیر مقرر کر چکیں گے اس وقت تک انہیں محنت کرنا پڑے گی۔ سرحد اور قبائلی علاقہ جات کے لئے یار محمد خان صاحب کا نام مقرر ہوا ہے۔ قبائلی دوستوں اور یار محمد صاحب کا ابھی

> **عدالت کو یہ حق نہیں تھا کہ وہ مسلمانوں کو مزید ایک سال حرام کھانے پہ مجبور رکھے۔ حکومت کو یہ حق نہیں تھا کہ اسے ایک سال موخر کرے**

فیکس یہ پیغام تھا کہ تاریخ کی غلط فہمی کی وجہ سے ہم نہیں پہنچ سکے۔ تو بہرحال انہیں مرکز کی طرف سے اطلاع پہنچ جائے گی۔ قبائلی علاقہ جات کو ایک رکھنا یا دو حصے بنانا صوبہ سرحد کو تین حصوں میں' دو میں' ایک میں تقسیم کرنا یہ یار محمد صاحب کی ذمہ داری ہوگی اور آگے ڈویژنل اور ضلعی امراء مقرر کرنا یہ ان کی ذمہ داری ہوگی۔ شمالی علاقہ جات میں شرافت علی خان کو مقرر کیا گیا ہے اور آزاد کشمیر میں کسی نئے ساتھی کے تقرر تک سابقہ امیر جو میجر اسحاق صاحب ہیں وہ کام کر رہے ہیں چونکہ وہاں سے ابھی کوئی ایسا نام طے نہیں ہو سکا تو تب تک وہ کام کریں گے اور ان سب احباب کو سیکرٹری صاحب کی طرف سے تحریری طور پر اطلاع پہنچ جائے گی۔ تمام صوبائی امراء سے حلف لینے کے بعد ان کا عہدہ موثر ہوگا۔ حلف کی تاریخ سے انہیں آگاہ کر دیا جائے گا اور انشاء اللہ لاہو ہیڈ آفس میں تقریب حلف برداری ہوگی جس میں تمام صوبائی امراء سے حلف لیا جائے گا۔ تاکہ ہم اپنی تحریک میں باقاعدگی اور اصولوں کے مطابق چلنے کی روایت پیدا کرسکیں۔ اور حلف کی اپنی برکات بھی ہوتی ہیں جس میں یہ دعا بھی شامل ہوتی ہے کہ اللہ مجھے ہمت اور توفیق دے میں کوشش کروں گا کہ اپنی دیانت داری اور پورے خلوص کے ساتھ کام کے لئے محنت کروں تو وہ جو تاریخ مقرر ہوگی وہ بھی انہیں اس خط میں بتادی جائے گی جو ان کے لئے بھیجا جائے گا۔ یہ ساری انتظامی اور ضابطے کی کارروائی ہے۔ جہاں تک ذمہ داری کا تعلق ہے تو ہر ساتھی اپنی حیثیت کے مطابق ذمہ دار ہے کہ جسے اللہ نے علم دیا ہے وہ علم استعمال کرے' جسے اللہ نے قوت بیان دی ہے وہ قوت بیان استعمال کرے' جسے اللہ نے مال سے نوازا ہے وہ اپنا مال خرچ کرے۔ جو جو توفیق رب کریم نے دی ہے احیائے دین کے لئے صرف کیجئے اس لئے کہ اس ملک پر دین نافذ ہوگا انشاء اللہ العزیز۔ میں دعا تو یہ کرتا ہوں کہ اللہ ہمیں وہ دن دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن یہ اس کی مرضی' وہ بے نیاز ہے' وہ کریم بھی ہے وہ کب کرتا ہے ہم لوگوں کے گناہ معاف اور کب ہم پر یہ انعام کرتا ہے اس وقت کا تعین اس کے پاس ہے لیکن

www.naqshbandiaowaisiah.com



اگر ہمارے سامنے نہ بھی ہو سکا تو وہ ایسا کریم ہے کہ ہماری ان مخلصانہ کوششوں کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ اس کے بنانے والوں میں کہیں نہ کہیں۔ بڑی بڑی بلند عمارتوں میں بے شمار اینٹیں زمین میں دفن ہو جاتی ہیں۔ نظر نہیں آتیں لیکن وہ عمارت کا حصہ ہوتی ہیں ہم پاکستان میں بیٹھے ہیں ایک سو پچاس سال مسلمان انگریزوں کے ساتھ ٹکراتے رہے اور شہید ہوتے رہے ہم سب کو جانتے ہیں کوئی سب کی تاریخ لکھی گئی وہ وہ پتھر ہیں جو اس پوری عمارت کی بنیاد میں دفن ہو گئے جو نظر تو نہیں آتے لیکن عمارت کا حصہ ہیں اور سب سے ضروری حصہ ہیں۔ تو ہر ایک فرد کی ہر ایک شخص کی کی ہوئی محنت' خلوص سے کی ہوئی دعا بھی اسے نفاذ اسلام کے عمل میں شریک کار تو بنا دے گی۔

ملک کی سیاسی صورت حال گومگو میں سے نکل کر ایک راستے پر تو پڑی وہ غلط ہوا یا صحیح ہوا ہمیں اس سے بحث نہیں ہے بلکہ کچھ ہوا تو سہی ایک راستہ تو بنا۔ اب یہ راستہ پھر واپس اس پٹڑی پر جائے گا اور یہ مجبوری ہے حکومت کی کہ وہ پھر سے الیکشن کی طرف جائے۔ اور جو اسمبلیاں توڑی ہیں وہ پھر سے بنائے۔ یہ اسمبلیاں موم کی بنی ہوتی ہیں۔ مٹی کا برتن بھی اگر پکا لیا جائے وہ ٹوٹ جائے وہ پھر نہیں بنتا موم کی کوئی چیز توڑ دو پھر جوڑ لو بنا لو جیسی چاہو تو یہ موم کے پتلے انہیں پھر سے بنانے ہوں گے۔ ان کی حیثیت کیا ہوتی ہے یہی ہوتی ہے جیسے ایک ٹھوکر مار کر توڑ دی گئی لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ ایک ایسا پلیٹ فارم نہیں ہے جہاں سے پوری قوم اور پوری دنیا کے سامنے بات رکھی جا سکتی ہے۔ قابل فکر بات ایک ہے کہ یہ قومی یا صوبائی اسمبلی کیا ایک ایسا پلیٹ فارم نہیں ہے کہ جس پر حکومت کے ساتھ بھی بات کی جا سکتی ہے' ملک کے ساتھ' قوم کے ساتھ بھی بات ہو سکتی ہے اور شاید بین الاقوامی پلیٹ فارم پر بھی بات کی جا سکتی ہے۔ دنیا بھی اس بات کو سنتی ہے۔ تو قابل غور اور قابل فکر بات یہ ہے کہ کیا ان میں ہم بھی اپنے کچھ لوگ بھیجنے کی

> ایک میکدہ تھا اس میں کوئی جاھل گیا یا مولانا گئے جو بھی گیا وھاں بیٹھ کر جام ھی پینے لگ گیا۔ لیکن کیا کوئی ایسا فرد بھی ھو سکتا ھے جو وھاں جا کر جام توڑنے کی ھمت رکھتا ھو

کوشش کریں۔ فی الحال یہ سوال ہے اس کا ہمارے پاس جواب نہیں ہے۔ الاخوان کی جو گزشتہ چھ سات سالہ سیاسی زندگی ہے اس میں ہم نے اس سے اجتناب کیا ہے۔ اس لئے کہ ہم اس غلاظت میں ڈوبنا نہیں چاہتے اس جوہڑ میں کودنا نہیں چاہتے لیکن اگر تبدیلی کے لئے' مثبت تبدیلی کے لئے اس پلیٹ فارم کی ضرورت ہو چونکہ آج تک تجربہ یہ ہے کہ

ہرچہ در کان نمک رفت نمک شد

جو بھی وہاں پہنچا وہ انہی کی زبان بولنے لگا' اس طرح علاج معالجے کے بل وصول کرنے لگا اس طرح ڈیزل کے پرمٹ بنوانے لگ گیا اسی طرح اپنے لئے پیسے بنانے لگ گیا جو کچھ پہلے ہو رہا تھا اوپر سے جو پہنچے تو یہ ایک میکدہ تھا اس میں کوئی جاہل گیا یا مولانا گئے جو بھی گیا وہاں بیٹھ کر جام ہی پینے لگ گیا۔ لیکن کیا کوئی ایسا فرد بھی ہو سکتا ہے جو وہاں جا کر جام توڑنے کی ہمت رکھتا ہو اگر تو وہاں بھیج کر ہم نے اپنے آدمی بھی غرق مے کرنے ہیں تو پھر اس سے تو یہ بھلی۔ اور اگر کوئی ایسا اللہ کا بندہ ہے جو وہاں جا کر کسی مثبت تبدیلی کی بنیاد نہ رکھ سکے تو بات تو کر سکے کہ ایک طریقہ یہ بھی کام کرنے کا ہے۔ یہ تمام جماعت کے سامنے ایک کھلا سوال ہے۔ اس پر غور کیجئے اس پر سوچئے اس پر دیکھئے۔ اللہ کریم سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں وہ کام کرنے کی توفیق عطا فرما جو نفاذ اسلام کے لئے ہو۔ اور جو اس مقصد سے دور لے جانے والا ہو اس سے اپنی رحمت سے ہمیں محفوظ رکھ۔ ہم خطا کار اور گناہگار بندے ہیں لیکن ہماری رائے ناقص اور علم محدود ہے۔ ہمارے تجربے ناکام تجربے ہیں ہم نتیجہ اور اخذ کرتے ہیں جبکہ حقیقتاً ہوتا کچھ اور ہے۔ اس لئے یہ اتنا نازک اور اتنا سنسٹیو Sensitive سوال ہے کہ اس کے لئے اللہ کریم سے دعا مانگئے ذکر کے بعد دعا کیجئے نماز کے بعد دعا کیجئے سجدوں کے بعد دعا کیجئے تلاوت کے بعد دعا کیجئے اور پوری جماعت کی یکسوئی سے اس کے لئے کوئی فیصلہ کیا جائے گا انشاء اللہ العزیز۔ اس لئے کہ ہمیں اقتدار کا شوق نہیں ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اقتدار صرف اللہ کا ہے۔ باقی سب فرضی ہیں جو جتنا اوپر جاتا ہے اتنا

وہ اپنی انتہا کے قریب ہو رہا ہے بالآخر فنا ہے۔ تو جو جتنا اوپر چڑھتا ہے۔ اب موجودہ صدر صاحب بھی یہاں سے پرتو پہنچ گئے ہیں اگلا قدم ہوا میں ہی ہوگا۔ اس سے آگے تو جگہ نہیں ہے۔ بندہ اور بندے کے لئے اقتدار اور بندہ اقتدار کا جس میں یہ ہی نہیں سکتا۔ بندہ فانی ہے محتاج ہے محتاج ہے ایک دن کی نیند نہ ملے تو مرنے لگتا ہے دو وقت کی غذا نہ ملے تو مرنے لگتا ہے چند سے ہوا نہ ملے تو مرنے لگا ہے یہ کس پر حکومت کرے گا۔ کتنی طاقت ہے اس میں حکومت اللہ ہی کو زیبا ہے اور بندہ وہی بھلا جو اللہ کے احکام لوگوں تک پہنچائے اور نافذ کرے۔ نہیں کرے گا تو حکمرانوں کا باب بڑا مختلف ہے بڑا مشکل ہے۔ اللہ سب کو ہدایت دے اللہ آپ کا آنا جانا مل بیٹھنا قبول فرمائے اللہ ہمارے گناہوں سے درگزر فرمائے ہماری خطائیں معاف کر دے۔ ہمیں توبہ کی توفیق بھی عطا فرمائے اور ہماری توبہ قبول بھی فرمائے اور توبہ پہ استقامت بھی نصیب فرمائے۔ اپنی رضا کے لئے دین کے نفاذ کے لئے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایسی راہ اور ایسے فیصلوں اور ایسے اقدامات سے ہماری حفاظت فرمائے جو نفاذ اسلام کے لئے نہ ہوں۔ اللہ کریم آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ ہمیشہ دین پہ قائم رکھے دین پہ موت نصیب فرمائے اور دین داروں کے ساتھ حشر نصیب فرمائے۔

(آمین)

☆☆☆☆☆☆

# در بدر ہو کے ملے درماندگی

نور ایماں کا تقاضا ہے یہی
ہے تجھے بازی لگانی جان کی

غور سے سن کے عمل میں لے آ تو
باتیں میں تجھ کو سناؤں کام کی

کمپرومائز نہیں ہے دین میں
مصلحت بنتی نہ ہے فرزانگی

ہیں یہاں عقل و فرد ناکام سب
ہے یہ تسلیم و رضا دیوانگی

دین کے احکام رکھ پیش نظر
ہوں امور خارجہ یا خانگی

ایک در کو چھوڑ کے ہو گا ذلیل
در بدر ہو کے ملے درماندگی

ظلم کو تو روک دے جگ سے اگر
تیری یہ کہلائے گی مردانگی

ہے اویسی بات سچی اور صحیح
آئی اس میں مجھ کو بو ایمان کی

انجینئر عبدالرزاق اویسی

www.naqshbandiaowaisiah.com



# تنظیم الاخوان

کے

# امیر محمد اکرم اعوان

کے

# بیانات

## اخبارات کی روشنی میں

16 جولائی تا 22 اگست 2001ء

www.naqshbandiaowaisiah.com



روزنامہ جنگ 6 اگست 2001ء

## نیا نظام بنانے والے ابھی اسے سمجھ نہیں پا رہے، اکرم اعوان

مردان (نمائندہ جنگ) تنظیم الاخوان اور مجلس [illegible] کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ ملکی حالات تیزی سے کروٹ لے رہے ہیں۔ ایک نیا نظام سامنے آ رہا ہے اس کا پریشان کن پہلو یہ ہے کہ اسے بنانے والے بھی اسے واضح طور پر سمجھ نہیں پا رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن اس میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ موجودہ ظالمانہ نظام میں رد و بدل کرنے کی بجائے اسلام کا آفاقی نظام نافذ کر دیا جائے۔ وہ کل تنظیم کے روحانی مرکز میں کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ بلدیاتی انتخابات کا نتیجہ اس لحاظ سے 50 فیصد مثبت رہا ہے کہ اس میں 50 فیصد نئے لوگ آئے ہیں اور انہوں نے امید [illegible] کہ قومی اور صوبائی انتخابات میں بھی ایسی تبدیلی آئے تو قوم کی گردن پر مسلط سیاسی اجارہ داروں اور لٹیروں کے شکنجے سے قوم کو نجات مل سکے گی۔

ڈیلی یارن 22 اگست 2001ء

## نفاذ اسلام کیلئے جان تک لٹا دیں گے مولانا اکرم اعوان

### پرامن رہتے ہوئے نفاذ اسلام کی کوششیں کرتے رہیں گے منارہ میں خطاب

منارہ (نامہ نگار) تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے اور اس کے نفاذ کے لئے اپنی جان تک لٹا دینا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں یہ ہمارا ایمان ہے اور اس پر ہم قائم ہیں اور قائم رہیں گے انشاء اللہ اس پر کسی کو غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے الاخوان کوئی دہشت گرد تنظیم نہیں ہے ان خیالات کا اظہار انہوں نے منارہ میں خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا کہ ہم امن کے داعی ہیں اور واحد تنظیم ہے جس کے نام کوئی بھی آج تک کسی قانون کی خلاف ورزی کی شکایت نہیں ہے انشاء اللہ آئندہ بھی نہیں ہوگی لیکن نفاذ اسلام کا مقابلہ اس کے لئے کوشش اس کے لئے محنت یہ ہمارا حق ہے اور جب تک ہم پرامید ہیں کہ ہماری بات سنی جائے گی تب تک ہم پرامن بھی ہیں اور اگر ہمیں ناامید کر دیا گیا تو پھر ہم امن کی ضمانت بھی نہیں دیں گے بڑی سادہ سی بات ہے امریکہ سے ایجنسیوں کے دوستوں کو [illegible] پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بڑی صاف صاف بات لکھی ہیں [illegible] بھی ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایجنسیوں کے لوگ مجھ سے زیادہ سمجھدار ہیں۔

## قرضوں میں جکڑی قوم آزاد نہیں غلام ہے، اکرم اعوان

### اقتصادی ترقی اور خوشحالی کیلئے اسلامی نظام کا نفاذ ضروری ہے، کارکنوں سے گفتگو

لاہور (بیورو رپورٹ) جب تک پاکستانی قوم کو صحت، تعلیم، انصاف اور دیگر بنیادی سہولتیں میسر نہیں آتیں اس وقت تک ہماری آزادی ادھوری ہی رہے گی۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے کارکنوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ قوم کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کا غلام بنا دیا گیا ہے۔ سابق حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ملک قرضوں کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے یہاں تک کہ نئی نسلیں بھی قرضوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اقتصادی بحالی اور ملکی خوشحالی کا واحد راستہ ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ہے اگر حکمران ملک کی ترقی اور خوشحالی چاہتے ہیں تو انہیں اسلامی نظام نافذ کرنا ہوگا اور ہمیں امید ہے کہ وہ ایسا کریں گے اگر حکمرانوں نے اسلامی نظام نافذ نہ کیا تو الاخوان اپنی جدوجہد سے حکمرانوں کو اس اقدام پر مجبور کر دے گی۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

# علاج نبوی اور جدید سائنس

انسان کا معدہ خوراک کے ہضم کرنے میں زیادہ اہم کردار نہیں رکھتا۔ سب سے پہلے یہ اندر آنے والی غذا کا سٹور بنتا ہے۔ پھر اس میں موجود نمک کا تیزاب اور PEPSIN مل کر شکر کو گلوکوس میں تبدیل کرتے ہیں۔ دوسرے افعال معمولی نوعیت کے ہیں۔ چونکہ یہاں غذا زیادہ طور ہضم نہیں ہوتی اس لئے انجذاب کا عمل بھی برائے نام ہوتا ہے۔ ہضم اور انجذاب کا سارا سلسلہ چھوٹی آنت میں عمل پاتا ہے تیزابی ماحول میں آدھ گھنٹہ گزارنے کے بعد خوراک کو چھوٹی آنت کی طرف روانہ کرنے کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ چھوٹی آنت کو تیزابیت ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے اس کے سب سے پہلے حصہ DUODENUM کی جھلیوں سے سوڈا بائی کارب پیدا ہوتا ہے۔ جو معدہ سے آنے والی غذا کی تیزابیت کو ختم کرتا ہے۔

معدہ میں اگرچہ نمک کا تیزاب HYDROCHLORIC ACID موجود رہتا ہے لیکن یہ اس کی دیوار کو کچھ نہیں کہتا۔ قدرت نے ان دیواروں میں تیزاب سے مدافعت کی صلاحیت رکھی ہوئی ہے۔ پھر ایک وقت ایسا آتا ہے جو اس صلاحیت کو متاثر کر کے ختم کر دیتا ہے۔ اور تیزاب معدہ کی دیواروں کو کھا جاتا ہے۔ وہاں زخم پیدا ہو جاتے ہیں۔ زخم معدہ میں ہوں تو ان کو GASTRIC ULCER اور اگر چھوٹی آنت کے پہلے حصہ میں ہوں تو ان کو DUODENAL ULCER کہا جاتا ہے۔ دونوں کو ملا کر PEPTIC ULCER کا نام دیا جاتا ہے۔

## اسباب

پرانے استادوں کا خیال تھا کہ غذا میں بداعتدالیاں خاص طور پر چٹ پٹی غذائیں اور تیز شرابیں معدہ کی جھلیوں کو ایسا کمزور کر دیتی ہیں کہ تیزاب ان کو کھا جاتا ہے۔ اس نقطہ نظر کے مطابق ہندوستان کے جنوبی حصے میں کھٹائی کا زیادہ شوق السر کی زیادتی کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ ان کے زیادہ تر السر پھٹ جاتے ہیں یا معدہ میں آر پار سوراخ کر دیتے ہیں۔

اس بیماری کا اب ایک نیا سبب مقبول ہو رہا ہے۔ جب کوئی شخص ہر وقت سڑتا اور کڑھتا رہتا ہے تو اس عمل میں اس کے معدہ کی دیواروں میں دوران خون میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ خون کی کمی کی وجہ سے ان کی قوت مدافعت کے کمزور پڑتے ہی وہاں پر موجود تیزاب دیوار کا ایک کونا کھا لیتا ہے۔ یہ دیواریں کبھی اتنی کمزور نہیں ہوتیں کہ تیزاب پوری دیوار یا پوری اندرونی جھلی کو گلا دے۔ ان کی کمزوری سے تیزاب کو کبھی کبھار ایک آدھ کونہ کھا لینے کا موقع ملتا ہے جب کہ باقی حصہ اسی طرح تیزاب کی موجودگی کے باوجود اپنی حیثیت اور تندرستی قائم رکھتا ہے۔

کاروباری حضرات، سرجن، پائلٹ پریشانی کا کام کرنے والے اور مصیبت کے دن گزارنے والوں کو اکثر السر ہو جاتے ہیں۔ جوڑوں کے دردوں میں استعمال ہونے والی اکثر دوائیں اگر درد کو آرام دیتی ہیں تو پیٹ میں السر پیدا کرتی ہیں۔ اسپرین کا السر سے براہ راست تعلق ثابت ہو چکا ہے۔ کچھ السر ایسے ہیں جو معدہ میں ہونے کے باوجود مدتوں خاموش یا بغیر تکلیف دیئے پڑے رہتے ہیں۔ ان میں سے کسی کو اگر اسپرین کھانی پڑے تو اس کے فوراً بعد زخموں سے خون نکلنے لگتا ہے۔ کیونکہ اسپرین میں موجود تیزاب معدہ کی جھلیوں کی قوت مدافعت کو براہ راست ختم کرتے ہیں۔ جوڑوں کے درد کے لئے استعمال ہونے والی جدید ادویہ میں سے اکثر اپنی کیمیاوی ساخت میں اسپرین سے مختلف ہیں۔ لیکن ان میں موجود کیمیاوی اجزاء ہر مرتبہ السر بنا دیتے ہیں۔ یہاں پر دو برائیوں میں سے ایک کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ سمجھدار معالج جب بھی جوڑوں کے درد کے لئے دوائی تجویز کرتے ہیں تو ساتھ ہی

تیزاب کی شدت کو کم کرنے والی دوائی ضرور دیتے ہیں۔ اس عمل کو اطباء عرب نے بدرقہ یا مصلح کا نام دیا تھا۔

شراب نوشی' تمباکو نوشی اور تفکرات کے علاوہ صدمات بھی السر پیدا کرتے ہیں۔ جیسے کہ خطرناک نوعیت کے حادثات' آپریشن' جل جانے اور دل کے دورہ کے بعد اکثر لوگوں کو السر ہو جاتا ہے۔ اس کی توضیح یہ کی جاسکتی ہے کہ صدمات چوٹ اور دہشت کے دوران جسم میں ایک ہنگامی مرکب HISTAMINE پیدا ہوتا ہے یہ وہی عنصر ہے جو جلد پر حساسیت کا باعث ہوتی ہے۔ اسی مفروضہ پر عمل کرتے ہوئے السر کی جدید دواؤں میں سے CEMITIDIN بنیادی طور پر HISTAMINE کو بیکار کرتی ہے۔ اور یہی اس کی افادیت کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

ایسی خوراک جس میں ریشہ نہ ہو جیسے کہ خوب گلا ہوا گوشت' چھنے ہوئے سفید آٹے کی روٹی السر کے غذائی اسباب ہیں۔

اکثر اوقات السر خاندانی بیماری کے طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ آپس میں خونی رشتہ رکھنے والے متعدد افراد اس میں بیک وقت مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب بھی لیا جاسکتا ہے کہ ان میں تکلیف وراثت میں منتقل ہوتی یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے بود و باش کا اسلوب' کھانا پینا یا عادات ایک جیسی تھیں۔ اس لئے ان کو السر ہونے کے امکانات دوسروں سے زیادہ رہے۔ جنسی ہارمون اور کورٹی سون کا استعمال السر پیدا کر سکتا ہے۔

## علامات

50 فیصدی مریضوں کو السر معدہ کے اوپر والے منہ کے قریب ہوتا ہے وہ اسباب جو معدہ میں زخم پیدا کرتے ہیں وہ بیک وقت ایک سے زیادہ السر بھی بنا سکتے ہیں لیکن 90 فیصدی مریضوں میں صرف ایک ہی السر ہوتا ہے۔ جب کہ 10-15 فیصدی میں ایک سے زیادہ ہو سکتے ہیں۔

پیٹ کے وسط میں پسلیوں کے نیچے جلن سے بیماری کی ابتداء کا پتہ چلتا ہے۔ جسے عام انگریزی میں لوگ HERATBURN کہتے ہیں۔ یہ جلن بڑھتے بڑھتے درد کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ درد کے اوقات واضح اور مقرر ہوتے ہیں۔ یہ زیادہ تر دو کھانوں کے درمیان محسوس ہوتا ہے۔ مریضوں کو بھوک کا احساس درد سے ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ خالی پیٹ بڑھ جاتا ہے۔ اکثر مریض کھانا کھانے کے بعد آرام محسوس کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پیٹ کے تیزاب کھانے کو ہضم کرنے میں صرف ہو جاتے ہیں اس طرح وہ زخم پر لگ کر تھوڑی دیر کے لئے درد کا باعث نہیں بن سکتے۔

معدہ سے غذا کو مکمل طور پر نکل کر آنتوں میں جانے میں 2 گھنٹے سے زائد عرصہ لگتا ہے معدہ 2-3 گھنٹوں میں خالی ہو جاتا ہے۔ اس لئے اب تیزاب زخم پر لگ کر درد پیدا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے یا مریض کو درد کی تکلیف کھانے کے 2-3 گھنٹہ بعد محسوس ہوتی ہے۔ مریض کو اگر قے ہو جائے تو تیزاب کی کافی مقدار باہر نکل جاتی ہے۔ اور درد میں کافی دیر کے لئے افاقہ ہو جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر تفکرات' پریشانیاں' دہشت' شراب اور اسپرین درد میں اضافہ کرتے ہیں۔

السر کا درد ایک مخصوص مقام پر ہوتا ہے۔ اکثر مریض سوال کرنے پر درد کی جگہ انگلی رکھ کر صحیح نشان دہی کر سکتے ہیں۔ سوڈا بائی کارب کی تھوڑی سی مقدار بھی اس میں کمی لا سکتی ہے۔ درد اگر معدہ کے السر کی وجہ سے ہو تو یہ زیادہ عرصہ نہیں رہتا۔ اگرچہ لوگ 20 سال تک بھی اس میں مبتلا رہتے ہیں مگر عام طور پر اس سے بہت پہلے یہ پھٹ جاتا ہے یا کینسر میں تبدیل ہو جاتا ہے کبھی کبھی زیادہ مدت چل سکتا ہے۔ اس کا درد پیٹ کے علاوہ گردن سے نیچے کندھوں کے درمیان بھی محسوس ہو سکتا ہے۔

السر میں تشخیص کا سارا دارومدار درد کی نوعیت' اس کے اوقات اور اس کے کھانے پینے سے تعلق پر ہوتا ہے۔ معدہ کے السر میں مریض کو بھوکے پیٹ درد ہوتا ہے۔ لیکن کھانا کھانے سے آرام آتا ہے۔

کچھ لوگوں کو درد کے بغیر ایک روز ناگہانی طور پر پتہ چلتا ہے کہ قے کے ساتھ خون آرہا ہے اور ان کے پیٹ میں السر ہو گیا ہے۔ ورنہ عام طور پر سب سے پہلے جلن ہوتی ہے پھر منہ میں کھٹا پانی آجاتا ہے۔ (WATER BRASH) بھوک کم ہو جاتی ہے کھانے کے

بعد پیٹ میں بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ جی متلاتا اور قے ضروری نہیں لیکن قے اگر بار بار آئے اور وہ خاصی مقدار میں ہو تو اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ معدہ کا آنتوں کی طرف سے منہ بند ہے یا اس میں جزوی طور پر رکاوٹ آ گئی ہے۔ بدہضمی السر کے مریضوں کا خاصہ ہے۔ لیکن اجابت کا نظام بہت کم متاثر ہوتا ہے۔ البتہ کبھی قبض اور کبھی اسہال روزمرہ کی بات بن جاتے ہیں۔ ان تمام امور سے مریض کی غذائی حالت متاثر ہوتی ہے۔ اس کا وزن کم ہونے لگتا ہے اور کمزوری بڑھتی ہے۔

السریوں بھی گھبراہٹ اور بے سکونی کے مریضوں کو ہوتا ہے اوپر سے جب بدہضمی اور بھوک کی کمی شامل ہوں تو مریض کا حال مزید خراب ہو جاتا ہے۔

## پیچیدگیاں

السر کی سب سے بڑی خرابی یا دہشت اس کا پھٹ جانا یا اندر خون بہنا ہے۔ عام طور پر کسی السر سے اپنے آپ جریان خون شروع نہیں ہوتا۔ بلکہ مریض شراب پیتا، اسپرین کھاتا ہے یا جوڑوں کے درد کی دواؤں میں خاص طور پر CORTISONE یا PHENYL BUTAZONE وغیرہ کھاتا ہے تو یہ پھٹ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے بے ہوشی، کمزوری، چکر ٹھنڈے پسینے آتے ہیں نبض کمزور پڑ جاتی ہے۔

اسی طرح معدہ کی دیواروں میں آر پار سوراخ ہو سکتا ہے۔ جس میں پیٹ تختے کی طرح سخت ہو جاتا ہے۔ شدید درد، بخار، شدید قسم کا PERITONITIS ہو جاتا ہے۔

معدہ کا وہ منہ جو آنتوں کی طرف کھلتا ہے بند ہو سکتا ہے راستہ بند ہونے پر غذا معدہ سے نہ تو آگے جا سکتی ہے اور نہ جسم کی توانائی قائم رہ سکتی ہے۔ جتنی دیر معدہ غذا کو روک سکتا ہے روکے رکھتا ہے پھر قے کی صورت میں ساری غذا ایک دم سے باہر نکل جاتی ہے۔ اس قے سے بڑا سکون ملتا ہے۔ مگر یہ سکون ایک طوفان کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ پانی اور نمک کی فوری کمی واقع ہو جانے سے وہ تمام علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو ہیضہ اور اسہال میں ہوتی ہیں۔ ساتھ ہی خون کی کمی اور جسمانی کمزوری آن لیتے ہیں۔ معدہ پھیل جاتا ہے۔ جسے ACUTE GASTRIC DILATATION کہتے ہیں۔ السر کی 10 فیصدی اقسام کینسر میں تبدیل ہو سکتی ہیں۔

یہ تمام پیچیدگیاں خطرناک ہیں۔ ان میں سے ہر ایک جان لے سکتی ہے۔ اگرچہ ان میں بعض کا دواؤں سے علاج ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ طے کرنا کہ کونسے مریض کو بہتری ہو رہی ہے اور کونسے کے حالات خراب ہو رہے ہیں تجربہ کار اور مستند معالج کی صلاحیت پر منحصر ہے۔ موٹی بات یہ ہے کہ ان تمام حالات میں کسی قسم کے علاج کی کوشش کرنے کی بجائے مریض کو ایسے ہسپتال میں داخل کر دیا جائے جہاں پیٹ کے آپریشن کا معقول انتظام موجود ہو۔ ان کیفیات میں کسی قسم کا التوا موت کا باعث ہو سکتا ہے۔

## علاج

ان زخموں کا دواؤں سے اگرچہ علاج کیا جاتا ہے۔ لیکن بعد میں گڑبڑ پیدا ہونے کی وجہ سے ماہرین کی رائے میں ایک عام ڈاکٹر اور سرجن باہمی مشورہ سے مریض کا علاج کریں یا کوئی سرجن صورتحال سے آگاہ رہے تاکہ زخم میں سوراخ پیدا ہونے یا کسی نالی کے پھٹ جانے کے بعد پیٹ میں ہونے والے جریان خون کو روکنے یا مریض کی جان بچانے کے لئے ہنگامی آپریشن کا بندوبست پہلے سے موجود ہو۔

## غذا

ماہرین ابھی تک متفق نہیں کہ مریض کے لئے مناسب غذا کون سی ہونی چاہئے۔ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ مصالحہ دار غذائیں چونکہ بھوک کو بڑھاتی ہیں اس لئے دنیا میں ہر جگہ مصالحوں اور مرچوں سے منع کر دیا جاتا ہے۔ انگریز تو صرف اس پر اکتفا کرتے ہیں کہ مریض کو جو ناپسند ہو یا جس سے تکلیف ہوتی ہو۔ اسے کھانا چھوڑ دے۔ تمباکو نوشی کے دوران علاج بے کار رہتا ہے۔

ہمارے ذاتی مشاہدے میں زیادہ مصالحے یقیناً خراب کرتے ہیں۔ لیکن معتدل مقدار میں گھر کا پکا ہوا معمولی مرچوں والا سالن نقصان دہ نہیں ہوتا۔ البتہ جب مریض کو شدت کا دورہ پڑا ہو تو اس وقت مرچوں سے پرہیز

ضروری ہیں ہم نے کھٹائی اور چکنائی کو ہمیشہ تکلیف کو بڑھانے والا پایا۔ کھٹی چیزیں خواہ وہ کتنی ہی کیوں نہ ہو تیزابیت میں اضافہ کرتی ہیں۔ اور چکنائی چونکہ معدہ میں ہضم نہیں ہوتی اس لئے تخمیر پیدا کر کے تکلیف کا باعث بنتی ہے۔

طب جدید میں لوگوں کو دودھ پر ضرورت سے زیادہ اعتقاد رہا ہے۔ بعض مریضوں کو علاج کے ابتدائی ایام میں دن میں چار چار مرتبہ دودھ پلایا جاتا رہا ہے۔ دودھ تیزاب کی تیزی کو مار دیتا ہے۔ لیکن پیٹ کے اکثر مریض دودھ ہضم نہیں کر سکتے بلکہ دودھ کی مٹھاس (LACTOSE) جراثیم کی چند قسموں کی پرورش میں مددگار ہوتی ہے۔ دودھ پینے سے جلن اور درد میں فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ آرام وقتی ہوتا ہے جب تیزاب پھر سے پیدا ہوتا ہے تو جلن پھر سے نمودار ہو جاتی ہے۔

## علاج بالا دویہ

ڈاکٹروں نے معدے کی تیزابیت کو مارنے کے لئے دواؤں کی ایک طویل فہرست رکھی ہوتی ہے۔ جن کو ANTACIDS کہتے ہیں۔ یہ کیمیاوی عناصر نمک کے تیزاب کی تیزی کو کیمسٹری کے مشہور اصول کہ تیزاب کے اثر کو الکلی زائل کر دیتی ہے۔ اور الکلی کے اثر کو تیزاب NUETRALISE کر دیتا ہے۔ یہی اصول زہر خورانی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کسی نے تیزاب پیا ہو اور اس کا اثر زائل کرنے کے لئے کوئی الکلی جیسے چونے کا پانی دیں۔ جس نے کوئی الکلی جیسے کہ سوڈا کاسٹک وغیرہ پیا ہو تو اسے سرکہ یا لیموں کا پانی دے کر علاج کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگرچہ ایسی خطرناک چیزوں کو استعمال کرنے اور علاج کرنے تک کے عرصہ میں تیزاب یا الکلی جسم کو جلا کر اکثر اعضا کو ختم کر چکے ہوتے ہیں۔

کیمسٹری کے اسی اصول کے مطابق معدہ میں تیزاب کی زیادتی کو ختم کرنے کے لئے الکلی دی جاتی ہے۔ ان میں سے آسان اور مقبول سوڈا بائی کارب ہے۔ یہ آسانی سے مل جاتا ہے۔ سستا اور قدرے بے ضرر ہے۔ ایک اہم خوبی یہ ہے کہ چھوٹی آنت کا پہلا حصہ خود بھی سوڈا بائی کارب پیدا کر کے معدے سے آنے والی تیزابی غذا کی تیزابیت کو زائل کر دیتا ہے۔ سوڈا بائی کارب کو اگر ابالا جائے تو وہ سوڈیم کاربونیٹ (کپڑے دھونے والا سوڈا) بن جاتا ہے جو کہ ایک زہریلا عنصر ہے۔

اس کے علاوہ SODIUM - POTASSIUM - CALCIUM ALUMINIUM - MAGNESIUM کے متعدد نامیاتی اور غیر نامیاتی مرکبات مختلف صورتوں میں آتے ہیں جیسے کہ MAG. HYDROXIDE - ALUMINIUM HYDROXIDE - MAGNESIUM TRISILLICATE - MAG. CARB وغیرہ۔ چند مشہور تیزاب مارنے والی دوائیں زیادہ مقبول ہیں۔ جن کے نسخے اس طرح ہیں۔

اس کے علاوہ جو ادویہ کثرت سے استعمال ہوتی ہیں ان میں - WHYDRATE ALTACITE-ALUDROX-DIGEX- SIMECO ہیں۔ دافع تیزاب ادویہ میں سے اکثر سیال ہیں جب کہ چند ایک گولیاں بھی ہیں۔ مریض ضرورت کے وقت ان کو چبا کر کھا سکتا ہے۔ بہتر نتائج کے لئے اوپر سے دو گھونٹ پانی پی لینے سے اثر جلد ہوتا ہے۔

## تیزاب کی پیدائش کو روکنے والی ادویہ

جب سے لوگوں کے دل میں یہ خیال سمایا ہے کہ آنتوں میں السر کے پیدا کرنے میں حساسیت یا ہسٹامین کا بھی ہاتھ ہے ماہرین نے ایسی ادویہ کی تحقیق مدتوں سے شروع کر دی ہے جس سے تیزاب کے پیدا ہونے کا عمل ختم ہو جائے۔ اس سلسلے میں CEMITIDINE کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور کنگ ایڈورڈ کالج میں پروفیسر مقصود چیمہ نے اس پر خصوصی تحقیقات کا بیڑہ اٹھایا۔ کہتے ہیں کہ اس کی 20mg کی دو گولیاں صبح شام کھانے سے 4-6 ہفتوں میں السر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ عجیب دعویٰ طب کی ثقہ کتابوں میں بھی ملتا ہے۔ مگر ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے یہ واقعہ 2-3 سالوں میں بھی وقوع پذیر ہوتے نہیں دیکھا۔ یہ دوائی TAGAMET کے نام سے ملتی ہے جس کی 200 اور 400 ملی گرام گولیاں ہوتی ہیں۔ پھر اسی کو بنیاد بنا کر کیمیادانوں نے متعدد نئی ادویہ

تیار ہیں جن کی اساس اسی کیمیاوی خاندان پر رہی ہے جس میں FAMOTIDINE اس کی گولیاں بازار میں PEPCIDINE 40mg کے نام سے ملتی ہیں ایک گولی 21 روپے کی ہے۔ مقدار اور خوراک ایک گولی ہر شام چھ ہفتے۔ بیماری کی شدت ختم ہونے پر رات کو آدھ گولی کافی ہوتی ہے۔

گلیکسو کمپنی نے ZANTAC (RAMITIDINE 150mg) بنائی جس کی گولیاں صبح' شام دی جاتی ہیں۔ مرض کی شدت کم ہونے پر ایک گولی رات سوتے وقت دی جاتی ہے۔

حال ہی میں ایک نیا اضافہ ULSANIC (ALUMINUM SUCROSEES SULFATE 1mg) کی شکل میں ہوا ہے۔ ان کا دعویٰ بھی دوسروں کی طرح بیماریوں کو کسی مشکل کے بغیر 6-4 ہفتوں میں دور کر دینے کا ہے۔ ایک گولی صبح' دوپہر' سہ پہر' رات (چار روزانہ) دی جاتی ہیں۔

السر کے خلاف اثر رکھنے والی یہ تمام دوائیں پیچیدہ کیمیاوی مرکبات ہیں جو جسم کے اندر جا کر جگر اور دوسری جسمانی رطوبت میں شامل ہو کر اعصاب پر اثر رکھتی ہیں۔ اس لئے ماں کے دودھ میں بھی ان کا اخراج ہو کر دودھ پینے والے بچوں پر ناخوشگوار اثرات مرتب کر سکتی ہیں۔ ہماری ذاتی رائے میں حاملہ اور دودھ پینے والی خواتین ان میں سے کوئی دوائی استعمال نہ کریں۔

علاج کے دوران تمباکو نوشی سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

## تشخیص

جب مریض درد والی جگہ کی پکی نشاندہی کرتے ہوئے اپنی انگلی رکھ کر بتادے اور درد کو کھانا کھانے سے آرام جائے۔ بھوک ہو تو درد شروع ہو جائے قے سے آرام آجائے تو یہ تمام علامات معدہ کے السر کا پتہ دیتی ہیں۔

پہلے زمانہ کے لوگ پیٹ میں ربڑ کی نالی ڈال کر خالی پیٹ تیزاب نکال کر پھر گندم کا دلیا کھلا کر معدہ سے رطوبتیں نکال کر ان میں تیزاب کی مقدار اور اس کی ہضم کرنے کی صلاحیت کا جائزہ لیتے تھے۔ GASTRIC ANALYSIS کا یہ عمل تین گھنٹوں پر محیط ہوتا تھا اور جو اطلاعات میسر ہوتی تھیں ان کا مطلب صرف اتنا ہی ہوتا تھا کہ تیزابیت موجود ہے۔ اس ٹیسٹ کا السر کی موجودگی سے کوئی تعلق نہ تھا۔

BARIUM SULPHATE کی ایک معقول مقدار کھلا کر مریض کے متعدد ایکسرے کئے جاتے ہیں۔ پہلا ایکسرے پینے کے عمل کے دوران کیا جاتا ہے۔ دوسرے ایکسرے میں معدہ دیکھا جاتا ہے۔ آدھ گھنٹہ کے بعد کے ایکسرے سے پتہ چلتا ہے کہ معدہ کی اپنی شکل وصورت کیا ہے۔ اگر اس میں السر موجود ہے تو اس کے کونے نظر آئیں گے۔ آدھ گھنٹہ کے بعد غذا اسے نکل کر آنتوں کو جاتی ہے اس مرحلہ پر لی گئی تصویر سے معدہ سے اخراج کا عمل یا خارجی منہ پر رکاوٹ ہو تو واضح ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وقفہ وقفہ سے لی گئی تصویریں آنتوں کی شکل وصورت ان کی غذا کے سفر اور وہاں پر پھیلاؤ یا رکاوٹ کا پتہ دیتی ہیں۔

چونکہ ایکسرے کی شعاعیں آنتوں اور معدہ سے گزر جاتی ہیں اس لئے ان کو شعاعوں کے لئے معدہ رنگین بنانے کے لئے بیریم پلایا جاتا ہے۔ اس عمل کو BARUM MEAL X-RAYS کہتے ہیں۔

حال ہی میں ٹیلی ویژن کیمرے کے اصول پر ایک چھوٹا سا کیمرہ ایجاد ہوا ہے۔ مریض جب اس باریک سے کیمرے کو نگل لیتا ہے تو سکرین پر اس کے معدے کا اندرونی منظر براہ راست نظر آنے لگتا ہے۔ معائنہ کرنے والا معدہ اور اس کے ہر حصہ کو پورے اطمینان کے ساتھ دیکھ سکتا ہے پھر یہی کیمرہ چھوٹی آنت کے پہلے حصے تک دیکھ سکتا ہے یوں السر کی زد میں آنے والے تمام مقامات پوری صراحت سے دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس میں یہ بندوبست بھی موجود ہے کہ شبہ والے مقام یا زخم سے ٹکڑا کاٹ کر مزید خوردبینی معائنہ کے لئے باہر نکال لیا جائے۔ GASTROSCOPY کا یہ عمل یقینی اور فیصلہ کن ہے۔ اس سے نہ صرف کہ السر کی تشخیص یقینی ہو جاتی ہے بلکہ کچھ عرصہ بعد مریض کی بہتری یا بدتری کا بھی پتہ چلایا جا سکتا ہے۔

بدقسمتی سے یہ مفید طریقہ ہر ایک کے

بس کی بات نہیں۔ ہر ہسپتال میں یہ آلہ موجود ہے۔ لیکن جن کے بس میں یہ ہے وہ اپنی مرضی سے استعمال کرتے ہیں اور جب کرتے ہیں تو 1500 روپے فیس معائنہ لے کر کرتے ہیں اور اس فیس کو فیس نہیں ظلم کہا جا سکتا ہے۔

## طب نبوی ﷺ

جدید کتابوں میں السر کے علاج کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے ان سے ایک اہم بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس بیماری کا صحیح سبب ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ کیونکہ نمک کا تیزاب اور PEPSIN ہر جاندار کے معدہ میں موجود ہوتے ہیں۔ لیکن معدہ کی اندرونی دیواروں پر اس تیزاب کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ چند بدقسمت افراد ایسے ہیں جن کا تیزاب ان کی جھلیوں کو کاٹنا شروع کر کے وہاں پر زخم پیدا کر دیتا ہے۔ اگرچہ اس بے راہ روی کی متعدد توجیہات میسر ہیں لیکن کہنے والے خود بھی مطمئن نہیں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کے علاج کے لئے تیزاب کو کیمیاوی طور پر بے اثر کر دینا یقیناً مسئلہ کا حل نہیں۔ یہ تیزاب خوراک کے ہضم میں ایک اہم کردار رکھتا ہے۔ اگر اس کو ختم کر دیا جائے تو ہاضمہ کا سارا فعل متاثر ہو جائے گا۔ معدہ کی دیواروں میں موجود غدودیں اس تیزاب کو پیدا کرتی ہیں۔ صرف موجود تیزاب کے ضائع کرنے سے بھی بات ختم نہیں ہوتی کیونکہ تیزاب پیدا کرنے غدودوں کا ایک فعل مسلسل ہے۔ تیزاب کو ختم کرنا ایک مستقل ضرورت بن جاتا ہے۔ اور اس طرح مریض کو دوائیں کھاتے رہنا پڑتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اصل سبب تلاش کر کے معدہ کی جھلیوں کو پہلے کی طرح تیزاب سے محفوظ کر دیا جائے جو کہ ابھی تک ممکن نہیں ہو سکا۔ تیزاب کی پیدائش کو روکنے کے لئے ہارمونز پر اثر رکھنے اور اعصاب کی حسیات کو کند کرنے والی ادویہ سے کچھ فائدہ تو ضرور ہوتا ہے لیکن یہ فائدہ بڑی عجیب نوعیت کا ہوتا ہے۔ کیونکہ اعصاب پر اثر کرنے والی ادویہ جسم پر دوسرے کئی ناخوشگوار اثرات مرتب کرتی ہیں۔ خواتین میں ان کا استعمال بالخصوص زیادہ خطرات کا باعث ہو سکتا ہے۔

**غیر یقینی اور تکلیف دہ علاج کی موجودگی میں یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اس مصیبت سے نجات کی کوئی معقول اور موثر ترکیب تلاش کی جائے۔ اور یہ بندوبست طب نبوی کے علاوہ کسی اور علم میں موجود نہیں۔**

ہمارے یہاں کے لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ بیماریوں کا صحیح اور مکمل علاج صرف ولایت میں ہوتا ہے۔ جس کسی کو کوئی بیماری ہوتی ہے وہ سب سے پہلے ولایت جانے کی سوچتا ہے۔ اگر اتنی توفیق نہ ہو تو پھر اخبارات کے ذریعہ حکومت سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس کے علاج کا انتظام کرے۔

السر ایک تکلیف دینے والی بیماری ہے جس کسی مریض کو کچھ آرام نہیں آتا تو وہ ولایت جانے کی اس امید پر سوچتا ہے کہ شاید وہاں ایسے رشک مسیحا پائے جاتے ہیں کہ دنوں میں شفایاب ہو جائیں گے۔

ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے دیکھا کہ معدہ کو اگر سرد کیا جائے تو اس سے السر غائب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ یہ مفروضہ ہی حقیقت پر مبنی نہ تھا مگر انگلستان اور امریکہ میں سینکڑوں اشخاص کے پیٹوں میں ربڑ کی نالیوں سے ملا ایک بیگ داخل کیا گیا جس میں نائٹروجن وغیرہ بھر کر معدہ کو اتنا ٹھنڈا کیا گیا کہ وہ پتھر کی طرح سخت ہو گیا۔ پھر یہ سیال نکال کر آہستہ آہستہ درجہ حرارت کا پانی ڈال کر اس میں دوبارہ گرمائش پیدا کی گئی۔ پہلے آدھ گھنٹہ معدہ کو منجمد کیا گیا پھر آدھ گھنٹہ میں اسے دوبارہ سے گرم یا زندہ کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ وجہ تو معلوم نہیں لیکن جس کسی کے معدہ کو اس سرد گرم مرحلہ سے گزارا گیا اس کا السر ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

السر کے انجام کی تصدیق تو ہم سے ممکن نہیں البتہ یہ جانتے ہیں کہ ایک زندہ شخص کا معدہ پتھر کیا گیا تو کئی مرتبہ وہ واپس اپنی پرانی حالت پر نہ آ سکا اور مریض کا معدہ آپریشن کر کے نکالنا پڑا جب کہ ایک مریض کو اس تجربہ میں ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا۔ سنا ہے کہ اب معدہ

www.naqshbandiaowaisiah.com



اب یہ مربے کا یہ ولائتی علاج بند ہو گیا ہے۔

ان ناخوشگوار حالات، غیر یقینی اور تکلیف دہ علاج کی موجودگی میں یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اس مصیبت سے نجات کی کوئی معقول اور موثر ترکیب تلاش کی جائے۔ اور یہ بندوبست طب نبوی کے علاوہ کسی اور علم میں موجود نہیں۔

نبی ﷺ نے پیٹ کی بیماریوں میں تلبینہ کی بے پناہ تعریف فرمائی ہے۔ جو کا دلیا لے کر اس کو پہلے پانی میں پکایا جائے۔ پھر چند چمچ دودھ ملا کر اتار لیں۔ اس میں کھانڈ کی بجائے شہد ملایا جائے۔ حضور ﷺ کا اپنا طریقہ تو یہ تھا کہ وہ مریض کو دن بھر میں کئی بار گرم گرم دلیا کھلاتے تھے۔ ہم نے محسوس کیا ہے کہ دلیا صبح نہار منہ یا ناشتہ میں دیا تو اللہ کے فضل سے مطلوبہ نتائج حاصل ہوتے رہے ہیں۔

نبی ﷺ نے بہی کی تعریف فرمائی انہوں نے اس کو زیادہ تر چھاتی کے مسائل میں استعمال فرمایا۔ لیکن ہندوستان میں ابتدائی ایام میں آنے والے ڈاکٹروں نے اسے اسہال اور پیچش میں بہت مفید پایا۔

بھارتی وید بہی کا شربت استعمال کرتے ہیں۔ یونانی اطباء اس کے پھل کو خشک کر کے مریض کو روزانہ کھلاتے ہیں۔ ابن القیم نے ایک جگہ بہی کا مربہ نما شربت بنانے کی تجویز پیش کی ہے۔ ان کے نسخہ کے مطابق بہی کا پھل لے کر اسے دھو کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لئے گئے۔ پھر ان کو تھوڑے سے پانی میں خوب پکا کر گلایا گیا۔ جب یہ گل گئے تو چینی کی بجائے شہد ڈال کر مربہ کی مانند تار بندھنے تک پکایا گیا۔ بہی کا یہ مربہ پیٹ کے السر کے بعض مریضوں کو چند قتلے اور دو چار چمچ شیرہ کی شکل میں صبح نہار منہ اور عصر کے وقت کھلایا گیا۔ اکثر مریضوں کو اس کے علاوہ کسی اور دوائی کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اور شفایابی سوفیصدی رہی۔

بھارتی ماہر علم الادویہ ڈاکٹر گھوش نے اسے بیل پھل کے نام سے بیان کرتے ہوئے پیٹ کی ہر سوزش میں اکسیر قرار دیا ہے۔

ہمارے ایک مریض کو جب دوسری دواؤں سے فائدہ ہوتا نظر نہ آیا تو بہی کے خشک پھل کا سفوف شہد میں ملا کر دیا گیا۔ ان کو فوری سکون ہو گیا۔

زیتون کا تیل تیزابیت کو مارتا اور جھلیوں کی حفاظت کرتا ہے۔ بلکہ بعض عرب اطباء نے انہی اوصاف کی بناء پر اسے ''حافظ الامین'' کا لقب بھی دیا ہے۔ یہ چیزوں کو گلنے نہیں دیتا۔ ڈبہ میں بند سارڈین مچھلیاں پکانے کے بعد زیتون کے تیل میں ڈال کر پیک کی جاتی ہیں۔ نرم گوشت ہونے کے باوجود یہ دو تین سال تک نہ تو خراب ہوتی ہیں نہ ہی بدبو چھوڑتی ہیں۔ جاپان کے ڈاکٹر معدہ اور انتڑیوں کے سرطان کے مریضوں کو خشک انجیر کھلاتے اور زیتون کا تیل پلاتے ہیں۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق اس لاعلاج بیماری میں زیتون کے تیل کے حیات آفرین اثرات دیکھے گئے ہیں۔

کیونکہ قرآن مجید نے اسے افادیت اور اہمیت کا ایک لاجواب سرٹیفکیٹ مرحمت فرمایا ہے۔ (اسے زیتون کے مبارک درخت سے توانائی حاصل ہوتی ہے)

سورۃ النحل میں اچھے درختوں کے ذکر میں زیتون کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ (ان میں اچھی اور شاندار صفات جمع کر دی گئی ہیں تاکہ لوگ (سمجھدار لوگ) ان سے فائدہ اٹھائیں)

سورۃ المومنون میں صحرائے سینا میں پیدا ہونے والے درخت زیتون سے حاصل ہونے والے تیل کو خوراک کا بہترین جزو قرار دیا گیا۔

نبی ﷺ کی تجویز کردہ دواؤں کو ہمیشہ خالی پیٹ دینا چاہئے۔ انہوں نے کھجور اور بہی کے بارے میں نہار منہ کھانے کی تاکید فرمائی۔ جب کہ وہ شہد کا شروب صبح کی نماز کے ساتھ یا عصر کی نماز کے بعد نوش فرمایا کرتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کی عطا کردہ اکثر ادویہ بنیادی طور پر انسانی غذا کا حصہ ہیں۔ اگر ان کو عام خوراک کی صورت میں کھایا جائے تو وہ غذا ہیں۔ خالی پیٹ کھائیں تو وہ دوا ہیں۔ جیسے کہ اگر زیتون کے تیل میں سالن پکا لیا جائے تو تیل آنتوں میں ضرور گیا۔ مگر صورت یہ ہوئی کہ روٹی، سالن، پانی کی مقدار جمع کر کے اس میں دو اونس تیل کا حساب کریں تو کل حجم کے چالیسویں حصہ سے زیادہ نہ ہوگا۔ اس مرکب ملغوبہ میں یہ چالیسواں حصہ آنتوں پر کوئی خاص اثر نہیں چھوڑ سکتا۔ اس کے برعکس اگر خالی پیٹ تیل پیا جائے

www.naqshbandiaowaisiah.com



تو یہ معدہ کے زخموں پر دوا کی طرح لگے گا۔ یہ تیزابیت کو زائل کرے گا پھر آنتوں میں جائے گا تو آنتوں کے زخم مندمل کرے گا۔ جب کہ دوسری چیزوں میں ملنے کے بعد اس سے یہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے۔

کچھ مریضوں پر طویل مشاہدات کے بعد ہم نے دیکھا ہے کہ السر کے کسی مریض کو اگر کسی قسم کی کوئی دوائی نہ بھی دی جائے اور وہ صرف نہار منہ اور رات سوتے وقت 2 بڑے چمچے زیتون کا تیل پیتا رہے تو السر ہی نہیں بلکہ آنتوں کی دق اور COLITIS ULCERATIVE ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

ان تمام تحائف نبویہ ﷺ کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے السر کے ایک عام مریض کے لئے یوں نسخہ لکھا۔

1- نہار منہ بڑا چمچہ شہد اور عصر کے وقت 2 چمچے شہد، ابلے پانی میں۔

2- ناشتہ میں جو کا دلیا ڈال کر (یہ دلیا پہلے پانی میں پکایا جائے پھر دودھ ڈال کر اتار لیں اور کھانڈ کی جگہ شہد ڈالا جائے)

3- 11 بجے دن اور رات سوتے وقت 2 بڑے چمچے زیتون کا تیل (کیفیت بہتر ہونے پر ایک مرتبہ دو چمچے دینا بھی کافی ہوتا ہے۔ تیل اٹلی کا اگر نہ ملے تو ترکی اور یونان کا بھی ٹھیک ہے۔ مگر سپین کا بہر حال نہ ہو)

4- کلونجی 60 گرام، برگ کاسنی 15 گرام، برگ مہندی 10 گرام، قسط شیریں 10 گرام، حلبہ (میتھی کے بیج) 5 گرام

ان تمام چیزوں کو ملا کر پیس کر اس مرکب کا ایک چھوٹا چمچ صبح، شام کھانے کے بعد دیا جاتا ہے۔

اس نسخہ میں کلونجی پیٹ کے امراض میں یقینی اور موثر دوائی ہونے کے علاوہ حضرت ابو ہریرہؓ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

انہ سمع رسول اللہ ﷺ یقول فی الحبة السوداء شفاء من کل داء الا السام و السام الموت و الحبة السوداء الشونیز (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، مسند احمد)

**زیتون کا تیل تیزابیت کو مارتا اور جھلیوں کی حفاظت کرتا ہے**

(انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ان کالے دانوں میں سبھی بیماریوں سے شفا ہے۔ سوائے سام کے۔ جو کہ موت ہے۔ اور یہ کالے دانے اصل میں شونیز ہیں)

یہ بات اس ایک روایت میں نہیں بلکہ اسی مضمون اور اسی موضوع پر حضرت عائشہؓ حضرت سالم بن عبد اللہؓ حضرت بریدہؓ سے ابن الجوزی، ترمذی، مسلم، مسند احمد، بخاری، ابن ماجہ نے اتنے مختلف ذرائع سے نقل کیا ہے کہ بات میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ ابن ابی عتیق نے اسے زیتون ملا کر ناک کی بیماریوں میں مفید قرار دیا۔ امام ذہبیؒ کہتے ہیں کہ جسم کے کسی حصے میں کسی بھی وجہ سے سدہ پڑ جائے وہ کلونجی سے کھل جاتا ہے۔

جسم کی قوت مدافعت بڑھانے اور AIDS کے علاج میں کلونجی کو مفید پایا گیا ہے نبی ﷺ نے کاسنی کو اہمیت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

علیکم بالھندباء فانه ما من یوم الا و ھو یقطر علیه من قطر الجنة

(تمہارے لئے کاسنی موجود ہے۔ یہ ایک ایسا پودا ہے جس پر ہر روز جنت کے پانی کے قطرے گرتے ہیں)

اس حدیث کے مضمون کو متعدد ذرائع سے تائید حاصل ہے۔ جس پودے پر جنت کے پانی کے قطرے روزانہ گرائے جاتے ہیں اس کا شفا بار ہونا ایک لازمی حقیقت ہے۔ میتھی اور مہندی کے بارے میں بھی تعریف کے درجنوں ارشادات نبوی موجود ہیں۔

ہمارے اس نسخہ کے ہر حصہ میں ہر جز کو فرداً فرداً تائید رسالت حاصل ہے اور اس کا مفید ہونا ایک لازمی حقیقت ہے۔ اس میں کاسنی کو یہ اضافی فضیلت حاصل ہے کہ وہ منہ یا پیٹ میں جس جگہ سے بھی خون بہہ رہا ہو اس کو بند کرتی اور زخموں کو مندمل کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہے تو دنیا کی کسی بھی طب کا کوئی نسخہ یا علاج نہ تو اس سے زیادہ موثر ہو سکتا ہے اور نہ اس سے بہتر ہو سکتا ہے۔ جب کہ اس ذات پاک کی عنایت سے ہمیں کبھی ناکامی نہیں ہوتی۔

☆☆☆☆☆☆

# اے اللہ!

## ہمیں جذبہ جہاد اور جذبہ شہادت عطا فرما

# U.K. گارمنٹس (انٹرنیشنل)

ایکسپورٹرز اینڈ مینوفیکچررز آف ہوزری گارمنٹس

گارمنٹس اور بہترین ہوزری مصنوعات یورپ اور امریکہ کو ایکسپورٹ کی جاتی ہیں

برائے رابطہ:- پل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد فون نمبر:- 665971

www.naqshbandiaowaisiah.com



راہِ تقلید

# حضرت جی مدظلہ العالی کی شاعری پر مختلف تجزیہ نگاروں کا تبصرہ

تحریر: سیف الرحمن سیف' وان بھچراں

حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی کی شاعری سے ان موضوعات کا پتہ چلتا ہے جن کا تعلق زندگی کی اس گہرائی سے ہے جو ہمیں تاریخ' تہذیب اور انسانی ارتقاء کی بے شمار ادبی اور [illegible] یہ داستانیں یاد دلاتی ہیں۔ موضوع کی انفرادیت جدت اور اسے عام گفتگو میں پیش کرنے کا سلیقہ حضرت جی مدظلہ العالی کی انفرادیت کا خاص حصہ ہے اسی لئے ان کا قاری ان کے احساس کے ساتھ ایک مثبت رشتہ قائم کر لیتا ہے۔

ہمارے شیخ حضرت جی مدظلہ العالی کی شاعری میں انتہا کی وسعت ہے۔ اس میں مشرق و مغرب کی کوئی تمیز نہیں اس میں نہ شکوہ ہے نہ شکایت لیکن استقلال سے بھرپور' محبتیں تقسیم کرنے اور دکھوں کو آفاقی حوالے سے لکھنے اور ان کے مٹ جانے کی خوشخبری ہے۔ ان کے ہاں عشق کا تصور صوفیانہ ہے۔ میٹھا میٹھا' پرسوز' پھیلا ہوا اور تمام خلق خدا کو اپنے بازوؤں میں لئے ہوئے۔ ان کے ادبی میلانات کا سب سے نمایاں پہلو ان کی راہ سلوک سے وابستگی ہے اور یہی بات ان کی تخلیقات کے پس منظر میں نظر آتی ہے۔ حضرت جی مدظلہ العالی میں کسی چیز کو اپنانے اور برداشت کرنے کا بے پناہ جذبہ ہے۔ وہ غیر موافق حالات' ماحول' لوگوں اور رویوں کی موجودگی میں بھی اپنی بے زاری کا اظہار نہیں کرتے بلکہ ہر چیز کو اس کی افتاد' پس منظر اور رجحان کے حوالے سے دیکھتے ہیں۔ ان کا موقف ہے کہ اس نظام میں نہ داخل ہو جائے بلکہ نظام کو بدلا جائے اس کی جگہ ایک دوسرا نظام دیا جائے۔ ایک متبادل اور ظلم و زیادتی سے پاک نظام۔

یہ تو ظاہر ہے کہ شعر مصنف کے حالات جانے بغیر بھی اثر کرتا ہے اور ہماری تحت الشعوری کیفیتوں میں ایک ہیجان پیدا کر دیتا ہے لیکن اگر ہم شاعر کے حالات زندگی اور زمانے کے حالات سے بھی واقف ہوں تو ہم شعر سے زیادہ لطف اٹھاتے ہیں کیونکہ اس طرح ہمیں اس کے مفہوم تک پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے۔ حضرت جی مدظلہ العالی کی شاعری میں ایک نیا انسان نظر آتا ہے۔ یہ نیا انسان مکمل اسلامی تہذیب اور مختلف احساسات کی دنیاؤں میں سانس لیتا ہے اور اپنے اندر تمام دنیا کے ان انسانوں کا کرب سمیٹے ہوئے ہے جو انسانیت کی مٹتی ہوئی قدروں کا نوحہ کہہ رہا ہے۔

بقول پروفیسر محمد اکرم طاہر صاحب!

''حضرت جی مدظلہ العالی نے شاعری برائے شاعری نہیں کی بلکہ یہ تین مقاصد اس کے محرک بنے ہیں۔ (الف) عظمت النبی (ب) عشق رسول ﷺ (ج) حقانیت اسلام۔ حضرت جی اپنی فکر کو شاعری کے (مقبول اور معروف) میڈیا کے وسیلے سے نوجوانان قوم تک پہنچانے کی سعی کر رہے ہیں۔''

ڈاکٹر اجمل نیازی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا اکرم صاحب اعلیٰ حضرت مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ کے سچے جانشین ہیں۔ ان کی ہم نشینی کی راز داری اکرم صاحب کے حصے میں آئی۔ حضرت جی مدظلہ العالی کی قیادت کو مرشد مرحومؒ کی زندہ جاوید یادوں کی طاقت حاصل ہے۔ پرنور راتوں کے پچھلے پہر کی سرشاریوں کی ساری گواہیاں ملک صاحب کے دل میں تڑپتی ہیں۔ یہ تڑپ ان کی شاعری میں بھی سرسراتی ہے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ تقسیم ہندوستان کے بعد عظمتیں گم ہو رہی ہیں۔ اب تو تقسیم پاکستان بھی ہو چکی ہے۔ اس لمحے میں تاریخی کردار کو تحقیقی کردار کے ساتھ منسلک کرنا ہوگا۔ حضرت مولانا محمد اکرم صاحب ہر عمل کو حسن عمل اور عمل کثیر بنا دینا چاہتے ہیں۔ کیا ہم ان کا ساتھ دینے کی خواہش بھی نہیں کر سکتے۔ خواہش

باقی صفحہ نمبر 53 پر ملاحظہ کریں

www.naqshbandiaowaisiah.com

# قرآن کریم کے اسماء موضوعات کی عددی ہم آہنگی

اقتباس از کلام خالق کائنات (زیر طبع) مصنف محمد شفیع اویسی

مصر کے ایک فاضل و محقق استاد عبدالرزاق نے ابتداً اپنی ایک کتاب "الاسلام دین و دنیا" میں قرآن حکیم کے اسماء و مضامین کے متوازن و متناسب عددی نظام کی نشاندہی کی یہ کتاب 1959ء میں شائع ہوئی ازاں بعد ان کی ایک اور کتاب "عالم الجن والملائکہ" کے نام سے 1968ء میں چھپی جن میں فاضل مصنف نے یہ واضح کیا کہ قرآن مجید میں ہر جگہ ترتیب و توازن پایا جاتا ہے حتیٰ کہ اسماء موضوعات میں بھی عجیب و غریب اور حیرت انگیز عددی تکرار و توازن اور مماثلت و مشابہت موجود ہے۔ علاوہ ازیں تناقص و ترابط میں بھی باہمی ہم آہنگی ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں :-

| | |
|---|---|
| دنیا 115 مرتبہ آیا ہے | آخرت 115 مرتبہ۔ |
| شیطان 88 مرتبہ | ملائکہ 88 مرتبہ المشتقات سمیت۔ |
| موت 145 مرتبہ | لفظ حیات اور وہ مشتقات جو حیات انسانی کے ساتھ مخصوص ہیں 145 مرتبہ۔ |
| بصر و بصیرت 148 مرتبہ | قلب و فواد (دل) 148 مرتبہ۔ |
| نفع 50 دفعہ | فساد 50 دفعہ۔ |
| حر (حرارت) 5 مرتبہ | برد (ٹھنڈک) 5 مرتبہ۔ |
| لفظ بعث بعد الموت اور مشتقات 45 مرتبہ | صراط 45 مرتبہ۔ |
| صالحات اور مشتقات 167 مرتبہ | سیئات اور مشتقات 167 مرتبہ۔ |
| جحیم (جہنم) 26 مرتبہ | عقاب (سزا) 26 مرتبہ۔ |
| فاحشہ (بدکاری و برائی) 24 مرتبہ | غضب (غصہ) 24 مرتبہ۔ |
| اصنام (بت) 5 مرتبہ | خمر (شراب) 5 مرتبہ (صرف دنیاوی شراب جو حرام ہے)۔ |
| خنزیر 5 مرتبہ۔ | |
| بغضاء (بغض) 5 مرتبہ | حسد 5 مرتبہ۔ |
| حصب (ایندھن) 5 مرتبہ | تنکیل (سزا) 5 مرتبہ۔ |
| رعب (دبدبہ) 5 مرتبہ | خیبۃ (دھوکہ) 5 مرتبہ۔ |
| لعن (ملامت) 41 مرتبہ | کراہیۃ (نفرت) 41 مرتبہ۔ |
| رجس (گندگی) 10 مرتبہ | رجز (گندگی) 10 مرتبہ۔ |
| ضیق (تنگی) 13 مرتبہ | طمانیت (کشائش) 13 مرتبہ۔ |

www.naqshbandiaowaisiah.com



طہر (پاکیزگی) 31 مرتبہ

ایمان اور اس کے مشتقات 811 مرتبہ

لفظ ناس انسان انس اناس اور بشر 368 مرتبہ

اسباط (افراد قبیلہ) 5 مرتبہ قسیسون (راہب) 5 مرتبہ

بنو آدم 7 مرتبہ

روح القدس (حضرت جبریل) 4 مرتبہ محمد (ﷺ) 4 مرتبہ

مشتقات عقل 49 مرتبہ

لسان (زبان) 25 مرتبہ

سلام 50 مرتبہ

لفظ قالو 332 مرتبہ وہ تمام شامل ہیں خواہ مخلوق میں سے ملائکہ جن وانس دنیا و آخرت کا قول ہو

نبوت 80 مرتبہ (یعنی نبوت کا تکرار سنت کی بہ نسبت 5 گنا ہے)

سنت 16 مرتبہ

جہر (اعلانیہ) 16 مرتبہ۔ (یعنی جہر سر کا نصف ہے۔)

رحمت 79 مرتبہ

محبت 83 مرتبہ

بر (نیکی) 20 مرتبہ

قنوت (مایوسی) 13 مرتبہ

رغبت 8 مرتبہ

جہر (اعلانیہ 16 مرتبہ

غوایۃ (گمراہی) 22 مرتبہ

فحشاء (بے حیائی) 24 مرتبہ

اثم (گناہ) 48 مرتبہ

حراثت (کھیتی باڑی کرنا) 14 مرتبہ

فاکہۃ (پھل) 14 مرتبہ

نبات 26 مرتبہ

نطفہ 12 مرتبہ شقاء (بدبختی) 12 مرتبہ

اخلاص (خلوص نیت) 31 مرتبہ۔

علم و معرفت اور ان کے مشتقات 811 مرتبہ۔

لفظ رسول اور اس کے مشتقات 368 مرتبہ۔

حواریوں (مددگار) 5 مرتبہ

فرقان 7 مرتبہ

سراج (چراغ) 4 مرتبہ

نور اور مشتقات 49 مرتبہ

موعظمت 25 مرتبہ

طیبات 50 مرتبہ

لفظ قل 332 مرتبہ

(اس قل سے مراد حکم الٰہی ہے۔)

سنت (طریقہ) 16 مرتبہ

جہر (اعلانیہ) 16 مرتبہ

سر (راز) 32 مرتبہ

ہدیٰ (ہدایت) 79 مرتبہ

طاعت 83 مرتبہ

ثواب 20 مرتبہ

رکوع 13 مرتبہ

رہب (ڈر) 8 مرتبہ

علانیہ 16 مرتبہ

خطا اور خطیۃ (غلطی) 22 مرتبہ

بغی (نافرمانی) 24 مرتبہ

یعنی اثم گناہ سے نصف

زراعت 14 مرتبہ

عطا (بخشش) 14 مرتبہ

شجر (درخت) 26 مرتبہ

طین (مٹی) 12 مرتبہ

www.naqshbandiaowaisiah.com



الباب (صاحبان عقل) 16 مرتبہ

افئدہ (قلب جگر) 16 مرتبہ

شدت (مصیبت) 102

صبر 102

جزا (سزا) 117

مغفرت 234

یعنی جزا کا دوگنا اس کا اشارہ لطیف اس طرف ہے کہ مغفرت میں بہ نسبت سزا کے دوگنی وسعت ہے۔

مصیر (بازگشت) 28 مرتبہ

ابدا (ہمیشہ) 28 مرتبہ

یقین 28 مرتبہ

ناس (لوگ) ملائکہ اور عالمون 382 مرتبہ

آیت اور آیات 382 مرتبہ

ضلالت اور مشتقات 191 مرتبہ

آیات 382 مرتبہ (دوگنا)

احسان، خیرات اور مشتقات 382 مرتبہ

آیات (نشانیاں) 382 مرتبہ

رکوع 13 مرتبہ، حج 13 مرتبہ، طمانیت 13 مرتبہ

لفظ قرآن 68 مرتبہ

لفظ ملائکہ 68 مرتبہ

جو کہ وحی الٰہی اس کے بندوں اور رسل کے ساتھ مخصوص ہے لفظ اسلام و مشتقات 70 مرتبہ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ اس وحی کے اعداد و شمار میں وحی کی وہ آیات شامل نہیں ہیں جن میں وحی الی النمل (چیونٹی) الی الارض (زمین) یا وحی الرسل للناس اور وحی الشیاطین ہیں۔

لفظ یومئذ جس سے مراد یوم قیامت ہے 70 مرتبہ، یوم القیامۃ 70 مرتبہ، اللہ تعالیٰ کا پیغام اور پیغامات 10 مرتبہ اور سور (جمع سورت) 10 مرتبہ

لفظ کفر 25 مرتبہ

لفظ ایمان 25 مرتبہ

رحمن 58 مرتبہ

رحیم 114 مرتبہ، یعنی رحیم رحمن سے دوگنا ہے۔

اور دونوں اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ رحیم رسول اللہ ﷺ کی صفت بھی ہے۔

فجار (گنہگار) 3 مرتبہ

ابرار (نیکوکار) 6 مرتبہ (دوگنا)

قرآن نے فرمایا ہے کہ سموت کی تعداد 7 ہے اور اس کی تکرار 7 مرتبہ ہے آسمانوں اور زمین کی چھ دنوں میں تخلیق کا تذکرہ 7 مرتبہ، رب کے ہاں مخلوق کا پیش ہونا 7 مرتبہ مذکور ہے۔

قرآن کریم میں ابلیس کا ذکر 11 مرتبہ ہے اور امر بالاستعاذہ کا تکرار بھی 11 مرتبہ ہے۔

سحر اور مشتقات 60 مرتبہ

فتنہ و مشتقات 60 مرتبہ

مصیبت اور مشتقات 75 مرتبہ

شکر اور مشتقات 75 مرتبہ

انفاق اور مشتقات 73 مرتبہ

رضا اور مشتقات 73 مرتبہ

بخل اور مشتقات 12 مرتبہ

حسرت اور مشتقات 12 مرتبہ

طمع (لالچ) اور مشتقات 12 مرتبہ

جحود (انکار) اور مشتقات 12 مرتبہ

| | |
|---|---|
| اسراف (فضول خرچی) 23 مرتبہ | سرعت (جلد بازی) 23 مرتبہ |
| جبر (مجبوری) 10 مرتبہ | قہر (ظلم) 10 مرتبہ |
| عتو (زیادتی) 10 مرتبہ | |
| عجب (نخوت) 27 مرتبہ | غرور (تکبر) 7ے مرتبہ |
| خیانت 16 مرتبہ | خبث (شرارت) 16 مرتبہ |
| کافرون 154 مرتبہ | نار (آگ) اور حریق (جلانے والی) 154 مرتبہ |
| ضالون (گمراہ) 17 مرتبہ | موتی (مردے) 17 مرتبہ |
| مسلمون 41 مرتبہ | جہاد 41 مرتبہ |
| دین 92 مرتبہ | سجود 92 مرتبہ |
| تلاوت 62 مرتبہ | صالحات 62 مرتبہ |
| صلوٰۃ اور مصلی 68 مرتبہ | نجات 68 مرتبہ |
| ملائکہ 68 مرتبہ | قرآن 68 مرتبہ |
| لفظ قرآن و مشتقات 70 مرتبہ | لفظ وحی و مشتقات بھی 70 مرتبہ |
| زکوٰۃ 32 مرتبہ | برکات 32 مرتبہ |
| صوم (روزہ) 14 مرتبہ ، درجات 14 مرتبہ | صبر 14 مرتبہ |
| قرآن 68 مرتبہ | نور حکمت اور تنزیل 68 مرتبہ |
| قرآن 68 مرتبہ | بینات اور موعظت (نصیحت) و شفا 68 مرتبہ |
| محمد ﷺ 4 مرتبہ | شریعت 4 مرتبہ |
| اجر (بدلہ) 108 مرتبہ | فعل 108 مرتبہ |
| حساب 29 مرتبہ | عدل اور قسط (انصاف) 29 مرتبہ |
| صبر 14 مرتبہ | نور حکمت اور تنزل 28 مرتبہ وغیرہ وغیرہ (اقتباس) |

قرآن مجید کا عددی اعجاز ان الفاظ کی گنتی کی حد تک ہی نہیں ہے بلکہ اس حد سے بھی متجاوز ہے جس کو احاطہ تحریر میں لانا نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہے!

ایک اور فاضل ڈاکٹر مصطفیٰ محمود نے اپنی کتاب ''من اسرار القرآن'' کی فصل ''الحروف والاعداد'' میں یہ عبارت تحریر کی ہے:-

''کیا یہ صرف بخت و اتفاق ہے۔ الفاظ معناً حرفاً اور عدداً اعجاز قرآن کی طرف اشارہ ہے۔ یہ سب اشارات و دلائل ہیں جو قرآن کے بارے میں شک و ریب کا ازالہ کرتے ہیں۔ کسی ایک مئولف کی قدرت و استطاعت سے باہر ہے کہ ایسے حروف و الفاظ کو احاطہ تحریر میں لا سکے''۔

حدیث نبوی ﷺ ہے کہ قرآن مجید ایسی کتاب ہے جس کے عجائب کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہ عددی اعجاز بھی انہی میں سے ایک حیران کن چیز ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔'' خدا ہی تو ہے جس نے سچائی کے ساتھ کتاب نازل کی اور (عدل و انصاف) کی ترازو۔''

الفاظ و موضوعات قرآن کی تساوی و متناسب حیثیت کے بارے میں فاضل مئولف کی متذکرہ بالا تحقیقی کاوش کے صفحات ایسی نادر معلومات سے بھرے

www.naqshbandiaowaisiah.com



یہ تو محض ایک سرسری و اجمالی جائزہ پیش کی گئی ہے۔ قرآن حکیم کے موضوعات میں مشابہت، ربط اور تناسب کے یہ صرف چند اشارات و شواہد ہیں، ورنہ یہ ایک ایسا موضوع ہے جو اس قدر وسیع، ہمہ جہت اور لامتناہی ہے کہ اس کو فی الحقیقت قید تحریر میں لانا مشکل اور حد استطاعت سے باہر ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید کے اس وسیع الاطراف عددی اعجاز کے ذریعے قرآن کریم کی ابدی حفاظت کے لئے اس کے حروف و حرکات، الفاظ و کلمات، سور و آیات کے عظیم و ہمہ گیر حرفی، معنوی و عددی ربط و استحکام کی بڑے حکیمانہ و مدبرانہ اور اوراق و انسب طریقے سے میزان قائم کر دی گئی ہے۔

قرآن پاک کی سورتوں کی ترتیب کے مطابق ہر سورت کا اگلی اور پچھلی سورت کے ساتھ پانچ زاویوں سے معنوی ربط بھی ہے،

مکی اور مدنی سورتوں کی ترتیب میں بھی نظم و ضبط ہے، آیات قرآنی میں موضوعات و مضامین کے اعتبار سے بھی شماریاتی توازن و تطابق ہے،

قرآن حکیم کے اسماء و مضامین بھی باہم متوازن عددی مناسبت و موافقت رکھتے ہیں، نیز قرآن کریم کے الفاظ و کلمات اور حروف و حرکات کی ترتیب، انتخاب اور استعمال میں بھی عددی توازن اور حسابی تناسب کا غایت درجہ مربوط، محکم، منفرد اور معجز انداز اور نظام کارفرما ہے جو اعجازی ہمہ گیری کے لامتناہی وسعت کے ساتھ اس کے دقیق و عمیق جزئیات تک میں جاری و ساری ہے۔ الغرض قرآن مجید کا ہر حرف اپنی مناسب و موزونیت اور حتمیت و قطعیت کے اعتبار سے "حرف آخر" اور اس کے کلام ربانی ہونے کا روشن، بین اور مبرہن ثبوت ہے۔

## بقیہ :- راہ تقلید

اور کوشش کے درمیان فاصلے کس فیصلے کے منتظر ہیں۔

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| یہی | کچھ | ہے | ساقی | متاع | فقیر |
| اسی | سے | فقیری | میں | ہوں | میں امیر |
| لٹا | دے | میرے | قافلے | میں | اسے |
| لٹا | دے | ٹھکانے | لگا | دے | اسے ! ! |

سید ضمیر جعفری حضرت جی مدظلہ العالی کی کتاب متاع فقر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بنیادی طور پر یہ تخلیقات ایک اہل دل کے سوز و گداز کی مظہر ہیں۔ سب سے بڑی متاع فکر عشق رسول ﷺ ہے۔ ادبی حوالے سے ایک اور قابل ذکر پہلو درد مندانہ پیرایہ اظہار کے پہلو بہ پہلو شوخ فکر بلیغ طنز کی وہ چمکیلی دھاری ہے جو ان کے قطعات میں سیاسی اور معاشرتی موضوعات پر ہلکے پھلکے تبصروں کی صورت میں ابھرتی چلی گئی ہے۔

خود حضرت جی مدظلہ العالی فرماتے ہیں "بندہ نہ تو شاعر ہے اور نہ ادیب محض اپنے احساسات کو دوسروں تک پہنچانے کیلئے اور وہ بھی صرف اس امید پر کہ شاید کسی ایک انسان کو بھی میرے یہ تجربات یا مجھ پر بیتے ہوئے حالات کسی صحیح سمت کو رہنمائی کر سکیں اور یوں وہ خود پر تجربہ کرنے سے بچ سکے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ خود پر تجربہ کرنے سے پہلے دوسروں پر بیتے ہوئے تجربات سے سبق حاصل کرو۔ نیز اپنا حساب کرتے رہا کرو۔ اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے۔"

اللہ کریم کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ ہمیں حضرت جی مدظلہ العالی جیسے ولی کامل، عالم اور رہبر کا سایہ میسر آیا جن کی سوچ اور توجہ تاریخ اسلامی میں ہمیشہ کیلئے ایک تعمیری عمل اور صوفیانہ کرداری بنیاد رکھ چکی ہے۔ اس الحادی دور میں کھوئی ہوئی عظمتوں، روایتوں اور برکتوں کا خزانہ انہی کے دل سے حاصل ہو رہا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم حضرت جی مدظلہ العالی کی تخلیقات اور زندگی کو سمجھ کر اپنے اصل روشن اسلامی مستقبل کو پہچانیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

# من الظلمٰت الی النور

تحریر: نذیر احمد مخدوم بہلوال

1965ء میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور مولانا رسول خان صاحب سے دورہ حدیث کر کے دارالہدیٰ چوکیرہ میں بطور مدرس کام کرنے لگا۔

اور باطنی علوم حاصل کرنے کے لئے حضرت لاہوری کے صاحبزادے حافظ حمید اللہ صاحب سے بیعت کی۔ ابھی لطیفہ قلب بھی پورا نہ ہوا تھا کہ سال کے بعد حضرت کا وصال ہو گیا۔

پھر حضرت امین الحق شاہ صاحب جو لاہوری کے خلیفہ بھی تھے اور شیخوپورہ کی جامع مسجد کے خطیب بھی تھے ان سے بیعت کی۔ لیکن میری بدقسمتی ان سے بھی فیض یاب نہ ہو سکا۔

آوارگی، آزادی اور خلاف شرع کام کرنے میں ذرا بھر بھی ہچکچاہٹ نہ ہوتی حتیٰ کہ اہم فریضہ کی ادائیگی کی بھی پرواہ نہ کرتا۔

ابا جی مرحوم کے کہنے اور ڈانٹنے پر چند انوار اپنے آباؤ اجداد کے مزارات پر استخارہ کیا تو انہوں نے حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب کی طرف اشارہ فرمایا۔

حضرت جی دوران تعلیم چوکیرہ میں اکثر تشریف لاتے اور پندرہ روزہ رسالہ الفاروق کے ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیتے۔ اور ہمیں علم مناظرہ اور عجیب و غریب علمی لطائف بیان فرماتے۔

انہی دنوں پتہ چلا کہ حضرت جیؒ لنگر مخدوم تشریف لے جا رہے ہیں۔ اور فلاں تاریخ کو مسلم بس اڈہ کی جامع مسجد میں ظہر کی نماز ادا فرمائیں گے۔

بندہ نے حاضر ہو کر نماز کی ادائیگی کے بعد حضرت جیؒ سے مصافحہ کیا۔ حضرت جیؒ نے ہاتھ پکڑے رکھا اور فرمایا تجھے میرے مشائخ نے بھیجا ہے۔ پھر حضرت جیؒ نے توجہ فرمائی اتنی رقت طاری ہوئی کہ اپنے سے بے بس ہو گیا۔

حضرت جیؒ نے کسی فوجی ساتھی سے فرمایا کہ گاڑی میں مولوی کی جگہ بھی رکھ لیں۔

قاری عاشق الٰہی صاحب نے لطائف سمجھائے اور مغرب کی نماز کے بعد حضرت جیؒ نے اپنے ساتھ بٹھلا کر ذکر شروع فرمایا۔ ان دنوں صرف پچیس تیس ساتھی تھے۔

رات روتے ہوئے گزری اور سحری کے ذکر میں حضرت جیؒ نے پھر اپنے بائیں جانب بٹھا کر اتنی شفقت اور توجہ فرمائی کہ دوران ذکر یوں محسوس ہوا جیسے ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر ہمارے اوپر گر رہے ہیں۔

1972ء میں بندہ سلسلے کے ساتھ وابستہ ہوا تو زندگی ہی بدل گئی۔

پندرہ شعبان کی شب کو حضرت جیؒ کی معیت نصیب ہوئی۔ رمضان شریف میں میانہ کوٹ تراویح پڑھانے کے لئے حاضر ہوا تو دوران قرات اتنی رقت طاری ہو جاتی تھی کہ سامعین بھی رونا شروع کر دیتے تھے۔

زندگی میں پہلی دفعہ اعتکاف بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ساتھ ہی الطاف احمد مخدوم بھی اعتکاف بیٹھے۔ اعتکاف سے باہر آئے تو بھائی الطاف بھی داڑھی رکھ چکے تھے۔

پانچ شوال کو چند ساتھیوں کے ساتھ چکڑالہ حاضری نصیب ہوئی تو حضرت جیؒ نے فرمایا۔ ''آپ کے لطائف روشن ہیں اور اب چوکیرہ چھوڑ کر میانہ کوٹ میں رہ کر دین کا کام کریں۔

نو محرم کو حضرت جیؒ نے چکڑالہ بلایا۔ چینی مسجد میں جلسہ پر تقریر کی۔ عصر کے بعد حضرت جیؒ کے آستانہ عالیہ پر بیٹھے تھے کہ ایک بوڑھے بابا سے حضرت جیؒ نے پوچھا ''تقریر کیسی ہوئی'' ظاہری علوم سے وہ بابا ناواقف معلوم ہوتا تھا۔ کہنے لگا کہ مولوی صاحب نے فلاں واقعہ غلط بیان کیا ہے۔

حضرت جیؒ نے پوچھا۔ تجھے کیسے پتا چلا۔ تو وہ کہنے لگا ساری تقریر دائیں کندھے

والے فرشتے نے لکھی۔ اور فلاں واقعہ بائیں طرف والے فرشتے نے کہا ہے جو کر لکھا۔ میں حیران ہو گیا کہ حضرت جی کے ساتھ بیٹھنے والوں کے کشف اتنے تیز تھے۔ تو حضرت جی نے فرمایا وہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے۔

حضرت جی علم کے سمندر تھے۔

منارہ ہائی سکول میں سالانہ جلسہ پر عصر کے بعد جب سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوتا تو علوم کے دریا بہا دیتے۔

بندہ ایک مذہبی تنظیم کا مرکزی مبلغ تھا۔ دوران تقریر جتنے سوالات ہوتے حضرت جی سے ان کے جوابات حاصل کر لیتا۔

حضرت جی بیک وقت مفسر، محدث اور مناظر تھے اور علم تصوف کے مجتہد بھی تھے۔ جب بھی لنگر مخدوم تشریف لاتے ایک رات کے لئے میانہ گوندل میں بھی شفقت فرماتے۔

بندہ نے شیعہ کے ساتھ پانچ چھ دفعہ مناظرہ کیا تو حضرت جی اپنے پاس بلا کر پوری مناظرہ کی تیاری کراتے تھے۔

تلہ گنگ کے علاقہ میں بندہ پر شیعوں نے مقدمہ چلایا۔ تو حضرت جی نے امان اللہ خان کی طرف رقعہ دے کر بھیجا تو انہوں نے وہ کیس رفع دفعہ کرا دیا۔

حلقہ میں داخل ہونے کے بعد چند ہی مہینوں کے بعد حضرت جی نے روحانی بیعت کرا دی۔

جب حضرت جی زندگی کے آخری دورہ میں میانہ گوندل تشریف لائے تو مجھے ایک وظیفہ مرحمت فرمایا کہ سلسلہ کے مشائخ جنہیں خلافت دینا چاہتے ہیں ان کو یہ وظیفہ مرحمت فرماتے ہیں۔

کئی بار ملک کے مختلف کونوں میں حضرت جی کے ساتھ سفر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور حضرت جی نے ایک دفعہ فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے تو ملک میں تبلیغی کام پچیس سال کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ تجھے بٹھا دیں گے۔''

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

لنگر مخدوم کے آخری دورہ پر حضرت جی نے پوری جماعت کی باگ ڈور حضرت شیخ المکرم ملک محمد اکرم اعوان کے ہاتھ دے دی۔

''واقعی اتنی بھاری جماعت کا بوجھ حضرت شیخ المکرم ہی اٹھا سکتے تھے۔''

کئی بار حضرت شیخ المکرم کے ساتھ حج عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

سرگودھا شکیل صاحب کے دستر خوان پر بیٹھے تھے۔ بندہ نے حضرت شیخ المکرم سے عرض کیا۔

''پہلے جتنے بھی مفسرین گزرے ہیں ان میں سے بعض کی تفسیریں ادھوری رہ گئیں۔ ان کی زندگی نے ان سے وفا نہ کی۔ آپ مہربانی فرما کر دو جلدیں جو آپ کی تفسیر کی رہ گئیں ہیں انہیں مکمل فرما دیں۔ زندگی کا پتہ نہیں ہے۔

تو حضرت شیخ المکرم نے فرمایا

''جب بارگاہ نبوی ﷺ سے مجھے یہ حکم ملا کہ میں قرآن کی تفسیر لکھوں تو میں نے رسول پاک ﷺ کے سامنے یہی سوال کیا تھا۔ کہ یہ کام بہت بڑا ہے شاید زندگی وفا نہ کرے۔

تو رسول پاک ﷺ نے فرمایا:۔

''اکرم جب تک تفسیر مکمل نہیں ہو گی تجھ پر موت نہیں آئے گی۔''

تو پھر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں نے دو جلدیں چھوڑ دی ہیں تاکہ دو چار سال اور بھی زندہ رہ سکوں۔

قارئین یہ نہ سمجھیں کہ شیخ نے یہ کیسی بات فرمائی ہے۔ حضرت تھانوی نے لکھا ہے:۔

''حضرت گنگوہی نے ایک دفعہ فرمایا کہ عرصہ تین سال سے میں تب تک بات نہیں کرتا جب تک رسول پاک ﷺ سے پوچھ نہیں لیتا۔

تو اب یہ تفسیر دس جلدوں میں مکمل ہو چکی ہے۔

حضرت شیخ المکرم امیر تنظیم الاخوان کی معیت میں متعدد دفعہ تبلیغی سفر کی سعادت نصیب ہوئی حضرت شیخ المکرم کو خداوند قدوس نے لدنی علوم سے نوازا ہے اور آپ جامع کمالات ہیں۔

میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ مجھے صاحب مجاز بناتے وقت حضرت شیخ المکرم نے جو ناظم اعلیٰ کو خط مبارک لکھا تھا اس کا متن یہ ہے:۔

جناب ناظم اعلیٰ صاحب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ مندرجہ ذیل تین اشخاص کو صاحب مجاز مقرر کیا جاتا ہے۔

1- مولوی نذیر احمد مخدوم صاحب حال مقیم بھلوال
2- زاہد امین صاحب حال مقیم جدہ سعودی عرب
3- ملک محمد نعیم صاحب حال مقیم پشاور

یاد رہے کہ 18/8 کو بعد از مغرب دوران طواف فرمایا کہ نذیر احمد کو صاحب مجاز بنا دو اور سحری کے ذکر میں باقی دو حضرات کے لئے فیصلہ ہوا۔ یہ خصوصی انعام دوران حج بیت اللہ عطا ہوا۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ ہر صاحب مجاز فنا بقاء تک مراقبات کرا سکتا ہے۔ سوائے روحانی بیعت کے وہ بندہ ہی کے پاس آ کر کرنی ہوگی۔

اللہ کریم جملہ احباب حلقہ کو برکات سے نوازے اور سب کو استقامت علی الدین عطا فرمائے۔ (آمین)

میں اپنے ملک کے علماء حضرات سے درخواست کروں گا کہ وہ اس تفسیر ''اسرار التنزیل'' کا ضرور مطالعہ کریں۔ حضرت شیخ نے ہر ایک موضوع پر بحث فرمائی۔

درس قرآن دینے والے علماء حضرات کو مشورہ دیتا ہوں کہ تفسیر اسرار التنزیل کا مطالعہ کرنے سے اتنا کچھ مواد حاصل ہوتا ہے کہ باقی تفاسیر سے انسان بے نیاز ہو جاتا ہے۔

جب تک صحت رہی جہاں جہاں نظم اعلیٰ نے ڈیوٹیاں لگائیں ادا کرتا رہا۔ اب عرصہ تین سال سے زیادہ گزر چکا ہے مجھے فالج میں مبتلا ہوئے احباب سے درخواست ہے میری صحت اور خاتمہ بالایمان کے لئے دعا فرمائیں۔ (آمین)

# خالد مسعود شہید کے والد صاحب کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم بھائی اسلم صاحب ایڈیٹر المرشد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں اپنے لخت جگر کمانڈر خالد مسعود کی شہادت پر اپنے پیارے شیخ المکرم مدظلہ العالی اور سلسلے کے تمام ساتھیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت عظیم نعمت سے نوازا ہے جس کا میں شکر ادا نہیں کر سکتا۔

میرا بیٹا کمانڈر خالد مسعود شہید غزوہ ہند کی فضیلت سن کر وادی کشمیر میں داخل ہوا تھا۔ عرصہ دو سال تک بھارتی درندوں سے لڑتا رہا۔ ایک معرکہ میں ضلع پونچھ تحصیل سرنکوٹ میں بہادری سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا ہے۔

کمانڈر خالد مسعود کی عمر 20 سال تھی۔

کمانڈر خالد مسعود جب پیدا ہوا تو میں نے بڑے حضرت جی مولانا اللہ یار خان صاحبؒ کو خط لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے بچے سے نوازا ہے۔ بچے کے لئے پیارا سا نام بھی تجویز فرما دیں اور بچے کے لئے دعا بھی فرما دیں۔ حضرت جیؒ نے نام بھی تجویز فرمایا اور دعا بھی فرمائی۔ حضرت جیؒ نے نام حضرت سیدنا خالد بن ولیدؓ کے نام نامی سے منسوب فرمایا اور اسی نسبت سے دعا بھی فرمائی۔ اللہ نے میرے پیارے شیخ کی دعا قبول فرمائی اور میرے بچے کو شہادت جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی۔ مجھے اس پر فخر ہے۔

اللہ مجھے اور میرے باقی پانچ بیٹوں کو بھی شہادت جیسی عظیم نعمت عطا فرمائے۔

میرے بیٹے کی شہادت کی اطلاع بذریعہ المرشد ساتھیوں تک پہنچا دیں۔ شکریہ۔

نفاذ اسلام کیمپ میں دو ننھے منے کمانڈو کمانڈو وردی میں ملبوس حضرت شیخ المکرم مدظلہ العالی کے شیخ کے دائیں بائیں مہر نبوت والے سبز پرچم تھامے کھڑے تھے۔ کمانڈر خالد مسعود شہید ان کا بڑا بھائی ہے۔

فقط والسلام

آپ کا بھائی احسن فیروز
سیان تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

## دعائے مغفرت

دارالعرفان فیصل آباد سے حیدر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ میجر (ر) رشید احمد صاحب۔ صاحب مجاز' حیدر آباد' سندھ کا انتقال ہو گیا ہے۔ قارئین سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

راؤ ماسٹر لیاقت علی شجاع آبادی کے والد محترم راؤ ماسٹر محسن محمد قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں قارئین سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

لاہور آفس سے اطلاع آئی ہے کہ سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی حاجی اکرام الحق (نوبہ) کی خالہ محترمہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

لاہور آفس ہی نے اطلاع دی ہے۔ سلسلہ عالیہ کے ساتھی محمود احمد (نوبہ) کے والد محترم جناب فرمان علی قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں۔ ساتھیوں سے دعا کی درخواست ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

# موت کا سفر

حکومتوں کی نااہلی ہے کہ لوگوں کی ضروریات زندگی ان کے اپنے ملک میں پوری نہیں ہورہیں۔ جو یہاں ہیں وہ خودکشیوں پر مجبور ہیں جو بیرون ملک جاتے ہیں ان کے ساتھ جو بیتتی ہے پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ہے کوئی سننے والا!

تحریر: راجہ انور

صبح آٹھ بجے کا عمل ہوا ہوگا۔ سراغ رساں پولیس انسپکٹر سوزی ہل جونہی اپنے دفتر میں داخل ہوئی، فون کی گھنٹی جھنجھنانے لگی۔ اس نے جھپٹ کر کریڈل سے فون اٹھایا۔ دوسری جانب اس کا باس تھا۔ اس نے نپے تلے سرکاری انداز میں کہا: "مس ہل! تم فوراً مشرقی لندن کے رچمنڈ نامی علاقے میں پہنچو۔ وہاں سانسبری سٹور کے پارکنگ ایریا میں کسی ایشیائی نوجوان کی نعش پڑی ہے۔ پولیس کا موبائل دستہ اب تک وہاں پہنچ چکا ہوگا۔ تم جائے واردات کا چارج سنبھال لو۔"

سوزی ہل نے اپنے کیریئر کے دوران میں ان گنت نعشیں دیکھی تھیں لیکن اسے یہ نعش ان سب سے مختلف نظر آئی۔ اس کے جسمانی اعضاء یوں تڑے مڑے ہوئے تھے جیسے کسی نے انہیں ہتھوڑے کی ضربوں سے باقاعدہ کوٹتا رہا ہو۔ نعش کے چاروں طرف مرنے والے کے مغز کا سیال مادہ بکھرا پڑا تھا۔ انسپکٹر نے سیاہ جینز اور نیلی شرٹ میں ملبوس اس بدقسمت نوجوان کی نعش کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور کسی گہرے اندرونی کرب کے احساس سے جھرجھری لیتے ہوئے اس نے جیسے خودکلامی کی:

"یہ تو یہ سو فیصد قتل کی واردات، لیکن مقتول کون ہے؟ وہ کس ملک کا باشندہ ہو سکتا ہے؟ کس نے اسے اس بے رحمانہ انداز میں قتل کیا؟ وہ اس پارک میں رات کے وقت کیوں آیا؟" سوزی کو اس کی جیب سے صرف ایک پھٹا پرانا کتابچہ ملا، جس کے صفحات پر کسی اوق زبان میں کچھ حروف اور ہندسے لکھے ہوئے تھے۔ تاہم اس نے ہماری پولیس کی مانند نعش کو لاوارث قرار دے کر اس کی فائل کسی تہہ خانے میں نہیں پھینکی۔ کوئی تین ہفتے کی بھاگ دوڑ کے بعد وہ اس خوفناک واقعہ کی تہہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئی......!

......اس کا نام ایاز تھا۔ سوات کے ابدرہ نامی گاؤں کا یہ اکیس سالہ جوان رعنا کوئی ڈیڑھ سال پہلے تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے کے عوض ویزا خرید کر دبئی پہنچا، تاکہ اپنے بہن بھائیوں اور اپنے خاندان کو بہتر زندگی مہیا کر سکے۔ اس نے ویزے کے لئے یہ رقم کسی سے قرض پکڑی تھی اور اس کا خیال تھا کہ وہ پہلے چار چھ ماہ میں ہی قرض لوٹا سکے گا۔ یہاں آٹھ ہزار پاکستانی روپے اس کی ماہانہ تنخواہ تھی۔ وہ تنخواہ کی کمی کا گلہ کئے بغیر دن رات کام میں جتا رہا۔ لیکن اس کے مالک نے اسے روٹی پانی کا خرچ دینے کے سوا کوئی روپیہ پیسہ نہیں دیا۔ اس صورت حال سے تنگ آ کر اس نے برطانیہ جانے کا قصد کیا۔ لیکن نہ تو اس کے پاس برطانیہ کا ویزا خریدنے کی مالی سکت موجود تھی اور نہ اس جیسے کسی غریب نوجوان کو ویزا دینا برطانوی حکومت کی پالیسی کا حصہ ہے!

"قہر درویش بر جان درویش" کے مصداق ایاز نے بالآخر اپنی زندگی داؤ پر لگا دی۔ اس نے جہاز کے پہیوں کے ساتھ لٹک کر برطانیہ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ برٹش ایئرویز کی فلائٹ اس رات ایک بجے دبئی سے لندن کے لئے روانہ ہونے والی تھی۔ جانے وہ کتنے جان جوکھوں سے سیکورٹی والوں کی عقابی نگاہوں سے بچتا بچاتا بوئنگ 777 کے نیچے پہنچا ...... اور خاموشی سے جہاز کے پہیوں کے اوپر فولادی تنگ راڈ کے ساتھ چپک کر کھڑا ہو گیا۔ شاید اس کا یہ خیال ہو کہ جب جہاز کے پہیئے فولد ہوں گے تو وہ بھی ان کے ساتھ اس تنگ جگہ میں چند گھنٹے جیسے تیسے گزار لے گا۔ اور جب جہاز لندن ایئرپورٹ پر اترے گا تو وہ بھی آہستہ سے مسافروں کی بھیڑ میں شامل ہو جائے گا۔ "اگر چند گھنٹوں کی

www.naqshbandiaowaisiah.com



تکلیف سے پوری زندگی سنور سکتی ہو تو ایسے سودے میں کوئی حرج نہیں۔" صد ہا وسوسوں میں گھرے ایاز نے خود کو تسلی دینے کی خاطر سوچا ہوگا۔

رات کے ایک بجے دیوہیکل بوئنگ دھاڑتے ہوئے انجنوں کے ساتھ پوری سرعت سے رن وے پر دوڑا۔ نوجوان ایاز کے حوصلے اور قوت کا اندازہ اس بات سے کر لیجئے کہ وہ ہوا کے اس طوفان میں بھی راڈ کے ساتھ چپکا رہا۔ ہوا میں بلند ہوتے ہوئے جہاز کے پہیئے فولڈ ہو کر بند ہو گئے اور ایاز ان کے ساتھ ہی اس اندھیری قبر کی تہہ میں اتر گیا۔ اسے یقیناً اس بات کا علم نہیں ہوگا کہ تیس ہزار فٹ کی بلندی پر پہیوں کے بند ہونے والی جگہ (BAY) کا ٹمپریچر منفی 56 کے لگ بھگ ہو جائے گا۔ آکسیجن کی کمی کے باعث اس کی سانسیں اکھڑنا شروع ہو جائیں گی۔

اگر وہ پہیوں کی فولڈنگ کے دوران میں نہ کچلا گیا تو بھی وہ پرواز کے پہلے دس منٹوں میں ہی برف کی سل کی مانند جم جائے گا۔ اور اس کی آنکھوں میں بسے ہوئے زندگی کے سارے خواب اس کے ساتھ ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ٹھٹھر کر رہ جائیں گے۔ بوئنگ کے بلند ہونے کے چند منٹ بعد جب اس سے صرف چند فٹ اوپر مسافروں کو ہر قسم کے ڈرنکس پیش کئے جا رہے ہوں گے، ان کا دل بہلانے کے لئے کوئی فلم بھی دکھائی جا رہی ہوگی، اس لمحے یکہ و تنہا، شدید تاریکی اور خون جما دینے والی سردی میں گھرے ایاز نے انجنوں کی قیامت خیز گڑگڑاہٹ میں جانے کتنی بار اپنی ماں اور اپنے رب کو چیخ چیخ کر مدد کے لئے پکارا ہوگا۔

صبح چھ بجے کے قریب طیارے نے ہیتھرو ایئرپورٹ کے اردگرد چکر لگایا۔ اس نے لینڈنگ کے لئے آخری پوزیشن لیتے ہوئے اپنے پہیئے کھولے تو ایاز کسی بے جان پتھر کی مانند ہوا میں قلابازیاں کھاتا ہوا ریلوے پٹڑی سے چند گز پرے اس بڑے سپر سٹور کے پارک میں آن گرا...... میڈیکل رپورٹ کے مطابق وہ اپنے سفر کے ابتدائی دس پندرہ منٹوں میں ہی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا! وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچا تو سہی، لیکن ایک ناقابل شناخت نعش کی شکل میں! چونکہ صبح کے ملگجے میں کسی نے طیارے سے اس کی نعش کو گرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، اس لئے پولیس نے پہلے پہل اس کی موت کو قتل کی ایک بہیمانہ واردات سمجھا۔ یہ تو اس خاتون انسپکٹر کا کمال جانئے، جس نے اس بدنصیب نوجوان کا اصل اتا پتا ڈھونڈ نکالا اور یوں طیارے سے گرنے کے چند ہفتے بعد اس کی نعش اس کے گاؤں میں واپس پہنچ گئی۔

لیکن یہ صرف سوات کے ایک جوان کی داستان الم نہیں، بلکہ یہ سارے سماج کا اجتماعی المیہ ہے۔ جس ملک کی نوجوان نسل ہاتھوں میں ڈگریاں تھامے بے روزگاری کے سمندر میں غوطے کھا رہی ہو، جہاں غربت اور ناانصافی سے تنگ آ کر لوگ پانی کی ٹنکیوں سے کود کر جان دیتے پھریں، اپنے جسم پر پٹرول چھڑک کر خود کو بھسم کرنے پر مجبور ٹھہریں۔ جہاں مریض علاج کے لئے اور معذور امداد کے لئے چلاتے چلاتے مر جائیں۔ اگر پتھروں کے اس سماج میں کوئی زندہ ہے، تو پھر اسے کم از کم وکٹوریہ کراس ملنا چاہئے.....!

اگر اس صورت حال سے نجات کے لئے ایک ہمہ گیر منصوبہ بنایا جائے، تو غریب عوام کے سر سے دکھوں کا بار گراں کسی حد تک کم ہو سکتا ہے۔ مثلاً زکوٰۃ کی رقم سے سیاسی وفاداریاں خریدنے یا ملائیت کے اداروں کو خوش کرنے کی بجائے خدا کے حکم کے مطابق اس فنڈ کو غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور معذوروں میں تقسیم کیا جائے، تاکہ وہ سڑکوں پر بھیک نہ مانگیں، صدقے، فطرانے، اسلام کے نام پر چندے اور قربانی کی کھالوں سے حاصل ہونے والی رقومات سے ملک کے غریبوں کا مفت علاج کیا جائے کہ یہی افضل ترین "جہاد" ہے۔ پورے ملک کے بے روزگاروں کی ایک فہرست بنائی جائے اور جب تک انہیں روزگار نہ ملے، حکومت ان کو مالی امداد دینے کا اہتمام کرے۔ تو یوں طیاروں اور بموں کے انبار جمع کرنے کی بجائے ہر صوبے میں فیکٹریاں لگائی جائیں تاکہ لوگوں کو روزگار مل سکے۔

حکومت کرنا صرف حکم چلانا نہیں ہوتا، یہ صرف قصر صدارت میں بیٹھنے اور اقتدار سے متمتع ہونے کا نام نہیں۔ صرف وزارتیں توڑنے اور بنانے سے عبارت نہیں اور نہ کسی کو سزا دینے یا کسی کو چھوڑنے کا کھیل ہے بلکہ عوام کے دکھوں کی ذمہ داری اٹھانا اور ان کا بوجھ بٹانا ہی کسی حاکم کا اصل فریضہ ہوتا ہے۔

(بشکریہ خبریں)

www.naqshbandiaowaisiah.com

# قرآن پاک کا ایک زندہ معجزہ

**مشاہدہ اور مطالعہ**

تحریر: ڈاکٹر عبدالغنی فاروق

یہ حیرت انگیز اور ایمان افروز واقعہ مجھے سردار غلام جیلانی نے سنایا۔ سردار صاحب کا تعلق آزاد کشمیر سے ہے۔ بڑے باوقار' سنجیدہ' اعلیٰ تعلیم یافتہ اور باعمل مسلمان ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ موضع گورا' تحصیل پلندری' ضلع سدنوتی کے رہنے والے ہیں۔ زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ گورا گاؤں راولپنڈی سے 96 کلومیٹر جانب مشرق واقع ہے۔ پلیس کا لج سہالہ سے آزاد پتن جانے والی سڑک ادھر کو جاتی ہے۔

سردار صاحب نے بتایا:

میرے گاؤں میں ریٹائرڈ کیپٹن محمد صدیق خان بڑے ہی نیک نام انسان ہیں۔ مخیر ہیں اور انسانی ہمدردی کے پیکر مجسم۔ فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد گاؤں ہی میں زمیندارہ کرتے اور رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ رشتے میں یہ میرے پھوپھا ہیں' ان کی والدہ محترمہ مسماۃ مہر جان (زوجہ حسین خان مرحوم) 85 سال کی بزرگ خاتون ہیں۔ وہ اَن پڑھ ہیں' لیکن قرآن پڑھنا اور پڑھانا ان کا محبوب ترین مشغلہ رہا ہے۔ انہوں نے بلا مبالغہ سینکڑوں بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک پڑھایا ہے۔ قرآن پاک سے ان کے شغف کا یہ عالم ہے۔ 1985ء میں انہوں نے تقریباً ستر سال کی عمر میں اصرار کر کے اپنی پوتیوں سے اردو پڑھنا سیکھی۔ پوتیاں کالج میں پڑھتی تھیں اور مذاق کرتی تھیں کہ دادی اماں! اب آپ اردو پڑھ کر کیا کریں گی؟ جواب دیتیں کہ قرآن کو ترجمے کے ساتھ سمجھنا چاہتی ہوں' چنانچہ انہوں نے واقعی اردو پڑھنا سیکھ لیا اور دو سال میں پورا قرآن پاک ترجمے کے ساتھ ختم کر لیا۔

خدا کا کرنا یہ ہوا کہ 1987ء میں مہر جان کی بائیں آنکھ میں درد شروع ہو گیا جو بڑھتا چلا گیا۔ 1988ء میں موصوفہ اپنے دوسرے بیٹے محمد نذیر (سرکاری ملازم' کالا پل کراچی) کے پاس گئیں۔ وہاں ایک ڈاکٹر نے بتایا کہ آنکھ میں کالا موتیا اتر آیا ہے' اس لئے آپریشن نہیں ہو سکتا۔ جلد ہی دوسری آنکھ بھی اسی کیفیت سے دوچار ہو گئی تو 1991ء میں الشفاء ہسپتال راولپنڈی میں دائیں آنکھ کا آپریشن ہوا' لیکن بینائی میں چنداں فرق نہ آیا اور 1992ء میں دونوں آنکھوں کا نور کافور ہو گیا۔

مہر جان کی دنیا اندھیر ہو گئی' لیکن انہیں سب سے بڑا صدمہ یہ تھا کہ وہ قرآن کی تلاوت اور زیارت سے محروم ہو گئی ہے۔ اس تصور نے انہیں ہلکان کر دیا اور وہ ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتی رہتیں کہ کلام پاک کی نعمت ان سے چھن گئی ہے۔ انہوں نے رو رو کر اپنے بیٹے کیپٹن محمد صدیق سے التجا کی کہ وہ انہیں کسی لائق ڈاکٹر کے پاس لے جائے اور علاج کرائے تاکہ بینائی کی بحالی کی کوئی صورت نکل سکے۔ ان کا بیٹا محمد صدیق انہیں ایک روز راولپنڈی کے الشفاء آئی سنٹر میں لے گیا اور وہاں سینئر اور لائق ترین ماہرین چشم ڈاکٹروں سے آنکھوں کا معائنہ کرایا۔ سب کا بالاتفاق فیصلہ تھا کہ آنکھوں کی بینائی مکمل طور پر ختم ہو چکی ہے اور اب اس کی بحالی کا ہرگز کوئی امکان نہیں۔ سب ڈاکٹروں نے محترمہ مہر جان کو صبر کی تلقین کی اور اللہ سے دعا کرنے کا مشورہ دیا' وہ بضد رہتیں کہ انہیں کسی دوسرے ڈاکٹر کے پاس لے جایا جائے' چنانچہ ماں کی آہ و زاری اور اصرار سے متاثر ہو کر کیپٹن محمد صدیق انہیں فوجی فاؤنڈیشن ہسپتال مورگاہ (پنڈی) لے گیا۔ افسوس یہاں بھی سب ڈاکٹروں نے مکمل معائنے کے بعد یہی رپورٹ دی کہ دماغ سے بینائی کا سرچشمہ خشک ہو گیا ہے اور اب اس کی بحالی کسی صورت بھی ممکن نہیں۔

1998ء میں موضع گورا میں آئی کیمپ لگا۔ ملک کے مختلف ہسپتالوں سے معروف ماہرین امراض چشم یہاں یکجا ہوئے۔ ان میں ڈاکٹر محمد منظور ملک (ملتان آئی کلینک) ڈاکٹر محمد ایاز (واپڈا ہسپتال راولپنڈی) ڈاکٹر محمد اجمل اور ڈاکٹر حمید (شیخ زید ہسپتال لاہور) شامل تھے۔ اماں مہر جان کیمپ میں تشریف لے گئیں' سب ڈاکٹروں سے فرداً فرداً ملیں اور اضطراب اور اصرار کے ساتھ درخواست کی کہ اس کی آنکھوں کا علاج کیا جائے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com



وہ تکرار کے ساتھ یہ کہتی تھیں کہ اللہ مجھے بینائی کی نعمت دوبارہ ضرور عطا فرمائے گا۔ میری زندگی کی سب سے بڑی تمنا ہی یہ ہے کہ میں قرآن پڑھتی رہوں اور جب دنیا سے کوچ کروں تو میرے لب قرآن کی تلاوت کر رہے ہوں' لیکن کسی ڈاکٹر نے بھی مہر جان کو امید کی بشارت نہ دی۔ سب نے تاسف اور دکھ کے ساتھ انہیں یہی بتایا کہ ان کی بینائی کے سوتے خشک ہو چکے ہیں' اور ان کی بحالی کے دور دور تک امکانات نہیں ہیں۔

ڈاکٹر منظور ملک نے بتایا کہ جب میں اماں مہر جان کی آنکھوں کا معائنہ کر رہا تھا تو وہ درود پاک کا ورد کر رہی تھیں اور یقین اور اعتماد سے کہہ رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں روشن کر دے گا۔

99ء کا رمضان آیا تو مہر جان کی بے قراری غیر معمولی حد تک بڑھ گئی۔ ان کا زندگی بھر کا معمول تھا کہ وہ خصوصاً رمضان المبارک میں تلاوت کا غیر معمولی اہتمام کرتیں اور کئی بار قرآن پاک ختم کر لیتیں' لیکن افسوس کہ بینائی کے خاتمے نے انہیں زندگی کے سب سے بڑے لطف اور راحت سے دور کر دیا تھا۔ تب انہوں نے اپنی محرومی کا مداوا عجیب و غریب طریقے سے کیا۔ عشق نے محبوب سے ملاقات کا نیا ڈھنگ ایجاد کر لیا۔ اماں مہر جان تلاوت کے لئے تیرہ سطروں والا قرآن پاک حاصل کرتی تھیں۔ اس رمضان میں بھی وہ با وضو ہو کر بیٹھیں' وہی تیرہ سطروں والا قرآن پاک گود میں رکھتیں' اسے کھولتیں اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر صفحے مکمل کر لیتیں۔ اس طرح 1999ء کے رمضان میں دوبارہ قرآن پاک ختم کر لیے۔

اس رمضان میں انہیں کئی بار خواب آیا کہ ان کی بینائی لوٹ آئی ہے' لیکن نیند سے بیدار ہوتیں تو ماحول بدستور تاریک پاتیں' تب رو رو کر آہ و زاری کرتیں' اللہ سے خوب دعائیں کرتیں کہ الٰہی میری بینائی بحال کر دیجئے تاکہ میں قرآن کے الفاظ دیکھ سکوں اور پڑھ سکوں۔ اسی طرح رمضان گزر گیا' عیدالفطر آ گئی' گھر میں قرب و جوار کے سارے رشتہ دار اکٹھے ہوئے' لیکن اماں مہر جان کے لئے کسی کو دیکھنا ممکن نہ تھا' تاہم وہ آوازوں سے سب کو پہچانتی اور سب کا حال احوال پوچھتی تھیں۔

1999ء کی عیدالضحیٰ کے موقع پر سردار غلام جیلانی اپنے گاؤں گئے تو اماں مہر جان نے انہیں بتایا کہ پچھلے رمضان کے بعد شوال گزرا' ذیقعد آیا' ایک رات میں سوئی ہوئی تھی کہ خواب میں آواز آئی ''تمہاری بینائی بحال کر دی گئی ہے'' میں خوشی سے نہال ہو گئی' بیدار ہوئی تو اندازہ ہوا کہ فجر کا وقت ہو رہا ہے۔ وضو کیا' نماز پڑھنے لگی تو آنکھوں کے سامنے روشنی محسوس ہوئی' مجھے جائے نماز نظر آ رہی تھی۔ نماز سے فارغ ہو کر میں کمرے سے باہر صحن میں آئی تو اردگرد کے مکانات دکھائی دینے لگے۔ میں بے پایاں خوشی کے ایک نئے احساس سے سرشار ہو گئی' لیکن میں نے ضبط کیا اور خاموش رہی۔ طلوع آفتاب کے آثار واضح ہوئے تو مجھے ہر چیز نمایاں ہو کر نظر آنے لگی۔ گرد و نواح کے پہاڑ' درخت' آنے جانے والے لوگ سب دکھائی دینے لگے۔ میں نے سوچا' یہ کوئی خواب تو نہیں' لیکن خیال آیا کہ یہ خواب نہیں' حقیقت ہے۔ میرے مالک نے میری التجائیں سن لی ہیں اور قرآن پاک کی برکت سے مجھے بینائی کی کھوئی ہوئی بے مثال نعمت دوبارہ مل گئی ہے۔ تب میں دوبارہ اپنے کمرے میں آئی۔ قرآن پاک مجھے دور سے نظر آ گیا' میں نے دوڑ کر اسے اٹھایا' سینے سے چمٹا لیا' خوب چوما اور پھر کھول کر دیکھا تو اس کے مبارک حروف میرے سامنے جگمگا رہے تھے۔ اب میں خوشی سے رونے لگی اور قرآن کو والہانہ انداز سے چومنے لگی۔

میرے رونے کی آواز سن کر میری چھوٹی بہو کریم جان بھاگ کر آئی' پوچھا کیا بات ہے؟ خیر تو ہے' میں نے مسرت انگیز سسکیوں کے درمیان اسے بتایا کہ دیکھو میری آنکھیں ٹھیک ہو گئی ہیں' میری بینائی لوٹ آئی ہے اور اب میں باقاعدہ دیکھ کر قرآن پڑھ رہی ہوں۔ کریم جان بھی خوشی اور تعجب سے نہال ہو گئی' اس نے زور زور سے آوازیں دے کر گھر کے سب افراد کو بلایا اور انہیں اس عجوبے کی اطلاع دی۔ سب حیران تھے' مبہوت تھے اور اللہ کی حمد و ثنا کرنے لگ گئے تھے۔ جلد ہی یہ اطلاع سارے گاؤں میں پھیل گئی اور سب آ آ کر مجھے مبارکباد دینے لگے۔ سب قرآن پاک کے اس معجزے پر حیران بھی تھے اور مرعوب بھی۔ بینائی کی بحالی پر میں نے خوب شکر ادا کیا اور چند ماہ میں پانچ مرتبہ قرآن پاک ختم کر لیا۔ مہر جان کی مجموعی صحت بالکل ٹھیک ہے۔ البتہ عمر کی نسبت سے ضعف بڑھ گیا ہے۔ اب وہ پہلے کی طرح بچوں کو قرآن تو نہیں پڑھاتیں' لیکن دن کا بیشتر حصہ اس عظیم و زندہ کتاب کی صحبت میں گزارتی ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ پاکستان)

www.naqshbandiaowaisiah.com

# مراسلات

- عبدالسلام صاحب بورے والا نے عبدالعزیز خالد کے مضمون کو پسند نہیں کیا ہے۔ انہیں علیحدہ سے اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔
- احمد نواز صاحب نے ایک مضمون پرانا کھیل نئے کھلاڑی بھیجا ہے جو مجلس ادارت کے زیر غور ہے جونہی ہمیں واپس ملا، ہم اسے شائع کر دیں گے۔
- انجینئر عبدالرزاق اویسی صاحب نے اکٹھی دو نظمیں بھجوائی ہیں جن میں سے ایک شامل اشاعت ہے۔ ان کی ایک نظم ماہ جولائی کے شمارہ میں شائع ہوئی تھی۔ جس میں درج ذیل اشعار میں سقم پائے گئے جو دوبارہ پیش خدمت ہیں۔

ہے شریعت ظاہری اعمال اپنانے کا نام ہے طریقت قلب اطہر سے جلا پانے کا نام

جو ہے جمہوری تماشا اہل مغرب کی ہے چال ہے سیاست بات کر کے پھر مکر جانے کا نام

نام جس کا بوالحکم تھا دراصل بوجہل تھا ہے جہالت جہل کی باتوں پر اڑ جانے کا نام

- فرخ صاحب نے گلستان کالونی ملتان سے ''شاہی ترانہ'' کے نام سے ایک نظم بھیجی ہے۔ سیاسی لیڈروں نے ملک اور قوم کے ساتھ جو کچھ کیا ہے، اس کی انہوں نے خوب تصویر کشی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

## ''شاہی ترانہ''

کھیت گھر زمین شاد باد کارخانے بہترین شاد باد

گاڑیاں وزارتیں مکان کوٹھیاں عمارتیں دکاں

لوٹ مار چھین شاد باد

بیوقوف ہیں عوام غلام کے غلام

کرسی، عہدہ، سلطنت جوئندہ پائندہ باد

لیڈروں کی منزل مراد

ہر طرف سفارشوں کا جال سرنگوں ترقی و کمال

پاک سر زمین میں حلال رشوتوں وزارتوں کا مال

لعنت خدائے ذوالجلال